

۴۰۶

موجود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

از تازہ افاضات جامع الکمالات واقف ماریش آیات سفیریل مناظر بے بدل کشا حقایق
دین متین جناب مولوی حکیم نور الدین ستوطن بحیرہ غلط شاہ پور رحمہ فیضہم اے یوم المنشور

فصل الخطب معدا مل لکنا

بحسن اہتمام تام نامی امام صاحب اسلام صاحب ذوق سلیم مولوی محمد عبد اللہ
امام الفیض الیمیم تصدیق دقائمی مہمانی و تنقیح حقائق معانی بہارک ربیع اشانی

مجتبیٰ علی عبد الرحمان
درہ مطیع محمد الا و افعیٰ علیہ

مجلد اول

فہرست بعض مطالب فصل الخطاب لمقدمہ اہل الكتاب حصہ دوم

ایضاً بعض فوائد جدیدہ

۸۲۳۶
مجلد اول

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۹	مسیح کی پہلی بشارت۔	۲۳	۱	بشارات محمدیہ کی بحث اثبات نبوت۔	۱
۱۰	تحقیق تسمیہ مسیح و ذکر ولادت۔	۲۴	۲	اثبات نبوت کی واسطے کتب سابقہ انبیاء کے بشارات	۲
۱۱	مسیح ابن یوسف بن نہ ابن مریم۔	۲۵	۳	شرط نہیں۔	۳
۱۱	مسیح کی دوسری پیشین گوئی۔	۲۶	۴	درہم پادریوں کا نسبت عدم ذکر بشارات محمدیہ کے	۴
۱۲	نبوت عدم سلطنت مسیح و اہلای مصائب نبی اسرائیل	۲۷	۵	تہمید احکام بشارات محمدیہ کی۔	۵
۱۳	مسیح کی تیسری بشارت۔	۲۸	۶	فائدہ ذکر بشارات عیسویہ کا قبل بشارات محمدیہ کے	۶
۱۴	مسیح نہ اسرائیلی ہیں اور نہ نسل اسرائیل سے	۲۹	۷	پابندی مذہب کے تلخ۔	۷
۱۵	آپ اب متی ولوقا کے تاویل تو فیق پر	۳۰	۸	مشاعرہ میں انصاف اور تعصب کا بیان۔	۸
۱۶	الزامی اعتراض۔	۳۱	۹	سوفسطائی اور یہود کا اعتراض بشارات محمدیہ	۹
۱۷	مسیح کی چوتھی بشارت۔	۳۲	۱۰	و عیسویہ پر۔	۱۰
۱۸	ظلم یہود کی نسبت عیسائیوں کا غلط بیان۔	۳۳	۱۱	بشارات و دیگر معنائیں میں بحث انصافانہ۔	۱۱
۱۹	مسیح کی پانچویں بشارت۔	۳۴	۱۲	قباحتیں ضرورت بشارت کی اثبات نبوت میں	۱۲
۲۰	آیات متی و اشیا کی مخالفت پر الزامی جواب۔	۳۵	۱۳	شرطیت بشارت پر الزامی جواب۔	۱۳
۲۱	مسیح کی چھٹی بشارت۔	۳۶	۱۴	پہلا الزام بر تقدیر تسلیم ضرورت بشارت کی۔	۱۴
۲۲	اقوال انابیل کے زبانی روایات کا بمقابلہ احادیث	۳۷	۱۵	دوسرا الزام بر تقدیر تسلیم لزوم بشارت کی۔	۱۵
۲۳	صحیحہ کے کچھ اعتبار نہیں۔	۳۸	۱۶	تیسرا الزام بر تقدیر تسلیم شرطیت بشارت کی۔	۱۶
۲۴	ایک نوٹ احادیث پر۔	۳۹	۱۷	بشارات کے مصداق معین میں اشکال و وقت۔	۱۷
۲۵	پہلی بشارت محمدیہ کہ اجمالاً تورات میں و تفصیلاً	۴۰	۱۸	تفصیل بشارات کی ضروری ہونے پر الزامی جوابات	۱۸
۲۶	قرآن میں ہو۔	۴۱	۱۹	ضرورت تفصیل بشارت پر استفسار الزامی۔	۱۹
۲۷	نکاح آیت قرآنی قابل غور۔	۴۲	۲۰	وجہ تقدیم عیسویہ بشارات کی محمدیہ بشارات پر۔	۲۰
۲۸	آیات قرآنی کی تطبیق آیات تورات سے۔	۴۳	۲۱	ہدایت قرآن کی منکرین بشارات کے جواب میں	۲۱
۲۹	بیان فوائد قبول دعای ابراہیم بحق اسمیل۔	۴۴	۲۲	خدا کے قول و فعل کا اتفاق رسالت محمدیہ کی	۲۲
۳۰	نبی اسمیل میں کوئی نبی مثل آنحضرت کے	۴۵	۲۳	شہادت میں۔	۲۳
۳۱	جلیل القدر نہوا۔	۴۶	۲۴	ترجمہ اسماعیلی وقت۔	۲۴
۳۲	آنحضرت سے پہلے کے نبیوں کا رد و نفی۔	۴۷	۲۵	آپ غلط مہر و تفسیر کا رد و نفی۔	۲۵

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۵	پادری جواد الدین و شاگرد اس کے اقوال کا رد۔	۷۱	۱۹	اسحاق و اسماعیل کی نسبت روحانی و جسمانی	۲۲
۳۶	تیسری بشارت محمدیہ۔	۷۲		وعدہ کا جواب۔	
۳۷	مہدای ظہور مسیحی کی تعبیر تین اور زیون سے۔	۷۳		اولاد ابراہیم میں مشترکہ وعدہ کی تفصیل۔	۲۵
۳۸	پادری فاران کی تفسیر اور کوہ فاران سے معنی	۷۴	۲۰	اولاد ابراہیم کے خاص خاص وعدہ کا بیان۔	۲۶
۳۹	محمد و احمد کی پوری تصدیق۔	۷۵	۲۱	بشارت ثلثیہ بمضمون جدید۔	۲۷
۴۰	مصدق وادری فاران کا مکمل مضمون۔	۷۶	۲۲	نکتہ نبی عربی کی خاص بشارت میں۔	۲۸
۴۱	قید ابراہیم کا عرب میں ہونا اولاد اسماعیل سے۔	۷۷	۲۳	دوسری بشارت محمدیہ ثلثیت موسیٰ کی۔	۲۹
۴۲	اسماعیل اور او کی والدہ ہاجرہ کا مختصر قصہ۔	۷۸	۲۴	بشارت ثلثیہ کے متعلق طلب اسور۔	۳۰
۴۳	عیسیٰ کی ایک ترجمہ اردو پر اعتراض اور اس	۷۹	۲۵	توسلی کی پیشین گوئیوں میں بشارت محمدیہ کی تفصیل۔	۳۱
۴۴	قدرتی ثبوت بشارت مذکور کا۔	۸۰	۲۶	بشارت محمدیہ میں تشبیہ اور ثلثیت موسیٰ کا بیان۔	۳۲
۴۵	تمام ابراہیم کا ابراہیم ہی۔	۸۱	۲۷	اس پیشین گوئی موسیٰ کے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳
۴۶	دعای ابراہیم سے اسماعیل کا کثیر اولاد ہونا۔	۸۲	۲۸	پیشین گوئی موسیٰ کی شہادت آیات قرآنی سے۔	۳۴
۴۷	سارہ کی ناراضی سے ہاجرہ و اسماعیل کا نکلا جانا۔	۸۳	۲۹	قرآن کریم کے دعویٰ اسور متعلق طلب پر۔	۳۵
۴۸	ثبوت ہاجرہ والدہ اسماعیل کی سکونت کا رشتہ	۸۴	۳۰	ثبوت ثلثیت آنحضرت کا موسیٰ کے ساتھ قرآن سے	۳۶
۴۹	فاران میں بچہ وجود۔	۸۵	۳۱	خطبہ حجۃ الوداع کے الفاظ۔	۳۷
۵۰	دشت فاران وہی وادی کہ ہے۔	۸۶	۳۲	آنحضرت کے دشمنوں کا بے نام و نشان ہونا۔	۳۸
۵۱	اسماعیل کے بارہ بیٹوں کا بیان پر اسے جبرائیل کی	۸۷	۳۳	پیشین گوئی اس بشارت کی آیات قرآن سے۔	۳۹
۵۲	تحقیق کے ساتھ۔	۸۸	۳۴	آیات قرآنی منع شرک و اثبات توحید میں۔	۴۰
۵۳	اسماعیل اور او کی اولاد کی سکونت کا مقام	۸۹	۳۵	ثبوت محمدیہ پر آیات قرآنی کے براہین۔	۴۱
۵۴	حجاز یعنی فاران ہی۔	۹۰	۳۶	تبرک کی روحانی کس طرح معجزہ اور آیت ہے۔	۴۲
۵۵	عیسائیوں کے اعتراض۔	۹۱	۳۷	ثبوت کا دن ایک برس کا ہوتا ہے۔	۴۳
۵۶	جواب اعتراضوں کا۔	۹۲	۳۸	اس دن کا وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔	۴۴
۵۷	دشت فاران کی تحقیق۔	۹۳	۳۹	اسلام کے حق میں جنگ بدر اعظم فتوحات سے ہے	۴۵
۵۸	زمانہ موسیٰ میں بھی فاران حجاز کا بیان تھا۔	۹۴	۴۰	جیسے جنگ طوین برج کی دین مسیح کے حق میں۔	۴۶
۵۹	جو تھی بشارت محمدیہ۔	۹۵	۴۱	بشارت ثلثیت میں عیسائیوں کے دعویٰ کا جواب۔	۴۷
۶۰	نام آنحضرت لینا سلیمان کا اپنے گیت میں۔	۹۶	۴۲	وجوہات تخصیص بشارت موسیٰ کے آنحضرت کے ساتھ	۴۸
۶۱	تحقیق معنی محمدیم کے۔	۹۷	۴۳	سوال و جواب پیشین گوئی مذکور میں۔	۴۹
۶۲	پانچویں بشارت بعثت محمدیہ کی۔	۹۸	۴۴	ایضاح لاشکال کے دو اعتراضوں کا جواب۔	۵۰
۶۳	لفظ حضرت کی تحقیق کہ اس سے محمد احمد محمود نکتے ہیں۔	۹۹	۴۵	ثلثیت موسیٰ کا مصداق خاص نبی عربی ہے۔	۵۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۹۵	اس بشارت میں عیسائیوں کی غلط فہمی۔	۱۲۱	۹۶	تمام آنحضرت کا ارادہ حق سے مشتق ہونا۔	۱۲۲
۹۷	پچھلی بشارت محمد اشعیا کی۔	۱۲۳	۹۸	گدھے کی سواری سے مسیح مراد ہیں اونٹ کی سواری سے آنحضرت۔	۱۲۴
۹۹	آنحضرت نے توحید سے شکیست بھی کھائی۔	۱۲۵	۱۰۰	ساقی بشارت دانیال و حجریہ۔	۱۲۶
۱۰۱	اس بشارت کے مصداق خاص آنحضرت ہیں۔	۱۲۷	۱۰۲	قوم نبی اسمعیل کی بادشاہت نبی عرب پر صدق آتی ہے۔	۱۲۸
۱۰۳	قول اسمعیل کا اس بشارت کی تصدیق میں۔	۱۲۹	۱۰۴	نبوت اس بشارت کا دانیال کی تصدیق سے۔	۱۳۰
۱۰۵	تفصیل اوس نبوت کی جو دانیال نے خواب میں کھجی۔	۱۳۱	۱۰۶	نبی عرب کی ابدی سلطنت ہونیکا نبوت۔	۱۳۲
۱۰۷	دست سلطنت ہر قل کی آنحضرت اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے زمانہ میں۔	۱۳۳	۱۰۸	داؤد بادشاہ کی اولاد مسیح شہزادہ کا ہونا۔	۱۳۴
۱۰۹	عیسائی مؤرخوں کی غلط فہمی پر توہم افگاری ہو نہیں	۱۳۵	۱۱۰	نبی عرب سے پہلے زمانہ قدیم میں حجر اسود کا ہونا۔	۱۳۶
۱۱۱	قرآن و حدیث سے بشارت حجر اسود کی تصدیق۔	۱۳۷	۱۱۲	وجہ تعظیم حجر اسود کی اور اس کے نافرمانی ہونیکا سبب	۱۳۸
۱۱۳	یثوع کا حواریوں سے بار و پتہ و نکال لینا۔	۱۳۹	۱۱۴	آنحضرت بشارت محمدیہ۔	۱۴۰
۱۱۵	تصدیق اس بشارت کی بشارت زبور آنحضرت کے حق میں	۱۴۱	۱۱۶	حسن و جمال محمدی کا علی وجہ الکمال ہونا۔	۱۴۲
۱۱۷	تصدیق اسکی مؤرخین اہل فرنگ کی عبارتوں سے۔	۱۴۳	۱۱۸	ثبات و استقلال آنحضرت کا تبلیغ احکام الہی میں	۱۴۴
۱۱۹	مقابلہ نور نبوت سرداران کے کہ آنحضرت کی بہادری تصدیق	۱۴۵	۱۲۰	جواب اس درخواست کے اپنے چچا سے آنحضرت کا	۱۴۶
۱۲۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۴۷	۱۲۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۴۸
۱۲۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۴۹	۱۲۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۴۹
۱۲۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۰	۱۲۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۱
۱۲۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۱	۱۲۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۲
۱۲۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۲	۱۳۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۳
۱۳۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۳	۱۳۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۴
۱۳۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۴	۱۳۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۵
۱۳۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۵	۱۳۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۶
۱۳۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۶	۱۳۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۷
۱۳۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۷	۱۴۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۸
۱۴۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۸	۱۴۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۹
۱۴۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۵۹	۱۴۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۰
۱۴۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۰	۱۴۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۱
۱۴۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۱	۱۴۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۲
۱۴۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۲	۱۵۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۴
۱۵۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۴	۱۵۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۶
۱۵۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۶	۱۵۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۸
۱۵۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۶۸	۱۵۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۰
۱۵۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۰	۱۵۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۲
۱۵۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۲	۱۶۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۴
۱۶۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۴	۱۶۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۶
۱۶۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۶	۱۶۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۸
۱۶۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۷۸	۱۶۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۰
۱۶۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۰	۱۶۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۲
۱۶۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۲	۱۷۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۴
۱۷۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۴	۱۷۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۶
۱۷۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۶	۱۷۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۸
۱۷۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۸۸	۱۷۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۰
۱۷۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۰	۱۷۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۲
۱۷۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۲	۱۸۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۴
۱۸۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۴	۱۸۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۶
۱۸۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۶	۱۸۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۸
۱۸۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۱۹۸	۱۸۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۰
۱۸۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۰	۱۸۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۲
۱۸۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۲	۱۹۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۴
۱۹۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۴	۱۹۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۶
۱۹۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۶	۱۹۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۸
۱۹۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۰۸	۱۹۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۰
۱۹۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۰	۱۹۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۲
۱۹۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۲	۲۰۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۴
۲۰۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۴	۲۰۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۶
۲۰۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۶	۲۰۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۸
۲۰۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۱۸	۲۰۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۰
۲۰۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۰	۲۰۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۲
۲۰۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۲	۲۱۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۴
۲۱۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۴	۲۱۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۶
۲۱۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۶	۲۱۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۸
۲۱۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۲۸	۲۱۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۰
۲۱۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۰	۲۱۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۲
۲۱۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۲	۲۲۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۴
۲۲۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۴	۲۲۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۶
۲۲۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۶	۲۲۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۸
۲۲۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۳۸	۲۲۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۰
۲۲۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۰	۲۲۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۲
۲۲۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۲	۲۳۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۴
۲۳۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۴	۲۳۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۶
۲۳۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۶	۲۳۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۸
۲۳۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۴۸	۲۳۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۰
۲۳۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۰	۲۳۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۲
۲۳۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۲	۲۴۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۴
۲۴۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۴	۲۴۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۶
۲۴۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۶	۲۴۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۸
۲۴۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۵۸	۲۴۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۰
۲۴۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۰	۲۴۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۲
۲۴۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۲	۲۵۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۴
۲۵۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۴	۲۵۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۶
۲۵۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۶	۲۵۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۸
۲۵۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۶۸	۲۵۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۰
۲۵۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۰	۲۵۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۲
۲۵۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۲	۲۶۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۴
۲۶۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۴	۲۶۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۶
۲۶۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۶	۲۶۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۸
۲۶۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۷۸	۲۶۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۰
۲۶۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۰	۲۶۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۲
۲۶۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۲	۲۷۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۴
۲۷۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۴	۲۷۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۶
۲۷۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۶	۲۷۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۸
۲۷۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۸۸	۲۷۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۰
۲۷۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۰	۲۷۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۲
۲۷۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۲	۲۸۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۴
۲۸۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۴	۲۸۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۶
۲۸۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۶	۲۸۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۸
۲۸۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۲۹۸	۲۸۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۰
۲۸۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۰	۲۸۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۲
۲۸۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۲	۲۹۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۴
۲۹۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۴	۲۹۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۶
۲۹۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۶	۲۹۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۸
۲۹۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۰۸	۲۹۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۰
۲۹۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۰	۲۹۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۲
۲۹۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۲	۳۰۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۴
۳۰۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۴	۳۰۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۶
۳۰۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۶	۳۰۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۸
۳۰۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۱۸	۳۰۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۰
۳۰۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۰	۳۰۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۲
۳۰۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۲	۳۱۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۴
۳۱۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۴	۳۱۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۶
۳۱۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۶	۳۱۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۸
۳۱۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۲۸	۳۱۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۰
۳۱۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۰	۳۱۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۲
۳۱۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۲	۳۲۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۴
۳۲۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۴	۳۲۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۶
۳۲۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۶	۳۲۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۸
۳۲۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۳۸	۳۲۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۰
۳۲۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۰	۳۲۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۲
۳۲۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۲	۳۳۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۴
۳۳۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۴	۳۳۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۶
۳۳۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۶	۳۳۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۸
۳۳۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۴۸	۳۳۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۰
۳۳۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۰	۳۳۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۲
۳۳۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۲	۳۴۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۴
۳۴۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۴	۳۴۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۶
۳۴۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۶	۳۴۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۸
۳۴۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۵۸	۳۴۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۰
۳۴۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۰	۳۴۸	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۲
۳۴۹	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۲	۳۵۰	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۴
۳۵۱	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۴	۳۵۲	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۶
۳۵۳	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۶	۳۵۴	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۸
۳۵۵	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۶۸	۳۵۶	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔	۳۷۰
۳۵۷	کمال شجاعت و دلیرانہ ہونا۔				

صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون
۸۹	۱۷۶	یوحنا اور مرقس سے بشارات محمدیہ۔	۷۵	۱۷۷	یوحنا اور سچی پیشین گوئیوں کی مثالیں۔
۹۰	۱۷۸	رسول عربی کا چال چلن آیات قرآنی سے۔	۷۶	۱۷۸	موسیٰ دھبسی دینی عرب کی پیشین گوئیوں کی سچی ہی۔
۹۱	۱۷۹	نبیائے محمدیہ مثل موسیٰ کے بعد مسیح کے آئیں۔	۷۷	۱۷۹	موسیٰ کا واقعات نبی اسرائیل سے خوب وقف ہونا۔
۹۲	۱۸۰	ترین بشارت محمدیہ باغ کے مضمون میں۔	۷۸	۱۸۰	موسیٰ و ہارون کا بیان اور پھر دیکھو کی پوجا۔
۹۳	۱۸۱	باغبان اور باغ اور انکور کی تفسیر۔	۷۹	۱۸۱	حضرت مسیح کی پیشین گوئیوں کا بیان۔
۹۴	۱۸۲	تحقیق بیٹے اور فرزند کے مضمون کی۔	۸۰	۱۸۲	قوم نبی اسرائیل کا اجمالی حال۔
۹۵	۱۸۳	قول فیصل و بارہ قول مسیح کے۔	۸۱	۱۸۳	فوق العادہ کرشمہ کا بیان۔
۹۶	۱۸۴	مسیح کا مصلوب ہونا قول محقق ہے۔	۸۲	۱۸۴	پیشین گوئیوں سے پہلے عرب کی حالت دیکھو۔
۹۷	۱۸۵	تحقیق معنی صلب کے۔	۸۳	۱۸۵	آگے نبیوں کی امتیں جلد جلد مرتد ہو گئیں۔
۹۸	۱۸۶	ذکر مسیح کے مرنے اور قبر میں رکھے جانیکا۔	۸۴	۱۸۶	مسیح کے حواریوں کی بے وفائی۔
۹۹	۱۸۷	جموں کا بیان یہودیوں کا مسیح کے مصلوب ہونے میں۔	۸۵	۱۸۷	نبی عرب کے خلفائے اربعہ کی ونا داری اور ثابت قدمی۔
۱۰۰	۱۸۸	بشارت کا خاص مقام غور۔	۸۶	۱۸۸	نبی عرب کی پیشین گوئیوں کا بیان۔
۱۰۱	۱۸۹	تحوال انجیل نبی اسماعیل کو باغبان کا عمدہ ملنا۔	۸۷	۱۸۹	حالت ملکی عرب کی۔
۱۰۲	۱۹۰	یوحنا کا بارہ پتھر اور ٹھکانا۔	۸۸	۱۹۰	تمدنی و سنزلی حالت کا بیان۔
۱۰۳	۱۹۱	بیان حجر اسود کا۔	۸۹	۱۹۱	اخلاقی حالت کا بیان۔
۱۰۴	۱۹۲	بشارت محمدیہ قرآن اور انجیل سے۔	۹۰	۱۹۲	عیسائی پریش جرج کی کیفیت۔
۱۰۵	۱۹۳	بشارت باسم احمد (یاتی من بعدی سمہ احمد)۔	۹۱	۱۹۳	اتبات دعا کی منصفانہ تفسیریں۔
۱۰۶	۱۹۴	العود احمد کا بیان۔	۹۲	۱۹۴	نبی عرب کی پہلی پیشین گوئی۔
۱۰۷	۱۹۵	بیان روح القدس روح حق کا۔	۹۳	۱۹۵	تیرہ سو برس میں کس قدر دین محمدی تمام عالم میں پھیلے۔
۱۰۸	۱۹۶	آنحضرت کا منظر اتم اور حق ہونا۔	۹۴	۱۹۶	نبی عرب کی دوسری پیشین گوئی۔
۱۰۹	۱۹۷	عیسائیوں کی غلط فہمی۔	۹۵	۱۹۷	آنحضرت کو مثیل و نظیر موسیٰ کا ٹھہرا کر حق تعالیٰ کا اہل عرب سے خطاب کرنا۔
۱۱۰	۱۹۸	بیان روح القدس کا جو حواریوں پر اوتری۔	۹۶	۱۹۸	اتم نامزدان کی نسبت عادۃ اللہ کسطح جاری رہی۔
۱۱۱	۱۹۹	روح القدس اور روح الحق کے آنحضرت مصداق ہیں۔	۹۷	۱۹۹	نبی عرب کی تیسری پیشین گوئی۔
۱۱۲	۲۰۰	تطبیق بشارت محمدیہ کی یوحنا اور آیات قرآنیہ سے۔	۹۸	۲۰۰	باوجود سخت عداوت اور دشمنی کفار عرب کی حق تعالیٰ کے لئے آنحضرت کو کسطح مامون و محفوظ رکھا۔
۱۱۳	۲۰۱	عیسائیوں کے اعتراضات۔	۹۹	۲۰۱	اس لئے کہ باری تعالیٰ کا تعصب تورات کردہ نظر کرنا۔
۱۱۴	۲۰۲	عیسائیوں کے پہلے شبہ کا جواب۔	۱۰۰	۲۰۲	بشارت خلیفہ کا دعویٰ و علامہ پایہ نبوت کو پہنچ گیا۔
۱۱۵	۲۰۳	دوسرے اور تیسرے شبہ کا جواب۔	۱۰۱	۲۰۳	عداوت کی غفلت سے عیسائیوں پر الزام۔
۱۱۶	۲۰۴	چوتھے اور پانچویں اور چھٹے شبہ کا جواب۔	۱۰۲	۲۰۴	
۱۱۷	۲۰۵	اثبات نبوت محمدیہ کا پیشین گوئیوں سے۔	۱۰۳	۲۰۵	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۱۵	وقت اختلاف امور دینیہ ضروریہ کی کتاب	۲۲۱	۱۰۵	عیسائی علماء کی عہد نامہ فہمی قرآن سے تورات کی تکذیب لازم آتی ہے۔	۲۰۳
۱۱۶	آسمانی نازل ہوتی ہو کہ حق بات ظاہر ہو۔	۲۲۲	۱۰۶	صدقات اور حق ہی بڑی توت ہے۔	۲۰۴
۱۱۷	بابائیم کا حضرت مریم کو متمم ہدایت تہلیث قرار دینا۔	۲۲۳	۱۰۷	منطقی اور فلسفی دلائل سے صدقات کے کیفی اور	۲۰۵
۱۱۸	جب کفر و شرک زیادہ پھیل گیا تو قرآن نازل ہوا تاکہ مسیحی اہتمامات دور ہوں۔	۲۲۴	۱۰۸	وحدانی دلائل کہیں بڑھ ہی ہو سکے۔	۲۰۶
۱۱۹	جو تہمتی ضرورت۔	۲۲۵	۱۰۹	فطرت انسانی کے تسخیر کے واسطے قرآن سے	۲۰۷
۱۲۰	ضروری تعلیم انبیاء کی تکمیل آنحضرت کی قرآنی ہدایت کے ساتھ کر دی۔	۲۲۶	۱۱۰	بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں۔	۲۰۸
۱۲۱	پانچویں ضرورت۔	۲۲۷	۱۱۱	پانچویں پیشین گوئی۔	۲۰۹
۱۲۲	آنحضرت کو خاتم الانبیاء ہونیکا حقیقی تحقیق ہے۔	۲۲۸	۱۱۲	تہیکہ پر کفار بے شمار کی فوج کشی اور ہر طور کے	۲۱۰
۱۲۳	چوتھی اور ساتویں ضرورت۔	۲۲۹	۱۱۳	مسلمانوں کا اوپر استقلال و بہادری کے	۲۱۱
۱۲۴	قرآن کی تصدیق اور اس کے مصداق ہونیکے معنی اور اس میں نیاز نامہ کا جواب۔	۲۳۰	۱۱۴	ساتھ کا سیاب ہوتا۔	۲۱۲
۱۲۵	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلات اور اس پر اقتباس کے الزام کا جواب۔	۲۳۱	۱۱۵	نکتہ لفظ وعدہ کا جو قرآن میں ہے اور ظاہری	۲۱۳
۱۲۶	انبیاء علیہم السلام کی ہدایت امت کو جواب غفلت سے چونکا دیتی ہے۔	۲۳۲	۱۱۶	میں مسلمانوں کے لئے ہے۔	۲۱۴
۱۲۷	قرآن آپ اپنے جامع الکالات ہونے پر ناطق ہے۔	۲۳۳	۱۱۷	چوتھی پیشین گوئی۔	۲۱۵
۱۲۸	کیا عجیب پادریوں کی عادت ہے۔	۲۳۴	۱۱۸	تہوڑے عرصے میں کل سرزمین مکہ پر اہل اسلام	۲۱۶
۱۲۹	عیسائیوں پر نہیں اقتباس عقائد ہنود کا الزام ممکن ہے۔	۲۳۵	۱۱۹	کا تسلط ہو گیا۔	۲۱۷
۱۳۰	عہد قیق کا بیان بھی قابل شنید ہے۔	۲۳۶	۱۲۰	ساتویں پیشین گوئی۔	۲۱۸
۱۳۱	نماز پر بحث	۲۳۷	۱۲۱	قرآن شریف پیشین گوئیوں کے عجیب عجیب	۲۱۹
۱۳۲	حقیقت نماز کی۔	۲۳۸	۱۲۲	مضامین سے بھرا ہوا ہے۔	۲۲۰
۱۳۳	باطن کو ظاہر سے تعلق ہے۔	۲۳۹	۱۲۳	آنحضرت کا دشمنوں میں محفوظ رہنا بہت بڑا	۲۲۱
۱۳۴	طہارت ظاہری اور دھنوں۔	۲۴۰	۱۲۴	اعجاز ہوا بعد اسکے کہ اپنے اپنے بچاؤ کا وعدہ کیا	۲۲۲
۱۳۵	نماز کی دعائیں۔	۲۴۱	۱۲۵	دیکھو قرآن میں کیسے کیسے وعدے نصرت و	۲۲۳
۱۳۶	نماز کی اور پاکی کا مفہوم۔	۲۴۲	۱۲۶	امداد الہی کے موجود ہیں۔	۲۲۴
۱۳۷		۲۴۳	۱۲۷	دشمنوں کی ہلاکت کے ساتھ کامیابی بھی رستی	۲۲۵
۱۳۸		۲۴۴	۱۲۸	کی بڑی دلیل ہے۔	۲۲۶
۱۳۹		۲۴۵	۱۲۹	ضرورت قرآن پر ایک پادری صاحب کا اعتراض	۲۲۷
۱۴۰		۲۴۶	۱۳۰	آمل عترت کا جواب با صواب۔	۲۲۸
		۲۴۷	۱۳۱	دیکھو پہلی اور دوسری ضرورت۔	۲۲۹
		۲۴۸	۱۳۲	تیسری ضرورت۔	۲۳۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۲	طبی حالت اعضا و جوارح کو ضرور حرکت دینی۔	۱۲۱	۲۶۰	جواب با صواب اسکا۔	۱۲۳
۲۲۳	نماز سے بڑھ کر کوئی صورت عبادت کی عقل میں نہیں آسکتی۔	۱۲۲	۲۶۱	شفاعت کبریٰ اور صغریٰ اور اسکا ثبوت۔	۱۲۴
۲۲۴	لطیف اسلامی احکام دو قسم پر مبنی احکام اصلیہ اور احکام محافظہ احکام اصلیہ۔	۱۲۳	۲۶۲	شفاعت پر پادری صاحب کا اعتراض اور جواب معقول اسکا۔	۱۲۵
۲۲۵	خوبے طریق اذان کی۔	۱۲۴	۲۶۳	خدا کے عدل و رحم پر اعتراض اور جواب بلا لاپرواہی اسکا۔	۱۲۶
۲۲۶	مضبوط اوقات۔	۱۲۵	۲۶۴	قانون قدرت ٹھیک نمونہ قانون شرعی کا ہے۔	۱۲۷
۲۲۷	وجہ جاری کرنے آنحضرت کی ناز پنجگانہ کو۔	۱۲۶	۲۶۵	مسئلہ تقدیر پر مفصل اور نئی گفتگو۔	۱۲۸
۲۲۸	پابندی اوقات میں قدرتی تاثیر ہے۔	۱۲۷	۲۶۶	بحث تقدیر پر سوال و جواب۔	۱۲۹
۲۲۹	نماز پنجگانہ باجماعت پڑھنے اور جمعہ و عیدین کے قائم کرنے میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔	۱۲۸	۲۶۷	معرض لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔	۱۳۰
۲۳۰	ایک عجیب نکتہ اسلامی توحید پر۔	۱۲۹	۲۶۸	حمد حقیق اور جدید اور مسئلہ تقدیر۔	۱۳۱
۲۳۱	بیان سمت قبلہ کی خوبی کا۔	۱۳۰	۲۶۹	تحقیقی جواب مسئلہ تقدیر پر۔	۱۳۲
۲۳۲	بیت اللہ زمانہ حضرت ابراہیم سے تمام قوموں کا مرکز عبادت ہے۔	۱۳۱	۲۷۰	آیات قرآنی سے حاصل ہونے اور عمل اور خیال ہونے کا ثبوت۔	۱۳۳
۲۳۳	ایک موبخ انگریز کا اسلامی مسجد کی تعریف کرنا۔	۱۳۲	۲۷۱	انسان کو حیوانوں سے وہی باتوں میں امتیاز حاصل ہے۔	۱۳۴
۲۳۴	انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہوگی	۱۳۳	۲۷۲	ان آیات کا ذکر جنہیں مسئلہ تقدیر پر حرج ہے	۱۳۵
۲۳۵	حسن عمل سے یا شفاعت شفیع سے یا دونوں سے اور جواب اسکا صرف فعل آتی ہے۔	۱۳۴	۲۷۳	اعتراض ہوتا ہے	۱۳۶
۲۳۶	حمد و ثناء منہ تقاضی کی منیات سے بچنے کی سبب۔	۱۳۵	۲۷۴	حج کی بحث۔	۱۳۷
۲۳۷	شفاعت کا بیان۔	۱۳۶	۲۷۵	قومی اجتماع پر کل دنیا کی ترقی کا مدار ہے۔	۱۳۸
۲۳۸	شفیع کی ضرورت ہو تو اوس کے شرائط اور وجہ خصوصیت کیا ہے۔	۱۳۷	۲۷۶	انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع۔	۱۳۹
۲۳۹	جواب با صواب اسکا۔	۱۳۸	۲۷۷	ارکان اور مناسک حج کی تفصیل۔	۱۴۰
۲۴۰	اگر اعمال سے نجات ہو تو ایک اعمال سے کل ادا ہو	۱۳۹	۲۷۸	نفس وجود کعبہ اور بیت اللہ کا ثبوت۔	۱۴۱
۲۴۱	دلواری کا بجالانا ضروری ہے مسبقہ ہو سکیں	۱۴۰	۲۷۹	شیخ احکام یا تکمیل اور احکام کا پورا ہونا۔	۱۴۲
			۲۸۰	خاتمہ الطبع مع تاریخ طبع۔	۱۴۳

۱۔ کسی تقدیر باری تعالیٰ کے علم کو کہتے ہیں اور سائنس کا اعتقاد ہے ان اللہ علیہما فی السموات والارضین مگر جبکہ سچا علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے
 ۲۔ ممکن یا جہد متطاقت و طاقت افزائی کرتے تھے تو یہ علم اگر اسکے مطابق ہو تو کیا لازم اور اگر تقدیر یوح محض خدا کو کہیں خود ہی علم آتی کا منظر ہے
 ۳۔ تقدیر یعنی مشیت کا بیان۔ آیت بالقانون کی تفسیر میں کتاب کا مذکور ہے جو میں سے جو کچھ فیض اللہ تعالیٰ اور سچائی کی نفس نسبت لفظ لہم دہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اثبات نبوت محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ و
السلام کے لیے سابقہ انبیاء کی کرام علیہم السلام کے بشارات کی بحث

یاد رہے کہ کسی نبی کی نبوت اور رسول کی رسالت ثابت کرنے کے لیے سابقہ انبیاء
کی کتب اور ان کے موجودہ اور مسلمہ صحف میں بشارات کا ہونا شرط نہیں ہے۔

مگر یاری تعالیٰ کی ذات بابرکات نے محض اپنے فضل و کرم سے خاتم الانبیاء محمد علی
کی نبوت اور رسالت ثابت کرنے کے واسطے تمام ان وسائل کو ایک جا جمع کر دیا ہے جو
اور انبیاء اور رسولوں کے اثبات نبوت اور رسالت کے لیے الگ الگ موجود ہوتے
رہے۔ سچ ہے۔ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تہاداری ۛ

سرد فتر سحرات اور مصدقات تعلیم کی عمدگی ہے۔ اور راستی کی نفس لامری مبارک کامیابی
اور نصرت اتمیہ ہے۔ پیشین گوئیان تبا آئندہ کی ایسی خبریں جنہیں باوجود فقدان قرائن اور

اسباب کے آہی امدادوں کا تذکرہ ہو بیان کرنا اور آیات ہدایت اور صارا قانون قدرت اور ہماری تمام طبی قوتیں اور واردات وغیرہ وغیرہ بائیں اکیلی اکیلی ثبوت اور رسالت کے لیے کافی ثبوت ہیں۔ الامم مصلی اللہ علیہ وسلم کی گرامی ذات کے لیے ان تمام دلائل کو باری تعالیٰ نے جمع کر کے لوگوں کو ارادی اطاعت کی طرف مبلایا۔ پادریوں نے وہم کیا کہ محمد صاحب کی نسبت کوئی بشارت سابقہ انبیاء کے بیان نہیں کی بلکہ یہ کہ سابقہ کتب میں محمد صاحب کے حق میں کوئی بشارت مندرج ہی نہیں۔ میں خدا کے فضل سے انھیں مقدسہ مروجہ کتب میں سے محمدیہ بشارات کو نکال کر دکھانا چاہتا ہوں۔

مگر قبل اسکے کہ محمدیہ بشارات کو بیان کروں مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بشارات کی ضرورت اور عدم ضرورت اور انکا مقدسہ کتب میں ہونا یا نہ ہونا اور انکی حالت کہ آیا وہ بشارات مفصل ہوتے ہیں یا مجمل بیان کر جاؤں۔ اور پھر قبل اسکے کہ محمدیہ بشارات کو لکھوں چند عیسوی بشارتوں کو لکھ دوں تو کہ محمدیہ بشارات پر اعتراض کرنے والے عیسائیوں کے پاس بجا تعصب سے بچنے اور انصاف پر آجانے کا عمدہ ذریعہ موجود رہے۔

کچھ شک نہیں کہ ہر ایک مذہب کے پابند آدمی کو اپنا پسندیدہ مذہب بالکل بے عیب نظر آتا ہے۔ اگر بے عیب نہ سمجھے تو اور مذاہب پر اپنے مذہب کو ترجیح دیکر اسے کیوں پسند کرے۔ اور کیوں اپنے ہی مذہب کو باعث نجات یقین کرے۔

اور اس بات میں بھی کچھ شک نہیں کہ ہر ایک شخص کو جو کسی مذہب کا پابند ہے جب اپنے مقبول مذہب پر کوئی اعتراض سنائی دیتا ہے تو اس اعتراض کے اٹھانے پر حتی الوسع بہت کوشش کرتا ہے اور اس مذہب کے پابند شخص کا قلب اس اعتراض کے

جواب دینے پر متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور نہایت اضطراب سے جواب کے ڈھونڈنے پر عقل کا
وہم سے کام لینے لگ جاتا ہے۔

پھر اگر تھوڑا سا سہارا بھی دفع اعتراضات کے لیے مل گیا تو اس پابند مذہب کی سابقہ
محبت اور الفت نے مذہب سے اس جواب کے ساتھ مل کر جو جواب کیسا ہی کمزور ہو اور
جواب کو قوی کر دکھلاتی ہے۔ اور دوسرے مذاہب کا حال اس پابند خاص مذہب کے
سامنے اس کے برعکس ہوتا ہے اس شخص کو جو ایک خاص مذہب کا پابند ہے۔ دوسرے
مذاہب کی عدم الفت اور ان کے احکام سے عادی نہ ہونے کے باعث ابتدائی تنفر
اور دوسرے مذاہب کو پہلے ہی کمزور کر دکھلاتا ہے۔ جب اور مذاہب پر تھوڑا سا
طعن کا موقع مل گیا تو وہی عدم الفت اور ابتدائی تنفر (یا یون کہو) اور دوسرے
مذاہب کی ناواقفیت اور خفیف طعن کے ساتھ مل کر طعن کو قوی کر دکھلاتی ہے۔ یہی حالت
مذاہب کی مباحث کی کتابوں کو مطالعہ کرنے سے دکھلائی دیتی ہے۔ اور یہی شکل
تقریری مناظروں میں نظر آتی ہے اور منصف مزاج خدا ترس جزا سزا کے قائل لوگ نہ الا
وہنگ رکھتے ہیں۔ اور انکو خداوند کریم کی خالص رضا جوئی قیامت کا محکمہ قضا اور یہی
رنگ میں رنگین کرتا ہے۔ اور وہ صرف حق طلبی کا اصطلاح اور بیٹھالیے رہتے ہیں انکو
رحمت اللہ کی تحقیقات پر براہِ غتہ کرتی ہے۔ اس لیے انکو بیجا تعصب و زنا مناسب حمایت حق
کے قبول کرنے میں نہیں روک سکتی۔ ایسے عیسائیوں کو عیسائیت یہ نہیں سکھلاتی کہ
عیسوی بشارات کو بے وجہ قوی خواہ مخواہ مان لیں۔

اور محمدیہ بشارات پر سوسطانیوں کی طرح ضروری اعتراض کر دین اور ایسے ہی مسلمانوں
کو اسلام ہرگز نہیں سکھلاتا کہ یہود کی طرح مسیح کی سچی اور واقعی بشارات پر شبہات پیدا کریں۔

اور محمدی بشارات کے لیے جموٹ کو تھمھنا بناوین۔ میں نے جب قدر بشارات درود
مضامین پر بحث کی ہر پٹے عندیے میں نہایت انصاف سے کی ہر جاہلون کی
سی بیجا حمت میرے دلمین نہیں۔ واللہ علی ما نقول شہیداً
اور مجھے یقین ہے کہ وہ عادل اور رحیم اور قدوس میرا رب میری نیت کے نیک بیٹوں
کو اچھے اچھے چلون کا شمر وخت بناویگا اور خدا تو ایسا ہی کر۔

پھر یاد ہے کہ کسی نبی یا رسول کی نبوت اور رسالت ثابت کرنے کے لیے سابقہ
انبیا کی بشارات کا ہونا ہرگز ہرگز لازمی اور ضروری امر نہیں۔ کیونکہ اثبات نبوت
کے لیے بشارات کے سوا اور بہت دلائل ہوتے ہیں۔ علاوہ برین، اگر بشارات کا
ہونا اثبات نبوت میں شرط ہو تو سب انبیاء سے پہلے نبی اور رسول کے لیے بشارات
اور پیشین گوئیاں کیونکر ہو سکتی۔ ایسے کہ پہلے نبی کی نسبت بشارات نیچے والا خود نبی ہوگا
پس پہلا نبی پہلا نبی نہ رہا۔ دیکھو نوح اور ابراہیم علیہما السلام کی نسبت کوئی پیشین گوئی
موجود نہیں۔ بلکہ موسیٰ جیسے رسول کو دیکھو۔ انکے واسطے بھی کتب سابقہ میں کوئی پیشین گوئی
نہیں۔ اور کیونکر ہو سکتی عیسائیوں کے نزدیک موسیٰ سے پہلون کی کتاب میں ہی موجود
نہیں۔ ایسے ہی یسوع کی نسبت بشارات موجود نہیں۔ اگر مان لیں کہ بشارات کا ہونا
اثبات نبوت کے لیے ضروری تو ہم کہتے ہیں کہ بشارات کا ہونا اس امر کا مستلزم نہیں کہ وہ بشارات
سابقہ انبیاء کی کتب میں موجود ہوں۔ جائز ہے کہ وہ بشارات سینہ بسینہ چلی آتی ہوں۔
یہ میرا خیالی اور وہی عندیہ نہیں۔ بلکہ نفس لامری اور واقعی ہے۔ دیکھو مثنیٰ ۲۔ باب
۲۳ میں کتابی۔ مسیح ناصرت میں رہا تا کہ وہ بشارات پوری ہو جو انبیاء کہتے آتے تھے
کہ وہ ناصری کہلاویگا۔

مانا کہ انبیاء کماں ایک نبی کی جی کتاب میں نہیں لکھا کہ وہ نامہ ہی کھدو کا میں
یقین کرتا ہوں کہ نہ تہی اسی واسطے کہتے ہیں کہ انبیاء آتے تھے اور یہ نہیں
فراتے کہ انبیاء کہتے یا کھوات آتے تھے (ناظرین یاد رکھو) ضرور یاد رکھو کہ تہی
میں بھی انبیاء کہتے آتے تھے تہی کا معنی ہر یہ جمع کا صیغہ مبت سے بزبان پادریوں
لوشہ سار کرنے والا ہے۔

اور اگر مان لین کہ سابقہ انبیاء کی مقدسہ کتب میں اون بشارات کا لکھا ہونا
خبر ضروری تو ہم دلیہی سے کہہ سکتے ہیں۔ کل انبیاء کی کتب کا موجود ہونا ضروری نہیں
صاف عیان ہے۔ آدم اور نوح اور ابراہیم اور یعقوب اور یوسف وغیرہ انبیاء کی
کتابیں کہاں ہیں۔ پیدائش کے پچاس باب میں یوسف نے جس خدائی قسم کا
جواہر ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب سے ہوئی ذکر کیا ہے۔ اسکا علم یوسف نے کس
کتاب سے حاصل کیا۔

اور اگر مانا جاوے کہ بشارات کا مذکور ہونا ایسی کتابوں میں ضروری جو موجود
ہوں۔ تو کہا جاتا ہے کہ وہ کتب موجود تو ہیں الا ہمارے پاس والے عیسائی انگریزوں
کے نزدیک وہ کتابیں باغراض مختلفہ اور اسباب شتی مشتبہ مقرر کی گئیں۔ گو ہم کافی
ثبوت الہی صحت کا رکھتے ہیں۔

اور اگر مانا جاوے کہ بشارات کا کتب موجودہ اور غیر مشتبہ میں ہونا ضروری ہے
تو ہم کہتے ہیں کہ بشارات کا مفصل ہونا کہاں ضروری۔ بشارات تو اکثر ایک سہ
درجستان اور پہیلیاں ہوتی ہیں۔ بایں کہے کہ خواب کا مضمون کہتی ہیں۔
بشارات غالباً عوام پر مشتبہ رہتی ہیں اور خواص پر کبھی قرآن سے اور کبھی

اور نبی کے شہر پر پہلی نسبت وہ بشارتین میں یا اسکے اور دلائل سے ثبوت نبوت
کے بعد اور اس بشارت نبی کی تفسیر سے ضرور پائی میں۔

بلکہ عیسائیوں کے مذاق پر تو کہہ سکتے ہیں کہ یسوع کو بیان و بشارتین ایسی مخفی
اور باریک ہوتی ہیں کہ انبیاء کو بھی و نہ صدق معلوم نہیں ہوتا۔ علمائے بیچارے کس
گفتی و شمار میں ہیں۔ عام مذہب کیا عیون کے نظر پر جس نبی کی بشارت ہو وہ
نبی آپ بھی اپنی بشارت کو کبھی نہیں سمجھ سکتے۔ دیکھو انجیل یسوع۔ باب ۲۱۔ یسوع
نے اپنے ایلیا ہونے سے انکار کیا۔ حالانکہ انجیل میں تھی۔ ۱۱۔ باب ۱۶۔ اور ۱۷۔
باب ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا ایلیا تھا۔ مسیح اور یوحنا اور اس نبی کی بشارت
کے تفصیل ہو تین تو کلمہ سنوں اور لاد یون کو یوحنا سے پوچھنے کی کیا حاجت ہوتی
جیسے یوحنا ۱۔ باب ۲۰ و ۲۱۔ میں ہے اگر بشارت تفصیل ہو تین تو یوحنا کو
یوحنا کی نسبت یون شبہ پڑتا ہے۔ ۱۔ باب ۱۳۔ بائبل کے حواری موسیٰ سے بھی
رستہ میں بڑے میں اور حواریوں کا مخلص رب یوحنا کا کاش کر دے اور وہ سب ہاتھ
پر بیٹھا پائے والا تھا۔ اور حواری کسی دفعہ یوحنا سے ملے اور وہ جانتے تھے
اور یہ بھی جانتے تھے کہ ایلیا کا مسیح کے پہلے آنا ضروری ہے۔

یوحنا ۱۔ باب ۳۲۔ میں صاف مندرج ہے کہ یوحنا نے مسیح کو اس وقت تک نہیں
پہچانا۔ سب تک خدا نے یوحنا کو نہ بتایا کہ جس پر روح اوترتی تو دیکھو وہ روح القدس
کا بیٹھا دیکھا۔ معلوم ہوا کہ تین برس تک یوحنا سا جلیل بقدر رسول متی ۱۱۔ باب
اپنے رب اور مخلص مالک سے پیغمبر رہا۔ بلکہ متی ۱۱۔ باب ۲۔ اور لوقا ۷۔
باب ۱۹۔ سے یوحنا کا تردد آشکارا ہے۔

کہ خونِ بکاوہ میں قیامت سے جنابِ حق کے قتل و گد و ر دانت کا فتویٰ آیا ہے
 کہ اب اس بے غلیل و نہاد دوسرے میں تھا اگر وہ نہ تاج کو اپنی طرح پہنا
 تو کیا کیا ایسی سخت و زبردناک فتنے سے کیا شوقِ نبی

یہ حنائے اشیاء کے ہم باب ۳۴۔ ست جوشعین کو اپنی نسبت فرمایا کہ
میت اہل میں پکارنے والے کی آواز سون کہ خداوند کی راہ صاف کرو۔ دیکھو تو
وہ لوقی ۳۴ باب ۱۱۔ اور مرسل ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ اس بشارت پر عموماً کہ وہ کیسی عجیب
وہماتو اگر جناب یوحنا اس بشارت کو اپنی نسبت بیان نہ کرتے۔ اور مختلفان ذیل
اس بشارت کو یوحنا کی نسبت تسلیم فرماتے تو کوئی بھی اس مشہور گواہ کو جناب یوحنا
پر شہ نہ نیاں کرتا۔ ایسے کہ یہ بشارت بہت سے اون انبیاء پر بھی صادق آسکتی تھی
جو شعبہ کے بعد ہوئے۔ بلکہ جناب مسیح پر صادق تھی جو آسمانی بادشاہت کے قریب
کی بنا ہی فرماتے تھے۔ اس تمام بحث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بشارت نبوت کامل
موتاضہ ورنجین۔

اُتر بشارت کا مفصل ہونا ضروری جو تو ہر ایک مائل اور بشارت کا وقف اور
نک سبابت پر دھیان کرنے اور جاننا جو کہ بشارت پر دو قسم کے عقد صادر ہوتے ہیں
ایک وہ عقد انشائی ہے اور دوسری پر ہوتی ہے۔ دوسری وہ حکام
نصائح اور راستی پر ہو۔

باور یہ تھا کہ نزدیک جن لوگوں نے شیخ کی بشارت پر غور عرض کیے ہیں وہ لوگ
 جن مترضوں کے باعث فخری، ورہٹ و عمری خیال کیے گئے کہ نہیں۔
 ہاں یہ بات ضرور واجب کوئی انسان کسی مذہب کا پابند ہو تو اس کے دوسرے مذہب

دوسرے ہادیان مذہب کی عظمت و بزرگی کی جانچ میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اور عادت کے باعث اپنے مذہب کے سخت سے سخت عیب و کمزوریوں کو دوسرے مذہب کی عمدگی اور قوی دلیل سے مقابلہ کرتے وقت اسی عیب کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اس ترجیح میں کبھی معذور سمجھا جاتا ہے مگر منصف مزاج اور خداوند خدا کی بارشاہت کے طالب اور سراسے ڈرنے والے کو یہ مرحلہ طو کر لینا بہت ہی سہل ہے۔

مین نہایت جرأت اور دلیری اور راستی اور سچائی سے کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کی بشارات پر منصفانہ اعتراض کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی منصف بعد غور و تأمل کے ان محمدیہ بشارات کا انکار نہیں کر سکتا۔

بہت دھرمی اور فضیلت کا جواب خدا ہی دے۔ منصفوں اور نجات طلب تلمیذوں اور راستی سے جانچ پرہال کرنے والوں کے سامنے عیسویہ بشارات اور محمدیہ بشارات کو بیان کرتا ہوں۔ تاکہ انکو مقابلے اور موازنے کا موقع ملے۔ مین نے بشارات کے بیان میں سچی بشارات کو اس واسطے پہلے لکھا ہے کہ عیسائیوں کو تعصب سے بچنے۔ اور عیسوی مذہب کے مقابلے میں محمدی بشارات پر اعتراض کرنے میں نور بیان اور راستی ملحوظ رہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات نبوت پر قرآن ہدایت کرتا ہے۔ اور سمیلا تا ہے کہ منکروں کو یہ جواب دو۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِإِلَهِهِ شَهِيدًا ۚ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۚ - پارہ ۱۲ سورہ زمرہ - آیت ۶۶۔

اللہ کہتا ہے منکروں کہ تو رسول نہیں تو اسے بھی نبوت پر ایمان دے۔ اور وہ نبوت ہادی کے حکم کے پاس ہے۔

پس کی گنجائی رسالت و نبوت کے ثبوت پر قانون فطرت جو خدا کا فعل ہے گواہ ہے کہ نبوت
سب سے پہلے تو اس قانون قدرت باری تعالیٰ کا فعل ہے اور اس کے بعد ہی تعالیٰ کے
فعل اور قول و نون باہم متوافق ہوں۔

دکتاب سابق کا مضمون کافی گواہ ہے۔ سابق کتاب کے علماء و طرہ گواہین اول
سطح کہ اسے کتب سابقہ کو سیکریم خود بھی بشارت کو کتب سابقہ سے نکالیں۔
دوماً طرہ کہ حسب طرہ وہ اپنے انبیاء اور رسل کی نبوت اور رسالت کو ثابت کریں۔
سی طرہ پر ہم بھی نبوت اور رسالت محمد عربی کو ثابت کریں جس قدر اور انبیاء کی نبوت کے
ثبوت دنیا میں لوگوں کے پاس میں اسکی نظیر کے کل ثبوت اور قانون قدرت سے نفقت
کا جاری ثبوت محمد عربی کی نبوت اور رسالت کے واسطے موجود ہے۔ یک لطیف مراد کہنے
کے قابل ہے کہ اسما کا ترجمہ مضامین کو سخت دقت میں ڈالتا ہے۔ اور اہل کتاب کی عام عادت
ہے کہ اسما کا ترجمہ کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی تفسیر کو متن سے ملا دینا بڑا عیب ہے۔ کیونکہ تفسیر مفسر کا
خیال ہوتا ہے جس میں صحت اور غلطی دونوں کا احتمال قوی ہے بشارات میں نقص نہایت
مفسر ہو۔ محمدی بشارات جیسے سلیمان کی غزل لغزلات میں ہے اگر وہ میں لفظ محمدیم کا ترجمہ
نہ کیا جاتا تو یہی صاف تھی۔

اور نمونہ - ۸ - باب ۳۰ - اشعیا - مہر شلال حشبنہ نام نہ - اور عربی ترجمہ ششہ میں
۶ - ادع اسمہ اغنم بسرعة وانهب عاجلاً۔

مسیح کی پہلی بشارت

حصین و رفیع نے باہمی اتفاق سے احاذ پر چڑھائی کی احاذ نے گھر اگر اشعیا سے تسلی
چاہی تب اشعیا نے کہا کہ ایک علمہ (جوان یا کنواری) کو حمل ہوگا۔ اور وہ عمانوئیل نام بیٹا

جینس جی وہ ہوشیار ہو گا کہ تیرا دور دور ہو گا۔ اشعیا ۷۔ باب ۱۴۔

پھر اشعیا کے آٹھویں اور نویں باب میں جو کہ دو لڑکے پیدا ہوئے اور اوسکا نام ہاشیا اور ہاشبنہ رکھا گیا۔ جب لڑکا اکیس برس کا ہوا فتح کا ملک خراب ہو گیا۔ اور اھاڑ کا ڈر جاتا رہا۔
 بنسن کرتا عریہ عورت اشعیا کی بی بی تھی۔ با این متی نے کمد یا یہ بشارت مسیح کے حق میں جو
 کنواری سے پیدا ہوا جو متی ۱۔ باب ۱۸-۲۳۔

اول غور کرو متی نے کیا کمد یہ۔ یہ بشارت کب و کس طلب پر کی گئی ہے اور کہاں لکھا ہے
 دوم پھر علمہ کا ترجمہ کنواری کیا۔ میمان کی مثال مہن مین ہی لفظ ہے اور وہ ان اسکے معنی
 ایسی جون کے مین جو بیای ہو۔

فی لی ڈشنہ مین وریونانی ترجمون ایلونڈ۔ اور تھوڈوشن اور میکس مین جون
 کے معنی مین تہذیب والا خلق۔

سوم سچ کا نام کسی نے بھی عمانوئیل نہیں رکھا۔ نہ اپنے نہ آپکی مان نے اور نہ باپ نے
 جسکے فرشتے نے بھی یہی کہا کہ نہ نام یسوع رکھنا۔

چہارم ار علمہ کے معنی کنواری لہین تو بھی مسیح پر چہان نہیں۔ مسیح حسب احوال اناجیل
 ابن یوسف مین متی ۱۳۔ باب ۵۵۔ یوحنا ۶۔ باب ۴۲۔ و ۱۔ باب ۴۵۔
 لوقا ۲۔ باب ۲۷۔ ۴۱ و ۴۸۔

پس اناجیل سے صاف واضح ہے کہ مسیح ابن انسان تھے۔ متی مین خود نسب نامے مین
 مسیح کو ابن داؤد کہا ہے۔ اگر یہ سڈر تہ شا جاوے کہ نسب نامہ بلحاظ عدلیقہ مریم کے ہے۔ تو سہر
 یہ اعتراض ہے کہ یہودی شرع مین نسل کا سلسلہ عورت کی طرف سے قائم نہیں ہو سکتا۔
 اور نسب نامے مین مریم کا نام بھی نہیں اور یوسف نے کبھی باپ ہونے سے انکار نہیں کیا۔

یہ کلام صرف انجیلی مذاق پر ہے۔

خداوند نے اشعیا کی کتاب سے ایک بشارت مسیح کے حق میں نکالی۔ حالانکہ وہ
واقعہ کنواری یا جوان کے پیٹ سے عمانوئیل کے جنم کا واقعہ مسیح سے پیش
کے زمانے میں گذر چکا یہ کلام متی کا بالکل لہامی نہیں والا ایسا غلط ہوتا۔

دوسری پیشین گوئی بہ نسبت مسیح علیہ السلام

میکاہ نبی نے بہت سے واقعات آئندہ کو اشارت اور کنایات میں بیان فرمایا اور نبی کریم
ایمر بیت لحم افراتاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں چھوٹا ہو مگر میرے لیے ایک شخص جو
بنی اسرائیل میں سلطنت کرے گا اور اس کا ہونا بہت قدیم زمانے سے مقرر ہو چکا ہے۔ سمجھنا
سے نکلیں۔ میکاہ ۵۔ باب ۲۔

متی نے ۲۔ باب ۳۔ ۶۔ میں کہا یہ بشارت مسیح کے حق میں ہے حالانکہ وہ مسیح
نے بنی اسرائیل پر سلطنت ہی نہیں کی سلطنت حضرت کوکبان نصیب ہوئی بنی اسرائیل
سے وہ وہ مصائب اٹھائے جنکے سننے سے بدن کے روتے کھڑے ہوتے ہیں یہ
نے طمانچے مارے ہاتھ ہاتھوں چھیدے۔ کانٹوں کا بیج پھنایا۔ کٹری پر باندھا۔ خود حضرت
ایسے سجدائے کہ اہل اہل سجدتانی کہہ اٹھے۔

دوم متی کی عبارت میکاہ کی عبارت سے موافق نہیں۔ ہارن کہتے ہیں میکاہ کی
عبارت محرف ہے۔ جلد عیسائی مفسر کہہ سکتے ہیں کہ متی نے غلط ترجمہ کیا یا درجہ ایمان بڑی
سلطنت مرد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسیح کی روحانی سلطنت کو بنی اسرائیل سے خصوصیت
مسیح کی روحانی بادشاہت عام ہے۔

سوم یواقیم نے جب باروخ کا لکھا ہوا ارمیا کا صحیفہ جلد دیا تو خدا نے فرمایا یہ قلم کی

انس سے۔ وہ کی برسی پر کوئی نہ بھیجے۔ یہ مینا۔ باب ۳۰۔ اور شیخ یوحنا کی اور
 تین۔ متی۔ ۱۔ باب ۳۰۔

تیسری بشارت

جبکہ اسرائیل بچی تھا اس کو مین پیا کرتا تھا اور اپنے بیٹے کو مین نے حصے بدل دیا
 ہو شیع۔ ۱۔ باب ۱۔

متی کہنا جو یہود نے حج کو مار ڈالنا پناہ تو فرشتے نے دے دی تھی کہ اسے کون
 بھی جب میر و دم کیا تو شیخ حصے دینے کے لئے پس یہ بشارت شیخ کی مولیٰ سنو سنو۔
 اخروج۔ ۴۔ باب ۲۲۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ حصہ بنیادی وہی وہ بشارت مالت مین
 تھی تو انکو موسیٰ کی معرفت ندا سے سنایا۔ بنی اسرائیل اپنی پستی کے باعث عین
 کی حالت میں تھے۔ اور بنی اسرائیل کا بڑا ہونا ہو شیع ۱۱۔ باب ۱۔ رومی ۹۔ باب ۴
 استثنا ۱۴۔ باب ۱۔ و ۲۶۔ باب ۹۔ سے ثابت ہے۔ مین حسان کو خدا عیونہ بنی سرے
 پر شیخ سے آگے نہ کرتا رہا۔ دوم۔ بیت مین شیخ کی نصیحت نہیں اور شیخ نہ ہر
 نہ ہر میل کی نسل کیونکہ عورت سے یہود مین نسل نہیں پیتی۔

سوم یہ دوسرے باب متی کا لوقا کے دوسرے باب سے موافق نہیں کرتا وہیل
 موافق کرنا بدو بشارت محمدیہ مین تا ایلیاس کیونکہ ہر حال میں ہر چہ ہر شیخ کی کتاب عبودہ
 شہادتین قرآن اسرائیل منذ کان طفلاً از احببتہ ومن مصرد عوت
 ولادۃ۔ و شہادت مین اولاد کی لفظ کو جمع تھی خود کر دیا گیا۔ اور نائب کی تفسیر کے
 بدلے مین منکام کی ضمیمہ رہی۔

اسم اسرائیل کو بچپن سے مین لے پیا اور جب سے اس کی ورد کو بڑایا۔ ۱۱۔

بہرہ رقتہ و اس کے صدق وہ لوگ مین بخوان نے بعد بہت کی مہربانی کی اور بہت
پرست تھے اور سچ بہت پرست نہیں تھے۔

چوتھی بشارت مسیح کے حق مین

راہ مین دھارین مار کر رونے اور نالہ کرنے کی آواز سنانی دیتی ہو کہ رحیل اپنے
بیٹوں کے لیے روتی ہو اور تسلی نہیں پاتی کیونکہ وہ نہیں مین - یرمیا - ۳۰ - باب ۵
منہ تہی اسکو مسیح کی بشارت یقین کرتے مین اور کہتے مین مسیح پیدا ہوئے تو میری
اس شبہ پر کہ کون بچا ہو عیسیٰ ہو کا بہت ٹھہرا و اسکی سرحد کے لڑکے نکلتے کر رہا تھی ۱ باب ۱۰

فکر

اول سیرود کا یہ ظلم عیسائیوں کے سو کسی مؤرخ نے بیان نہیں کیا یہ یوسفیس اور
یوہی مؤرخ جو سیرود کے معائب کھنسنے مین ولیر مین اس قصے سے طاقت مین۔ دوم
بیت المقدس کے پاس ہر اور سیرود کے زیر حکم تھا آسان طور سے سیرود تحقیق کر سکتے
تھے کہ اس میں اترے در کس لڑکی کے آگے نذر گذرنی - سودیر میاہ کی آیت کا
ما قبل اور مابعد دیکھو صاف صاف ہے حادثے کا بیان جو سخت نصہ کے وقت بنی سرائیل
پر میا کے زمانے میں نازل ہوا اور ہزاروں اسرائیلی زمین قتل ہوئے ہزاروں اسرائیلی
اور بل کی طرف جلا وطن ہوئے۔ اور انہیں اکثر راہیل کی یاد تھی۔

یاد رہے۔ ارمیا کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو بنی مین اپنے
قرب کے دنیوی حالت پر اطلاع دیتی ہو اور ان کے صدقات سے اموات کو صدمہ پہنچاتا
و یہ بات پر ٹھنسی عقائد کے خلاف ہے۔

مسیح کی پانچویں بشارت

تنگی کی ظلمت حسین زمین مبتلا ہوئی ہر باقی نرہنگی جس طرح اگلے زمانے میں زبولون کی زمین
وہ نقالی کی زمین کو حقیقہ کر کر۔ آخر اسی طرح دریا کی طرف (اردن و فرت) کے کنارے
بیل میں برے بڑے قبیلے ہوئے جو قوم کہ اندھیرے میں چلتی ہو نور عظیم دیکھیں گی
ورسوت کے ساتھ کی زمین کے رہنے والوں پر ایک نور چمکے گا۔ اشیا۔ ۹۔ باب۔ ۱۰
اشعیانہی نے یہ بیان کرتے کرتے کہ اب بیت المقدس (یروشلم) میں تکلیف نرہنگی
یہ بات فرمائی۔

مسیحی کہتے ہیں یہ بشارت مسیح کے حق میں ہے۔ کیونکہ جب مسیح نے سنا بھیجی گرفتار ہوا تو
آپ جلیل کو چلے گئے۔ اور تاحہ کو چھوڑ کر، حوم میں دریا کے کنارے بولے اور
نفتالی کی حدود میں جاری ہے۔ مسیحی۔ ۴۔ باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵۔

فکر کرو

ذوال مسیحی نے صرف اتنے لگاؤ پر کہ مسیح دریا کے کنارے پر جاری ہے اشعیانہ کا توں
بشارت بنالیا۔ دوم اشعیانہ کی آیات کو مسیحی کی آیات سے مقابلہ کریں تو دونوں ایک معلوم
نہیں ہوتیں۔ سوم اشعیانہ کی کتاب میں کزشتہ زمانے کا حال معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ زمانہ
میں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ محمدی دگون اور اونکی تعلیم کا اشارہ ہے۔ جنگی بدولت اس ملک میں
کامل توحید پھیلی۔ اور قسام بت پرستی کا، ستم سال ہو۔ اور مسیح بھی جیسے تھے ویسے
مانے گئے۔

مسیح کی چھٹی بشارت

اب میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ میری برابر راہ کو طیار کرے گا۔ اور جس ضد و مذہب کی
تہمت میں ہو یعنی رسول عہد کی اور اس سے خوش ہو۔ یکا یک اسی سبیل میں آجائے گا۔

شہادت کا نہ ہونا فرمایا تاہم کہ اب وہ تاجر۔ ملاکی۔ ۳۔ باب۔ ۱۔

یہ بات ملاکی بنی بنی اسرائیل کو خدا کی عدول علمی پر ماست کرتے کرتے
فرمائی۔ اور اشعیا بنی بنی اسرائیل کو اور یروشلیم کو تسلی دیتے فرمایا۔

پکارنے والا پکارتا ہے۔ بیابان میں خداوند کے لیے ایک راہ بنیاد کرو۔ اور جنگل میں
ایک شاہ راہ میری خدا کے لیے درست کرو۔ اشعیا۔ ۴۰۔ باب۔ ۳۔ متی مرکب کوک
تینوں متفق لفظ کہتے۔ کہ یہ دونوں بشارتیں مسیح کے حق میں ہیں۔ کیونکہ یوحنا کا
صطباغ دینا مسیح کے لیے راہ بنانا ہے۔ اور یوحنا کا کہنا کہ میرے پیچھے اور آتا ہے پکارنے
والے کی آواز ہوگی۔ متی۔ ۳۔ باب۔ مرکب۔ ۱۔ باب۔ لوک۔ ۳۔ باب۔

غور کرو یہود بخلاف اسلام کبھی کوئی نہیں مانتے۔ پرانے عہد میں صاف صاف صرہ پر انکا
ذکر نہیں۔ کبھی کی کوئی کتاب موجود نہیں۔ انا جیل میں جو اقوال میں وہ زبانی روایات
میں۔ راویوں کا نام مندرج نہیں۔ عیسائی یقین کرتے ہیں کہ یہ کتابیں روح القدس
کے وسیلے سے مرقوم ہوئیں۔ آلا مسلمان لوگ صطرح اپنے جناب کے حواریوں کی سند
مانگتے ہیں اس صطرح مسیح کے حواریوں کی سند پوچھتے ہیں۔

نوٹ۔ عیسائی لوگ کبھی خوش نہیں ہوتے کہ مسلمان احادیث صحیحہ سے ان کے سامنے کوئی مستند
مذہب کذب بلکہ اہر سخت جھجھکات ہیں۔ افسوس ان سکینوں کو علم حدیث سے مطلق واقفیت نہیں کہ اہل اسلام نے
مسند احادیث اس علم کے اخذ میں کی ہر دنیا میں اگر کوئی تاریخ۔ کوئی بڑی مجلس نشان کتاب کوئی معتبر قوی روایت
عقب رک قابل ہو سکتی تو حدیث صحیح بطریق اولیٰ قابل وثوق و وقعت ہو سکتی ہے۔ کس خوبی سے یہ ایک مرکب سراغ
ہو ہی اقدس سیدہ صلوة تک لگا یا گیا کہ خود محققین پر رب نے عقل اسکے مجزہ ہونے کا اقرار کیا ہے۔ انا جیل اربع
بعد زمانہ دراز مسیح کے مہول و لاسم و رسم لوگوں نے تحریر کین حدیث صحیح سے کچھ مناسبت نہیں رکھ سکتیں ہمارے
مجمع دلائل اس امر کے ثبوت کے ہیں کہ کتابہ جمع الاحادیث کا مآخذ حضرت عین حیات ہی میں آواز دہائیں کے عہد میں لکھا گیا

بشارات احمد رضاؒ نے محمد مجتبیٰ حرمت عالم عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم
 پہلی پیشین گوئی۔ حضرت براہیم اپنے بیٹے جناب اسمعیل اور ان کے مسکن کے لیے
 دعا کرتے ہیں۔ چونکہ تورات میں براہیمی واقعات اور تعینات کا بہت مفصل ذکر نہیں۔
 اور اسمعیلی معاملات کا، ابھی کم ذکر ہے۔ اس لیے تورات میں اس دعا کا ذکر اجمالی ہے۔ اور قرآن
 میں تفصیلی۔ اور نتیجہ دعا اور اس کی قبولیت کا بیان چونکہ پیشین گوئی میں نہایت مطلوب
 تھا، اس لیے وہ نتیجہ تورات میں مجمل اور قرآن میں مفصل بیان ہوا۔

وَذَقْنَا بِرَاهِيْمَ اِجْعَلْ هَذَا بَلَدًا اَوْثَنًا وَارْزُقْ اَهْلًا مِنْ لَدُنْكَ
 مَنْ اَمِنْ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَبِیَوْمِ الْاٰخِرِ + سید پارہ - ۱ - سورۃ بقرہ - رکوع ۵ -
 وَذَرَقُ اِبْرٰهِيْمَ لِقَوَاعِدٍ مِنَ الْبَيْتِ وَاسْمَاعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ هَدٰیئَاتِنَا
 سَمِعْنَا نَعْلِيْهِ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ
 وَارِنَا مَمْلٰكَةً وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ + پارہ - ۱ - سورۃ بقرہ رکوع ۵ -
 رَبِّ وَاَبْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكَمْ اٰیٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ
 الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ لَكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ + پارہ - ۲ - سورۃ بقرہ رکوع ۶ - ۱۵ -

۱۔ در جب کہ براہیم نے عرب میں تہ کو سن کا وہ روزی دے اور اس کے لوگوں کو سیوے۔ جو کون، دشمن
 یقیناً دست نہ پڑے، اور بچے، ان پر۔

۲۔ جب ارٹھانے کا مہم بنیادین دس عمر کی اور اسمعیل۔ عرب ہمارے قبول کرے تو ہی جو اصل ست
 ملاتا۔ عرب ہمارے دیکر ہکو حکم بردار بن اور ہماری اولاد میں بھی ایک امت حکم بردار بنی۔ اور بنا ہکو دستور حج
 کرنے کے۔ اور ہکو معاف کر۔ تو ہی جو اصل معاف کرنے والا ہر بان ۱۲۔

۳۔ اسے رب ہمارے اور وٹا اور نہیں ایک رسول دشمن میں کا۔ پڑھے اور تیری، تین در کھائے
 اور کو کتاب اور کچی باتیں۔ اور او کو سفور سے۔ تو ہی جو زبردست حکم داتا ۱۲۔

رَبَّانِی اسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ مَبْنِیَاتٍ فَخُذْ
 رَبَّنَا بِفُتُوٰحِ الصَّلٰوةِ فَاَجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنْ اِنْسَانٍ تُهَوِّنُ اِلَیْهِمْ وَاَرْزُقْهُمْ
 مِنْ اَنْثَرِ لَعَلَّهُمْ یَسْتَکْثِرُوْنَ + پارہ ۱۳ - سورۃ ابراہیم - رکوع ۶ - ۷

نکتہ ۱۷ - اس آیت میں لوگوں کے دلوں کو وہی طرٹ خجکا یا عجیب قابل غور کاہ
 وراوس معزز گھر یعنی مکہ معظمہ کا ابراہیم کے زمانے سے عموماً اور آنحضرت کے زمانے سے
 خصوصاً لاکھوں قسم کی مخلوقات کا مرجع و مرکز ہونا وعدہ الہی کے ثبوت کی ترویج ہی ہیں۔
 اب ان آیات قرآنی کو آیات تورات سے تطبیق دیجاتی ہر تورت میں لکھا ہوا ہے
 حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے آپکے پہلوئے بیٹ حضرت اسمعیل کی دست
 وعدہ فرمایا

”میں نے تیری دعا اسمعیل کے حق میں قبول کی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔
 اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا
 ہوں گے۔ اور اس سے بڑی قوم بناؤں گا۔“

کتب سابقہ کے ناظرین اور الہامی مضامین میں گہری نگاہ کرنے والے اگر انصاف
 سے دیکھیں تو یہ پیشین گوئی صاف محمد بن عبداللہ بن اسمعیل بن ابراہیم کے حق میں ہے
 اس بشارت میں کئی امور غور طلب ہیں۔ اول ”برکت دوں گا۔ برومند کروں گا۔
 بہت بڑھاؤں گا۔“ نہایت انصاف سے دیکھنے کو مجبور کرتے ہیں۔ اور بڑی بلند آواز سے
 کہتے ہیں کہ اسمعیلی وعدوں کو جہانی دست کو صرف جسمانی وعدے میں برکت اور

سلسلہ اور رب میں نے بسالی ہر ایک ولاد اپنی میدان میں جہان کھیتی نہیں۔ تیرے ادب والے گھر پاس۔ اے
 رب ہمارے قائم رکھیں نماز۔ سو رکھ بیٹھے لوگوں کے دل جھٹتے، وہی حرف اور روزی دے اور نکو میوں سے
 تبار وہ شکر کریں ۱۲-

نفسیت نہیں بلکہ بالکل نہیں وہ تو موت کے گدے کنوئین میں رہنے کو باعث ہوا۔
 منصفوں کی گزراہیم کی اولاد بت پرست رہن چور جاہل ہر مذہب - قمار باز
 زانی - کفار بدیاری زہنی تو نہ تھے سمیع کو کوئی عقل کہ سنا کہ تو برومند ہوا۔ تجھے
 برکت ملی۔ تجھے فضل عطا ہوا تجھے بری قوم بنی۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں حقیقت تو
 یہ ہو کہ اولیٰ اولاد میں ایک بڑا زبردست رسول پیدا ہوا۔ جسے اوس متفرق کردہ کو ایک
 قوم بنا دیا۔ اسی کے وسیلے سے وہ قوم برومند ہوئی اور اوسے بیان تک بڑھایا کہ۔
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 اے اللہ! کو اولیٰ بنی کا نصیب نہ دیا۔ فَرَّخَ رَیْقًا وَافَقَیْ صَکْلًا لِّلّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
 اے اللہ! جو ہوش رت عہد جدید میں جو ریون اور ناجیل کے منصفوں نے مسیح کی نسبت
 خیال کر کے منہ سب کی بین وہ سبکی سب دنی کا و اور ایام سے بڑھ کر کوئی وقت نہیں
 رہتا۔ یہاں نہ عہد نکا وہی نکا و جگہ تصریح و توضیح موجود ہے۔ کہ بنی اسمعیل (قوم
 منصفیت والے برکت والے برومند) امام قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم کے عہد برکت میں ہوئے۔

معلوم۔ فضیلت اور میوقت پوری فضیلت ہوتی ہے جب اپنے اقراں و امثال پر
 اور تمام عالم شاہد ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے عرب اور
 حجاز والوں نے بنی اسمعیل پر لیسہ کوئی علو حاصل نہیں کیا۔ متعصب عیسائی
 بنی عرب کی بشارت پر ہمیشہ اعتدال کرتے رہے ہیں۔ جو یہودیوں کے اور ان کے
 سنہ کہ بشارت مسیح پر اوروں نے کیے ہیں زیادہ زور آور نہیں ہیں۔ چنانچہ اس بشارت
 پر یہ اعتراض کیا ہے۔ "اسحاق کی نسبت روحانی وعدہ ہے۔ اور اسمعیل کی نسبت جسمانی"

اگر یہ اس کے جواب بھی ہو چکا تو الازم یہ توش کے سینہ عظیمہ تحصیل نہایت در
 ہم اسمعیل اور اسحاقی وعدوں کو بمقابلہ یہ کہ کہ ات سبب کے تارین ہوتا
 کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ان کے نواہات و انعامات سے یہ تپنے میں کہ
 طرح سے وہی وعدہ اسمعیل کے حق میں تو جہانی اور جہاتی کے حق میں جہانی
 ہو۔ اور چونکہ باری تعالیٰ کے وعدے پر یہ کہے ساتھ اور حد تک میں یکساں
 طور پر ابراہیم کی اولاد کے لیے۔ اور ایک خاص طور پر اسمعیل اور اسحاق کے لیے
 ایسے قبل از مقابلہ ہم مشرکہ وعدے بیان کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ وعدے ہیں اسحاق
 کے حق میں ہیں۔ ویسے ہی اسمعیل کے حق میں بھی ہیں۔ اگر وہ اسحاق کو
 ترجیح ہو سکے تو انہیں سے اسمعیل کو بھی ہو سکتی ہے اگر یہ وعدہ دونوں میں تو
 اسحاق اور اسمعیل دونوں کے لیے۔ اور اگر جہانی میں تو بھی دونوں کے لیے ہے۔
 اگر عام میں روحانی ہوں یا جسمانی تو بھی دونوں کے لیے۔

مشرکہ وعدے

- (۱) جب ابراہیم کنعان میں پہنچا تو خدا نے کہا یہ زمین میں تیری اور ماور کو
 دوڑگا پیدائش۔ باب ۱۲-۷
- (۲) جب ابراہیم کو سات جد ہوئے۔ خدا نے کہا اسمعیل کیوں چاروں طرف کی
 زمین تیری اولاد کو دوڑگا۔ پیدائش۔ باب ۳-۴-۵-۶
- (۳) مصر سے فرات تک کی زمین میں تیری اولاد کو دوڑگا۔ پیدائش۔ باب ۱۸-۱۷
- (۴) تیری اولاد کو وسیع اور مہیا کر دوں گا۔ پیدائش۔ باب ۱۵-۵
- (۵) جب ابراہیم ننانوے برس کے ہوئے خدا نے وعدہ کیا کہ تجھے زیادہ سے

یادہ کرونگے۔ تختہ توین پیدا ہوئی۔ اور بادشاہ ہوئے۔ اور کنعان کی زمین آت
وئی سجدہ دوںگا۔ پیدائش۔ باب۔ ۱۷۔ ۶۔ تا۔

یہ وہ وعدے ہیں جو ابراہیم کی اولاد کے لیے مشترکہ ہیں۔ اور یہ خدا کے سچے وعدے
 دونوں بھائیوں اسمعیل و اسحاق کے حق میں ظاہر ہوئے۔ کنعان کا ملک ایک بڑا
 ملک ہی اسحاق کے قبضے میں رہا۔ پھر تیرہ سو برس سے آج تک ہی اسمعیل یا وٹ
 قادمون کے قبضے میں ہے۔ ایسا ہی وہ ملک جو اوطاک کے جدا ہوتے وقت ابراہیم نے
 دیکھا۔ اور ایسے ہی حصہ سے فرست تک کا ملک۔ دونوں صاحبوں کو ملا۔ اسمعیل اور
 اسحاق سے ابراہیم کا وارثیت پڑھی۔ اونسے قوین پیدا ہوئے۔ بارشاد نکلے۔
 کنعان کے مالک مرنے کوئی شخص نہ رہا۔ اسحاق کے لیے اسمیت زمین۔ بلکہ زبورہ
 سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق سے جہانی وعدہ تھا۔ کیونکہ وہی حکم وہ وعدہ
 ابراہیم سے ہو۔ راستہ سے اسکی رسم کھالی اور بنی۔ مرزبل سے وہی باندھا گیا۔
 اور یعقوب سے بطور قانون کے مقرر ہوا۔ وہ کنعان کی زمین دینے کا وعدہ تھا۔

خاص مگر تم غنی وعدہ و نیکو بیان

تکوین - باب ۱۶ ۱۷ - خاتون سارو آسمان وردمیشمارهوگی -

باب ۱۶-۱۵۔ خاتونِ جود و سخاوت کی اونا و سنے شمارہ گی

باب ۲۵-۱۱۔ آپ کے فرزند اسحاق کو برکت دی اللہ تعالیٰ نے۔

باب ۱۷-۲۰ آپ کے فرزند اسمعیل کو برکت دی اللہ تعالیٰ نے۔

باب ۱۱۔ ا۔ آپ کے درد و غم کو سنا اللہ نے۔

باب ۱۴-۱۱- آپ کے درد و غم کو سناٹا کرنے۔

نورین - باب - ۲۶ - ۲۴ - آپ کے فرزند کے ساتھ خدا تھا۔

باب - ۳۱ - ۲۰ - آپ کے فرزند کے ساتھ خدا تھا۔

پیدائش - ۱۰ - باب - ۲۵ - یہ تقسیم اللہ تعالیٰ نے زمانہ یقطان میں کر دی تھی۔

باب - ۱۷ - ۸ - آپ کی اولاد کو زمین کنعان دی گئی۔

باب - ۱۵ - ۱۸ - آپ کی اولاد کو زمین عرب عنایت ہوئی۔

باب - ۱۷ - ۱۶ - آپ کے فرزند کا اللہ تعالیٰ نے نام رکھا۔

باب - ۱۷ - ۱۱ - آپ کے فرزند کا اللہ تعالیٰ نے نام رکھا۔

باب - ۱۷ - ۱۶ - آپ کا فرزند بادشاہوں اور قوموں کا باپ ہوا۔

باب - ۲۰ - ۲۶ و ۲۵ - آپ کا فرزند بادشاہوں اور قوموں کا باپ ہوا۔

باب - ۱۵ - ۲۷ - آپ کا فرزند پہلوٹا اور وعدہ ورثت اور تسلی کا پہلا مصداق تھا۔

ماجرہ -

نمارہ

باب - ۱۶ - ۱۲ - آپ کو برکت دی گئی۔ اور فرزند کی بشارت دی گئی۔ اور آپ کو

بتایا گیا کہ وہ عربی ہوگا۔

نکتہ ۵ - اردو ترجموں میں لفظ وحشی اور جنگلی لکھا ہے جو ٹھیک لفظ عربی یا اُمّی کا

مراد ہے۔ (دیکھیں تو اہل کتاب اسے کیونکر گوارا کر سکتے ہیں۔)

پیدائش - ۱۷ - باب - ۱۵ - آپ کے فرزند کے باعث آپ سرے سے سرہ ہوئیں۔

باب - ۱۷ - ۵ - آپ کے فرزند کے باعث آپ کے شوہر کا نام ابرام سے ابراہام ہوا۔

بشارت و قوم - مثلیت موسیٰ - موسیٰ کی پانچویں کتاب استثنائے باب

۱ - ۲۲ ملاحظہ کرو اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سوا چھا کہا۔

مین ونگے یہ ارنکے جانیون مین سے تجسا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام و سکے
 منہ مین ڈالونگا۔ اور جو کچھ مین سے کہونگا وہ سب ولسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی
 میری باتوں کو جھیندین وہ میرے نام لے کے کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے
 لوںگا۔ مین رہی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے
 کا مین نے اوسے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا
 جاوےگا او اگر تو اپنے زمین کہہ مین کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی
 نہیں تو بیان رکھ کہ جب نبی کچھ خداوند کے نام سے کہے اور وہ جو اسے کہا ہو پورے
 ہو یا واقع ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی۔ بلکہ اوس نبی نے گستاخی سے کہی
 ہے تو اس سے مت ڈر۔

اس بشارت کا بیان دو حصوں مین منقسم کیا جاتا ہے۔ اوس حصے مین اس امر کا
 ثبوت ہے کہ یہ بشارت خاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہے
 و دوسرے حصے مین یہ بیان کر نیلے کہ جن لوگوں نے اسکو محمد رسول اللہ علیہ
 السلام کے حق مین نہیں مانا اوسکے عتہ اخس صرف دھوکا مین۔
 حصہ اول اس مشین ہوائی مین موسیٰ نے پڑا بسط کیا ہے اور جہاں تک ممکن تھا
 اوس نبی کا نشان ظاہر کیا۔

اول اوس نبی کی قوم کو بتایا کہ وہ بنی اسرائیل کے جانیون سے ہوگا۔
 دہوی مجسا ہوگا (تشبیہ محل بل برکہ اس مین موسیٰ سا ہوگا)۔
 شوم خدا کا کدراو سکے منہ مین ہوگا۔
 چہارہ جو کچھ باری تعالیٰ اس سے فرمایا وہ سب کچھ کہہ دے گا۔

ہستم۔ جو کوئی اوسکی مخالفت کرے اور کہانہ نیکافوہ سترایاب ہوگا۔

ششم۔ اگر وہ نبی بدون حکم باری تعالیٰ کے کچھ نہ کرے تو وہ مارا جائیگا۔

ہفتم۔ وہ نبی توحید کا واعظ غیر یہودوں کی پرستش کا مانع ہوگا۔ اگر نبی یہودوں کے نام سے کچھ کہے تو مارا جائیگا۔

ہشتم۔ اوسکی پیشین گوئیاں پوری ہونگی۔ اور جھوٹے نبی کی کوئی پیشین گوئی پوری نہ ہوگی۔ کچھ کے لفظ پر غور کرو۔ جو بشارت کے اس فقرے میں ہے۔ (عجب نبی کچھ خداوند کے نام سے کہے۔)

نہم۔ سچا اس قابل ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ الا جھوٹا نبی چونکہ جلد ہلاک ہوتا ہے لہذا تو اس سے مت ڈر۔

یہی چند باتیں اس پیشین گوئی میں ہیں جن پر ناظرین کو غور چاہیے۔

موسیٰ نے اپنی مثلیت کے لیے اپنی کوئی خاص صفت ان امور کے سوا بیان نہیں کی کہ موسیٰ میں ہزاروں اور صفات ہوں۔ الا یہ امر کہ وہ نبی مجسما کن صفات میں ہوگا سوائے امور مذکورہ پیشین گوئی کے بیان نہیں فرمایا۔ پس ہم یقین کرتے ہیں کہ ہر منصف تسلیم کرے گا کہ انھیں امور میں تشبیہ اور مثلیت موسیٰ کو مقصود تھی۔ علامہ برین جب کسی چیز کو کسی چیز کا مثل کہا جاتا ہے تو صرف چند امور محققہ میں تشبیہ مطلوب ہوتی ہے۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن نے اس پیشین گوئی کو چھ دسوں میں صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ کل مراجع طوکر کے سچا کر دکھایا۔ اور تمام امور مندرجہ پیشین گوئی کو تسلیم کر کے بڑے دعوے سے کہا کہ آنحضرت کے سوا اور کوئی اسکا مصداق ممکن نہیں۔

امروں۔ بنی اسمعیل بنی اسرائیل کے جالی مین۔ دیکھو قرآن مین آنحضرت کو
حکم ہوا۔ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔ پارہ ۱۹۔ سورۃ شعرا۔ رکوع ۱۱۔
اسپر آنحضرت اپنی قوم کو حکم دیتے مین۔

(۱) وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
الَّذِينَ مِنْ حَرْجِهِ مِلَّةَ آيِكُمْ لَا يَرَاهِمْ هُوَ سَمْتَكُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ۔
پارہ ۱۷۔ سورۃ حج۔ رکوع ۱۰۔

(۲) رَبَّنَا إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ دُرِّيٍّ يُوَادُّ غَيْرِي ذُرِّيٍّ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْخَرَّمِ۔ پارہ ۱۳۔ سورۃ ابراہیم۔ رکوع ۶۔

دیکھو قرآن نے صاف بتایا قرآن نے صریح کہا۔ قریش لوگو! تم اپنے باپ ابراہیم
کے مذہب کو اختیار کرو۔

اثر دوم۔ وہ نبی عیسیٰ کا سا ہو گا۔ اور قرآن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے
(۱) إِنَّا أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ لِيُظْهِرُوا لَكُمُ الْآيَاتِ وَلَا يَكُونُوا مِّنَ الْكَافِرِينَ
رسول لا۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ مزمل۔ رکوع ۱۔

(۲) قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرُوا بِرُسُلِهِمْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي
إِسْرَآئِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ۔ پارہ ۲۶۔ سورۃ احقاف۔ رکوع ۱۔

۱۔ وہ دُرّ نام سے اپنے نزدیک کے نام سے دلوں کو
۲۔ اور رحمت کو دہ کے واسطے جو چاہیے۔ وہی رحمت اس نے تم کو پہنچایا اور زمین رکھی دین مین تمہارے کچھ مشکل۔ دین
تمہارے باپ ابراہیم کا دین نام تھا۔ اس میں علم بردار چلے سے ۱۲۔
۳۔ اور پانچ مین نے بنائی جو کچھ وہ اپنی سیدن مین جہان جیتی زمین کو ترسے اور وہ اس کے پاس ۱۲۔
۴۔ جس نے بھیجا تھا ہر طرف رسول بتانے والا تھا جیسے بھیجا دعوت کے پاس رسول ۱۲۔
۵۔ تو کہ بھلا دیکھو تو گریہ مواند کے یا نہیں اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گوی دیکھا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک یہی
کتاب کی پھر وہ یقین لایا۔

سید بن ابی قحیف: ہاں! تمہیں کہہ دو اور اسے سید بن ابی قحیف کہو۔

(۴) قَوْلُكَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمِعُوا لَنَا نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مِائِدًا وَنُوحِيَ لَنَا فِي الْبَيْتِ الْكَافَّةِ أَرْبَعُ رُكُوعٍ
 (۱) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ - بارہ، سورۃ نجم - رکوع ۴
 (۲) لَا تَجْرُؤْ بِهِ إِلَهًا لَّتَحْدِثَ بِهِ إِنْ كُنَّا جَعَلَهُ وَقْرَانًا
 (۳) وَتَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا
 شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲
 (۴) وَلَا يَأْتِيهِ آيَاتُ دُومٍ مِنْ خُدا وَنَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ أَوْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ
 (۵) وَآخِضَتِ كُوفَةُ بِرُءُوسِهِمْ سَنَاءً وَلا مَقَرَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لِالْبَاهِيَةِ أَشَارٌ وَنَبَشِيقِينَ كُوفَةُ
 (۶) لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲
 (۷) وَلَا يَأْتِيهِ آيَاتُ دُومٍ مِنْ خُدا وَنَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ أَوْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ
 (۸) وَآخِضَتِ كُوفَةُ بِرُءُوسِهِمْ سَنَاءً وَلا مَقَرَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لِالْبَاهِيَةِ أَشَارٌ وَنَبَشِيقِينَ كُوفَةُ
 (۹) لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲
 (۱۰) وَلَا يَأْتِيهِ آيَاتُ دُومٍ مِنْ خُدا وَنَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ أَوْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ
 (۱۱) وَآخِضَتِ كُوفَةُ بِرُءُوسِهِمْ سَنَاءً وَلا مَقَرَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لِالْبَاهِيَةِ أَشَارٌ وَنَبَشِيقِينَ كُوفَةُ
 (۱۲) لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲

امر سوم کی نسبت فرماتا ہے۔

(۱) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ - بارہ، سورۃ نجم - رکوع ۴
 (۲) لَا تَجْرُؤْ بِهِ إِلَهًا لَّتَحْدِثَ بِهِ إِنْ كُنَّا جَعَلَهُ وَقْرَانًا
 (۳) وَتَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا
 شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲
 (۴) وَلَا يَأْتِيهِ آيَاتُ دُومٍ مِنْ خُدا وَنَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ أَوْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ
 (۵) وَآخِضَتِ كُوفَةُ بِرُءُوسِهِمْ سَنَاءً وَلا مَقَرَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لِالْبَاهِيَةِ أَشَارٌ وَنَبَشِيقِينَ كُوفَةُ
 (۶) لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲
 (۷) وَلَا يَأْتِيهِ آيَاتُ دُومٍ مِنْ خُدا وَنَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ أَوْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ
 (۸) وَآخِضَتِ كُوفَةُ بِرُءُوسِهِمْ سَنَاءً وَلا مَقَرَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لِالْبَاهِيَةِ أَشَارٌ وَنَبَشِيقِينَ كُوفَةُ
 (۹) لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲
 (۱۰) وَلَا يَأْتِيهِ آيَاتُ دُومٍ مِنْ خُدا وَنَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ أَوْ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ كَاجَمْعٍ أَوْ قَارِئٍ
 (۱۱) وَآخِضَتِ كُوفَةُ بِرُءُوسِهِمْ سَنَاءً وَلا مَقَرَّ يَوْمًا يَكُونُ فِيهِ لِالْبَاهِيَةِ أَشَارٌ وَنَبَشِيقِينَ كُوفَةُ
 (۱۲) لَمْ يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - بارہ، سورۃ بقرہ - رکوع ۱-۲

سید بن ابی قحیف: ہاں! تمہیں کہہ دو اور اسے سید بن ابی قحیف کہو۔

سید بن ابی قحیف: ہاں! تمہیں کہہ دو اور اسے سید بن ابی قحیف کہو۔

سید بن ابی قحیف: ہاں! تمہیں کہہ دو اور اسے سید بن ابی قحیف کہو۔

سید بن ابی قحیف: ہاں! تمہیں کہہ دو اور اسے سید بن ابی قحیف کہو۔

سید بن ابی قحیف: ہاں! تمہیں کہہ دو اور اسے سید بن ابی قحیف کہو۔

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذْ رَاَيْتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ يَخْرُجُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمْ وَيَخْرُجُوْنَ
 مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَا يَجِبْ دَاخِلُ اِلَيْهِ فَلْيَسْخِرْ فِيْهِ اَلْاَرْضَ وَلَكِنَّ لَكَ
 مِنْ دُوْنِهِ وَلِيّٰۤاءٌ ۚ وَلِيَّتْكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ پارہ ۲۶۔ سورۃ احقاف ۲۶
 امر ششم۔ قرآن فرماتا ہے

(۱) وَتَقُوْلُ عَلَيْنَا بَعْضُ الْاَقَاوِيْلِ لَا خِذْ نَامِنُہُ بِالْیَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا
 مِنْہُ الْوِیْتَيْنِ فَمَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ عِنْدَہُ حٰزِیْنٍ۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ حاقہ ۲۹
 (۲) مَرَقُوْلُوْنَ اَفَدْرَاہُ قُلْ اِنْ اَفْتَرٰیْتُمْ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنْ اِلٰہٍ شَيْۤئًا۔
 پارہ ۲۶۔ سورۃ احقاف۔ رکوع ۱۶۔

(۳) یٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ۚ وَرَنُّ اَمْ تَقُوْلُ اَنْ
 بَلَّغْتَ رِسٰلَتَنَا ۚ وَلِلّٰهِ عِصْمَتُکَ مِنَ النَّاسِ۔ پارہ ۲۔ سورۃ مائدہ ۵۔ رکوع ۲۔
 نوٹ: پہلی اور تیسری آیت کی محفل تفسیر و مہیو مضمون قرآن کی پیشین گوئیوں
 و منہجہ کی نسبت تمام قرآن مالا مال ہے۔ و روگذاشت کے خوف سے چند آیات مرقوم ہیں
 آیات منع شرک

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَیٍّ مِّبْنَآ وَبَیِّنٰکُمْ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلٰہًا
 وَّلَا شَرِکًا لِّہٖ شَیْءٌ اَوْ لَا یَخِذْ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْۤاٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ پارہ ۲۔ سورۃ عمر ۲۰
 صلہ و قورہ ہماری، و نہ کہ جانے والے، و یہ غیرت و کشتہ تو میری ہے نہ۔ اور کیا دوسے کو ایک آدمی سے
 دوسروں کو ایک شے سے جاننے والے، و تو یہ تو کلامیکہ ہاک کر میں زین و رونی کی گئی تھی تو مردگار۔ وہ تو بے شک
 شے و کریم بنا تا، پھر نوری بات تو ہم کیا تھی سکا رہت ہفتہ۔ پھر کات کستے سکی۔ پھر تین کوں تہ
 اس سے دیکھو۔

شے یہ کہتے ہیں یہ بنا یا تو کہ اگر میں بنا یا ہوں تو میر جلد نہیں کر سکتے، شے کے ماسے کچھ
 شے دوسروں کو بوجھ اور تیر سے رہی کر سکتے اور اگر۔ کیا تو تو نے کچھ نہ پوچھا و نہ پوچھا و نہ پوچھا و نہ پوچھا
 شے تو یہ کتاب و نو و ایک سیدھی بات پر ہمارے درمیان کی کہ بدی نہ کریں مگر اللہ کو در شریف۔ شہر میں
 کسی چیز کو دیکھیں۔ ہیں میں ایک ایک کو رہ سکا کے اللہ کے ۱۲۔

وَلَا تَبْهَتُهُمْ قَوْلُهُمْ وَلَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِبَكِيٍّ يَكُلُ نَبَاتُ مَسْأَعَةٍ فِي
سَوَافٍ نَعْلَمُونَ۔ سیپارہ ۷۔ سورۃ النعام۔ رکوع ۶۔ ۸۔

وَرَدُّوا إِلَهُهُمْ لَمَّا كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطَرَ عَلَيْنَا حِجَابًا
مِّنَ السَّمَاءِ وَأَوَّيْنَا بَعْدَ ذَلِكَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔

تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔

تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنَّا صَادِقِينَ قُلْ لَّكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ
تَسْأَلُونَ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِرُونَ ۱۰۔ سیپارہ ۷۔ سورۃ سبأ۔ رکوع ۳۔
نَوْبٌ۔ نبوت کا دن ایک برس کا ہوتا ہے جسے دن ہر ساتھی صبح و شام کے
نبوت میں کہہ دیا شام یا صبح سے شروع کرے تو چوبیس گھنٹے کا شمار ہوتا ہے ورنہ
ایک سال کا۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنَّا صَادِقِينَ قُلْ لَّكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ

۱۔ تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔
۲۔ تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔
۳۔ تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔
۴۔ تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔
۵۔ تَبْهَتُ مِّنْ بَيِّنَاتٍ تَبَيَّنَ لِيَوْمٍ مَّا كَانَ اللَّهُ يُعَذِّبُ عَنْهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ
سَيَّارٌ ۹۔ سورۃ انفال۔ رکوع ۶۔ ۲۔

ہاوری صاحبان خود کردار سے ایسا مجزہ دیا کہ وہ کے زوال کا وقت بھی
بتا دیا۔ اور یہ وعدہ بنک بد میں پورا ہوا۔ کیونکہ ہر کی لڑائی ٹھیک ایک برس بعد
حجرت کے واقع ہوئی یعنی لڑائی مسئلہ کو آئندہ ت کے ت حیرت کر کے مدینہ
تشریف لے گئے اور مسئلہ عین قریش سے جناب ہر مولیٰ اور اس ہر کی لڑائی کو قرآن
نے آیت یعنی بڑا نشان مہر لایا جو کامیابی اسد کا گویا آغا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ
كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَهُمْ رَأَى الْعَيْنِ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بَصِيرَةَ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ۔ سیپارہ ۲۔ سورۃ عمران رکوع ۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ مَدْيَنَ وَفَارِسَ ذَلِكُمْ فَانْقَرُوا لِلَّهِ تَعْلَاكُمْ تَسْكُرُونَ مَقِطًا
یہاں وہ پیشین گوئی جو سیپارہ باب ۲۱ ورس ۱۳ سے شروع ہوئی ہر پوری ہوئی۔ عرب
لی بابت الہامی کلام عرب کے صحرائین قمرات کو کاٹو گے۔ اور وانیون کے قافلہ
پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرتے آؤ اور تیار کی سرزمین کے باشندہ روئی لے کے
جھگڑنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وہ سے تمواروں کے سامنے سے نکلے تموار سے
ورہنچی ہوئی کمان سے۔ ورجنگ کی شدت سے بھاگے مین۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو
دن فرمایا۔ منور ایک برس بان مزدور کے سے ٹھیک ایک برس قید رکی ماری
حشمت جانی رہیگی ورتیر اندازوں کی جو باقی رہی۔ قیدار کے ہا دروگ حضرت
خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔

طہ دیکھو سین سالہ دس : مسند ذکریہ ص ۲۰۔ مطبوعہ نجف آباد لاہور

اسے ابھی مودیکا تو ایک نمونہ دونوں جنین جو جڑی تھیں ایک فوج وکڑی وکڑی کی رڈی اور دوسری منکر دیا وکڑی تھیں
بند و رنج تھیں اور اندر دیتا ہی مرد کا ہلکے سے سی میں خبر دے جو جادین ختم تھیں ۲-۲۔

تھیں و تھیں مگر چکا کر تھیں ہر کی لڑائی میں اور تم بے سقدور تھے سوڈر تھے رہو اللہ سے شاید تر حسان ۱۰

اس لڑائی میں قید رکے اکثر سردار مارے گئے ورو کا میاں جی پچائی کا میاں
 موتی ہر عامر ہوئی اور یہ ہر کی فتح اسلام کے حق میں ایسی ہی کیر غلہ ہوئی جیسی
 نیک ملکوں پر جب کی فتح دین مسوی کے حق میں۔

نورین امر کی نسبت قرآن فرماتا ہے

وَقَدْ فُتِحَتْ قُلُوبُهُمْ لِرُغْبِ يُحْرِيُونَ وَيُؤْتِيهِمْ بَأْسًا بَآئِدًا

لَمَّا وَصَلُوا إِلَى الْأَرْضِ الْوَعْدِ يَوْمَ الثَّغْرِ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ + صید ۲۸ - سورہ حشر ۱۰۰ -

تو رت میں بنی اسرائیل کو علم تھا کہ پہنچے بنی سے دین - بین دن لوگوں نے نفا
 کہہ کی طرح بنی حق کی مخالفت کی وہ یہ اتنی سے نذر ہو کے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ بنی انصاریہ
 (بنی اسرائیل) ویران ورتباہ ہو کر رہنے سے نکل گئے

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بشارت مسیح کے حق دین عز پر یہ دعویٰ دینا صحیح نہیں
 کہ یہ مسیح ورموئے کے عمارت میں کسی قسم کی ممانعت جو نہیں گویا میں نہیں ہی ہرگز نہیں
 وجہ اس یہ کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے بلکہ شریعت موسوی کے پیرو تھے
 یہاں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ یورشلیم میں آنے سے ظاہر ہے

یہ یورشلیم میں تھا کہ مسیح نے یہاں بشارت شریعت میرے حق میں ہی اور نہ
 یہاں ہوا یہاں نے اس بشارت کو دینی حرف منسوب کیا۔ بلکہ اعمال باب ۳ - ۹
 مسیح ہمارے نامہ تاج مسیح کا مصداق نہیں۔ پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے
 نامہ تاج مسیح کا مصداق نہیں۔

مسیح پر یورشلیم میں تھا کہ مسیح نے یہاں بشارت شریعت میرے حق میں ہی اور نہ
 یہاں ہوا یہاں نے اس بشارت کو دینی حرف منسوب کیا۔ بلکہ اعمال باب ۳ - ۹
 مسیح ہمارے نامہ تاج مسیح کا مصداق نہیں۔ پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے
 نامہ تاج مسیح کا مصداق نہیں۔

ہر جیسے جسکی بنا دی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی تھی وہی کہ آسمان اوسے
 بیٹے رہے اوسوقت تک کہ سب چیزیں جنکا ذکر اپنے سب پاک نبیوں کی ربانی شہادت
 سے کیا اپنی حالت پر آوین۔ کیونکہ موسیٰ نے باپ دادون سے کہا کہ خداوند جو تمہارا
 سدا ہر تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے ایک نبی میرے مانند اوٹھائے گا جو تمہارے
 یہ تمہیں کہے اوسکی سب سنو۔ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اوس نبی کی نہ سنے وہ قوم کے
 نیست کیا جاوے گا بلکہ سب نبیوں نے سموئل سے لیکر بچلون تک جتنوں نے کلام
 بیا اون دنوں کی خبر دی ہے۔ تم نبیوں کی اولاد اور اوس عہد کے ہو کہ خدا نے ہا پٹا رکھنا
 سے باندھا ہے۔ جب ابراہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھر لے کر برکت
 پاوین گے۔ تمہارے خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اوٹھا کے پہلے بھیجا کہ تم میں سے ہر ایک
 کو اوسکی بدیوں سے پھیر کے برکت دے۔ اس کے کئی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔
 اول۔ مسیح کی آمد اول کے بعد اور آمد ثانی سے پہلے اس پیشین گوئی کا پورا ہونا
 ضروری ہے۔

دوم۔ موسیٰ کے بعد یوشع اور اوس کے بعد کے انبیا اور سموئل سے لیکر بچلون تک
 کوئی بھی اسکا مصداق نہیں ہوا۔

سوم۔ حضرت ابراہیم کی دعا کو سوا سے ارسال دن انبیا کے جو نبی اسرائیل میں
 سے مرسل ہوئے کوئی خاص خصوصیت اوس نبی سے ہے۔

چھارم۔ مسیح اوس نبی سے پہلے آیا۔ ابادوں و سرے کی ضرورت ہوئی۔

پنجم۔ حواری کے قول سے صاف ظاہر ہو کہ اس بشارت کا مصداق نبی مسیح سے
 پہلے نہیں گذرا۔ اور خود مسیح بھی نہیں۔ اس لیے کہ اوس نبی کے آنے تک ضرور

کہ آسمان مسیح کو لیتا رہے۔

سوال

گر کوئی شخص کہے کہ بنی عیسو اور بنی قطور اکیون اسکے مصداق نہیں ہو سکتے۔

جواب

اول او نہیں سے کسی نے اس پیشین گوئی کو اپنے حق میں ثابت نہیں کر دکھایا۔

دوم پولوس نامہ رومیان - ۹ باب ورس ۱۳ میں فرماتا ہے خداوند نے یعقوب سے محبت کی اور عیسو سے عداوت۔

سوم عیسو نے مسور کی داں پر اپنی نبوت پجدی - پیدائش ۲۵ باب - ۳۲ - ۳۳۔

چہارم - یعقوب نے فریجے نبوت کا ورثہ اوس سے لے لیا - پیدائش ۲۷ باب - ۳۵۔

ہوا بنائے قطور ازندگی ہی میں خارج ہو چکے تھے - مرتے وقت صرف اسمعیل

اور اسحاق پاس تھے - پیدائش ۲۵ باب لغایت ۹۔

حل لاشکال میں اس پیشین گوئی پر اعتراض کیا کہ بشارت میں سمجھ میں سے کا

لفظ وارد ہے۔

جواب (۱) خدا کے اس کلام میں جو موسیٰ نے نقل کیا یہ لفظ نہیں۔

(۲) یہ لفظ سمجھ میں سے - اعمال باب ۳ - ۲۲ - میں نہیں۔

(۳) یونانی ترجمے میں نہیں۔

دوسرا اعتراض - مسیح نے اس بشارت کو اپنی طرف نسبت کیا

جواب (۱) چونکہ مسیح بقول آپے مصلوب و مقتول ہوئے تو اسکے مصداق نہ رہے۔

(۲) اس بشارت کو مسیح نے بالخصوص اپنی طرف نسبت نہیں کیا - دیکھو - یوحنا

ب۔ ۵۔ ۴۶ تخصیص بشارت کا تھا ہی نہیں دیا۔ اور یونین کول مول رہنے دیا۔

(۳) صاحب حل الاشکال نے یہ ان میں فصل ۲۔ باب ۲ میں لکھا ہے کہ پیدائش

باب ۳۔ ۵۱ میں مسیح کی بشارت ہر پھر ہی یوحنا۔ باب ۵۔ ۴۶ میں کیوں نہیں۔

(۴) یوحنا باب ۱۔ ۲۰۔ ۲۵۔ اور اس نے اقرار کیا اور انکار کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ

میں مسیح نہیں۔ تب وہوں نے اس سے پوچھا کہ تو اور کون کیا تو الیاس ہواؤں نے کہا

میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی تھے اؤں نے جواب دیا نہیں۔

یوحنا انجیلی۔ یوحنا بیٹا۔ پنے والے کی شہادت میں لکھتا ہے کہ نہ وہ مسیح ہواؤں نے

نہ وہ نبی اور ریفرفس میں وہ نبی کا نشان استننا باب ۱۸۔ ۱۵۔ ۱۸ دیا ہے یعنی

موسیٰ کے مثل نبی۔ اور وہ صرف نبی عربی ہے۔

پادری عماد الدین نے تحقیق الایمان میں۔ اور پادری ٹھا کر داس نے عدم ضرورت

قرآن میں مماثلت پر گفتگو کی۔ اور بت ہاتھ پاؤں مارے ہیں جسے دیکھ کر انکی

ناکامیاب کوششوں پر سخت افسوس آتا ہے۔ پادری عماد الدین نے بچوں کا قتل۔

چالیس دن کا روزہ۔ معجزات۔ اور شریعت روحانی (معدوم الوجود) بمقابلہ

شریعت موسوی کے وجہ مماثلت ٹھہرائی ہے۔

تعجب کی بات ہے۔ کیونکہ موسیٰ کے وقت بچوں کا قتل ہوا ہی نہیں۔ بلکہ فرعون

نے حضرت موسیٰ سے پہلے بنی اسرائیل کی کثرت کے خوف سے یہ کارروائی

کی تھی۔ اور چالیس دن کا روزہ تو الیاس نے بھی رکھا۔ دیکھو اول سدا طین باب

درس ۸۔ رہے معجزات یہاں بھی مردے زندہ کیے۔ دیکھو اول سدا طین

باب ۲۲ و ۲۳۔ دوم۔ صین۔ باب ۴۔ ۳۵۔ الیاس نے دریا کے

کر کے زمین خشک نکالی اور دریا پار ہوا۔ دیکھو دوم سلاطین باب ۲-۸۔ ایلیا نے
 دوسروں کو معجزات کے لائق بنایا۔ دوم سلاطین باب ۲-۱۰۔ ایلیا جسم سے آسمان
 پر چلا گیا۔ دوم سلاطین باب ۲-۱۱۔ ایلیا نے تیل کو بڑھایا۔ دوم سلاطین باب ۴-
 ۳۔ ایلیا کی روح سے الیشع نے کوڑھ اچھا کیا۔ دوم سلاطین باب ۵-۱۰ و ۱۲-۱۴۔

تیسری بشارت

خدا سینا سے نکلا اور سیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اس کے
 داہنے ہاتھ میں شریعت ہے ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا۔ توریت کتاب ۵۔ باب ۲۳۔
 آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمان کو جہاں سے
 چھپا دیا۔ اس کی ستائش سے زمین بھر گئی۔ حقوق۔ باب ۳-۳۔ سینا سے موسیٰ
 جیسا بادشاہ صاحب شریعت ظاہر و باطن نکلا۔ سیر سے جس کے پاس بیت حکم اور ناصر
 ہے مسیح ظاہر ہوا۔

قرآن نے اس مبین کوئی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
 بیان کیا ہے۔ دیکھو۔

وَالْبَاقِيَ وَالزَّيْتُونَ وَطُورِ سَيْنِينَ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝

ان تین مقامات کی خصوصیت نہایت غور کے قابل ہے۔ عہد عتیق میں اس شخص کی
 کی وجہ مفصل نہ کوڑی تھی۔ قرآن کا طرز ہے کہ جس بات کی تفصیل عہد عتیق و جدید میں
 نہ ہو اس کی تفصیل کرتا ہے۔ اور جس کا بیان وہاں غفلت ہو اس کی طرف مبالغہ اشارہ کرتا ہے۔
 اب دیکھو قرآن نے مسیح کے مہدائے طور کو تین اور زیتون سے تعبیر فرمایا۔ اس کی وجہ
 یہ ہے کہ زیتون کے پہاڑ کے پاس مسیح نے ایک گہ بے کا بچا منگوا یا اور اس کے ذریعے

اپنی نسبت ایک بڑی پیشین گوئی کو ثابت کیا دیکھو لوقا۔ باب ۱۵۔ ۳۰۔ متی باب ۱۔
مرقس باب ۱۱۔ ۱۔

بن کے درخت کے پاس ایک معجزہ ظاہر کیا۔

دیکھو مرقس باب ۱۱۔ ۱۴۔ اور انجیل کا نشان دینے پر ایک غصہ ایاں لایا۔ یوحنا باب ۸۔
۲۸۔ وادی فاران اور دشت فاران کی تفسیر قرآن نے یہ فرمائی ہے کہ فاران سے
شہر مکہ مراد ہے جہاں مسیح جیسا بشیر اور موسیٰ جیسا بشیر و نذیر نکلا جسکی شریعت کی
نسبت کہا گیا۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَانْتُمُ عَلَيَّ بِرِغْمِي وَارْضَتْ
لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ سیدہ ۶۔ سورہ مائدہ رکوع ۱۶۔

(۱) فاران کے پہاڑ سے ایسا ظاہر ہوا کہ تمام دنیا اور سکا لو پامان گئی۔ اوسکے
دائیں ہاتھ میں شریعت روشن ہو۔ اوسکا لشکر ملائکہ کا لشکر ہو۔ اوسکے سبب سے
خدا جنوب سے آیا۔ اوسکی ستائش سے زمین بھر گئی۔ موافق اور مخالف نے محمد
محمد یا احمد احمد پکارا اس سے زیادہ زمین ستائش سے اور کیا بھرتی۔ دشمن بھی
محمد کے نام سے پکارتے ہیں۔ پُرانے عربی ترجموں میں "اوسکی ستائش سے
زمین بھر گئی" کے بجائے یہ لفظ لکھے ہیں۔ وَامْتَلَا الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِيْدِ اَحْمَدٍ
نوٹ۔ محمد بمعنی ستائش کیا گیا۔ اور احمد بڑا ستائش کیا گیا۔ کیونکہ صیغہ افعل مضارع
فاعل و مفعول دونوں کے لیے آتا ہے۔

اس آج میں نے پورا کر دیا تمہارے لیے دین کو تمہارے۔ اور پوری کر چکا میں اور تمہارے نعمت کو
دی۔ اور پسند کیا میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین ۱۲۔
۱۳۔ اور بھر گئی زمین ستائش سے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲۔

(۲) سینا کی جنوبی حد سے فاران شروع ہوتا ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور تمام حجاز فاران میں ہے۔ کون دنیا کی ابتدا سے سوا سے نبی عربی صاحب شریعت شنائش کیا گیا یعنی محمد یا احمد کے فاران میں پیدا ہوا۔

(۳) واوی فاطمہ من گل جذیمہ یعنی پنچہ مریم نیچنے والون سے پوچھو کہ وہ پھول کہاں سے لاتے ہیں۔ تو لڑکے اور بچے بھی یہ کہیں گے کہ من ہر یکتہ فاران یعنی دشت فاران سے۔

(۴) وہ کون سا فاران ہے جس میں سے خدا ظاہر ہوا۔ جہاں سے مسیح کے بعد رسول نکلا۔ اور اوپر روشن شریعت نازل ہوئی۔ وہ کون سا مذہب ہے جو فاران سے نکل کر تمام دنیا کے مشرق و مغرب میں پھیل گیا۔

(۵) اسمعیل علی اولاد کو برکت کا وعدہ تھا۔ وہ اولاد اسمعیل کی عرب میں آباد ہوئی تھی۔ اور انہیں سے موسیٰ کا سابی ظاہر ہوتا تھا۔

(۶) فاران کے معنی وادی غیر ذی زرع کے ہیں۔ اور یہی نکلے کی صفت قرآن میں بیان ہوئی۔ اس مضمون کے شروع میں دیکھو۔

(۷) یسعیاہ باب ۱۶ میں دیکھو۔ قیداریوں کا عرب میں ہونا ثابت ہے۔ اور وہ اسمعیل کا بیٹا ہے۔ دیکھو تورات باب شکر ملائکہ کے ثبوت کے لیے۔ دیکھو ہودا کا عام خط۔ باب ۱-۱۴۔ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدمات کے ساتھ آتا ہے۔ تاکہ بھون کی عدالت کرے۔

عیسائیوں نے اس بشارت پر بڑی کوششوں سے اعتراض جمائے ہیں۔ قبل اسکے اسے واوی فاطمہ کے بعد یا پہلے ہی ہوا۔ مگر بانی روایت کے سے جو تراویح قدیمہ کے جو غم خیال کھاتی ہیں یہ تو بھی عجیب

کہ ان کے اعتراض اور تردیدوں کا بیان کیا جائے حضرت ہاجرہ والدہ سمعیل اور
 اسمعیل کا قصہ مختصر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ اعتراضات اور جوابات میں قیاساً
 (۱) حضرت ابراہیم جب بہت بوڑھے ہوئے چاہا کہ اپنے غلاموں سے کسی کو
 وارث بنا دین۔ خدا سے تعالے نے فرمایا تیرا بیٹا ہی تیرا وارث ہوگا۔ پیدائش باب
 (۲) حضرت ابراہیم کی پہلی بی بی حضرت سارہ بہت بوڑھی ہو گئی تھیں اسلئے
 انھوں نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کے نکاح میں دیدیا۔ پیدائش باب ۱۶-۱۷
 (۳) حضرت ہاجرہ سے سارہ کو جیسی کہ عادتہ سوتوں میں ایک رنجش پیدا ہوئی
 کچھ کشیدگی سی ہو گئی۔ اسلئے حضرت ہاجرہ تنگ آ کر وہاں سے نکلیں راستے میں
 فرشتے نے کہا واپس جا۔ اللہ تجھے برکت دیگا۔ تیری اولاد وسیع اور بشمار ہوگی
 تیرے ایک لڑکا ہوگا اور سکا نام اسمعیل رکھنا وہ عربی ہوگا۔ اور سکا ہاتھ سبب ہوگا۔
 پیدائش ۱۶ باب ۶-۱۱۔

نوٹ۔ حال کے ترجموں میں "اور سکا ہاتھ سب کی ضد میں۔ لکھا ہے اگرچہ اس
 ترجمے کو تسلی اور برکت کا لفظ باطل کرتا ہے الا پھر بھی ایک عجیب بات اسکے سچ ماننے
 پر مبنی مائل کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اہل کتاب کو ہمیشہ سے حضرت اسمعیل اور بنی اسمعیل
 سے ضد رہتی تھی۔ یہ ایک قدرتی ثبوت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دل میں
 حضرت اسمعیل کی حقیقت کھٹکتی چلی آتی ہے۔

اور وہ بمقابلے اپنے بھائیوں کے سکونت کر گیا۔ پیدائش ۱۶ باب ۱۳۔
 (۴) حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئیں۔ اور لڑکا جنمیں۔ اور اسکا نام اسمعیل ہوا
 پیدائش۔ باب ۱۶-۱۵۔

(۵) پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے کہا کہ اب تیرا نام ابراہم نہ رکھا جاوے گا بلکہ ابراہام۔ کیونکہ تجھے بہت سی قومیں پیدا ہونگی اور تو سب کا باپ کہلائیگا۔ پیدائش
۱۷- باب - ۵-

(۶) پھر ابراہیم نے اسمعیل کے لیے دعا کی۔ خدا نے کہا میں نے تیری دعا اسمعیل کے حق میں سنی۔ بیشک میں اوسے برکت دوں گا اور بڑا مند کروں گا اوسکی اولاد بکثرت ہوگی۔ اور اوسکی پشت سے بارہ امام یا شاہزادے پیدا ہوں گے اور
۱۷- باب - ۲۰-

(۷) اسمعیل کے لیے برکت و رحمہ دونوں میں۔ پیدائش۔ باب ۱۷- ۷-
(۸) حضرت اسمعیل جب تیرہ برس کے ہوئے اوتکا ختنہ ہوا اور کہیں اسحاق پر
بنے۔ ساروا پہ ناراض ہوئیں۔ اور کہا باجرہ کو مع اوسکے فرزند کے نکال دے
سیلے کر یہ شمول اسحاق وارث نہو۔ خدا سے تعالیٰ نے ابراہیم سے فرمایا رنجیدہ
مت ہو۔ جیسے سارو کہتی ہو ویسے ہی کر۔ اسحاق تیری اولاد ہو۔ مگر مجھے باجرہ کے
فرزند سے ایک قوم بنانا ہو۔ کیونکہ وہ تیرا لطفہ ہو۔ علیٰ رضی اللہ عنہ نے باجرہ اور
اسمعیل کو روٹی اور پانی دیکر نکال دیا۔ اور اونہوں نے بیر شمع پر راستہ گم کر کیا قصہ
مختصر خشک بیابان میں تکلیف دھاتے اوتھاتے ایک دفعہ پانی سے ناچار ہوئے
اور درخت کے نیچے نیچے کو ڈال دیا اور آپ دو جا بیٹھیں تاکہ اوسکی پیاس کی موت کو
نہ دیکھیں۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے رومیں تب فرشتے نے آواز دی کیا تو بیاڑی
خوف مست کر خداوند نے تیرے نیچے کی آواز سن لی۔ اکی باجرہ اوتھ اوز نیچے کو اوتھا
آں سارو کا کلام بخش و رزوری بہت خدا کی طرف سے امام نہیں کہ اس سے مال کیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ
نے لے لے سارو کی طرف سے بھوکے ہوئے نہیں جو اسمعیل کی خدمت دیکھ کر دل صاف نہیں ہوتے ۱۷-

واسطے تین اوسے قوم کا بزرگ بناؤں گا و خدا انہ کو ملے گا کہ وہ تین
 اونھوں نے ایک چشمہ پایا (وہی جسے سیمان چاہ زمزم کہتے ہیں) اسمعیل بڑھے
 اور تیرا انداز ہو گئے۔

حضرت اسمعیلؑ کی والدہ ہاجرہ نے پھرتے پھرتے آخر کھان مقام فرمایا اور
 اس جگہ سکونت اختیار کی تحقیق طلب بات ہے۔ لیکن ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ فاران
 میدان میں بمقام بیت اللہ مکہ معظمہ میں وہ ٹھہریں۔ اور اس امر کے ثبوت کے
 لیے وجوہات ذیل ہیں۔

(۱) تواتر۔ اور یہ وہ دلیل ہے کہ اگر آپہ وثوق فرمائیے تو پھر تواریخ قدیمیہ کے اثبات
 کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہتا۔ تواریخ کو موسیٰ کی کتاب مانا تو تواتر سے۔ مسیح کو ناصر کی
 یا ابن داؤد مانا تو تواتر سے۔

(۲) ملکی اور قومی روایات اور مشہورہ حکایات سے جنکا ذکر تواریخ میں اور لوگوں
 کی زبانوں پر غیر متبدل اور محکم چلا آتا ہے۔ اس کا خاصہ بھی اس قصے کی تصدیق
 ضروری اور لازمی امر ہے۔ کیونکہ کسی تاریخی واقعے کی تکذیب کر دینا یا اس کے وہ عقل کے
 مخالف نہ ہو۔ اور کسی معلومہ قانون قدرت کو باطل نہ کرے۔ اور ضروری علوم اوسکے
 مخالف نہ ہوں غلط ہے۔

پس جبکہ ملکی روایات اور مشہورہ حکایات اور تواریخ قادیانیہ تصدیق ثابت کرتے ہیں
 کہ حضرت ہاجرہ نے وادی مکہ میں سکونت کی اور ملک حجاز۔ وہی دشت فاران ہے۔
 و کونسی بات ان امور کے قبول کرنے سے بہین مانع ہے۔ کیا کوئی قانون قدرت ہے
 کہ بتلاتا ہے۔ یا عقل اسکو باور کرنے سے کتراتا ہے۔

(۳) پڑ اسے جغرافیہ دن: در قدیم هندو رت کی تحقیقات کرنی چاہیے کہ اسمیں کہاں آباد
 ہوئے تھے جہاں وہ مقام ملے وہی اونکی سکونت کا مقام ہوگا اور وہی مقام ادنیٰ فلان
 مندرت اسمیل کے بارڈ بیٹے تھے۔ پہلا بنایرث سرب کے شمالی مغربی حصے
 میں آباد ہوا۔ ریورٹڈ کا تری پی کاری ایم اسکے نے اپنے نقشے میں اسکا نشان دیا
 ۳۰ درجہ عرض شمالی۔ اور ۳۹ و ۳۸ درجہ طول شرقی کے درمیان میں رکھا ہے۔
 ریورٹڈ مسٹر فاسٹ کیتھ مین کہ بنایرث کی اولد عربیا پیٹر اسکے مشرق کی طرف تھی
 اور تاناک اور جیزہ کیا رت فیج الاٹیک و جازہ تک پھیل گئی تھی۔
 اسٹریپر کے ہاٹ سے پایا جاتا ہے کہ بنایرث کی اولاد نے اس سے بھی زیادہ ملک
 نیلے لیا تھا۔ اور تہہ نر تک اور بندر رجو اور بندر یفیبو تک جو کہ قلازم کے کنارے
 پر قرار ہے۔ یہ سب سب جازہ مغرب میں واقع ہوا کی عمل اور کی رت کے
 کہتے ہیں کہ اس سب سے زیادہ سب ظاہر ہوتا ہے کہ بنایرث کی
 رت نہیں پڑی رہی۔ بلکہ حجاز اور یمن کے بڑے رت کے
 کہن ہوا کہ رتہ رفتہ بنایرث کی اولاد نے اس کے
 زایہ بات کہ بنایرث کی سکونت اور اسکی
 دوسرا بنایرث دار۔ بنایرث کے پاس بنایرث کی رت بنایرث اور
 ریورٹڈ مسٹر فاسٹ کیتھ مین کہ اشقیانہ کی کتاب سب سے بھی
 مسکن باز شاپر۔ ہوا جو جہیں کہ وہ رتہ ہی تھا اور بنایرث کی رت
 کے جغرافیہ میں شہر الحذر اور بنت سے پایا جاتا ہے جو صول من القید
 رتہ معنی غنیمہ۔ حجاز کا ایک نام ہے۔ جہاں دو شخصے غنیمہ کے معنی ہیں ورنہ وہ
 حجاز میں کے ولس اور معنی غنیمہ کے۔ یہاں بھی غنیمہ کے معنی غنیمت یا غنیمت کے معنی

اور بنا برکت مین۔ یورنلیس اور پلیموس اور پلیمے اعظم کے زمانوں مین
 یہ تو مین ججازکی باشندہ تھیں۔ کیداری مینی قیداری۔ درمی مختلف
 قیداری اور گدارونا ثینی مینی قیداری۔ گدارونا ثینی
 قیداری۔ دیکھو سٹری جغرافیہ جلد اول صفحہ ۲۴۸ پر بخوبی ثابت ہے کہ قیدارجا
 مین آباد تھا۔ کاتری پی کاری لے۔ اپنے نقشے مین قیدار کی آبادی کا نشان ۲۶۔
 ۲۷ درجہ عرض شمالی۔ ۳۷ و ۳۸ درجہ طول شرقی کے درمیان مین لگایا۔
 تیسرا بیٹا ادبیل ہے۔ بموجب سید جوزف نفیس۔ کہ ادبیل بھلی پنے اونٹ وڑو
 بھائیوں کے ہمسائے مین آباد ہوا۔

چوتھا بیٹا مبسام ہے۔ مگر اوسکی سکونت کے مقام کا پتا نہیں ملتا۔
 پانچواں بیٹا مشمعا ہے۔ سٹرنفاٹر کا یہ قیاس صحیح ہے کہ عبرانی مین جبکہ
 مشمعا لکھا ہے اوسکی یونانی ترجمہ سبوا بجیٹ مین مشما اور جوز نفیس نے مساس
 اور بطلمیوس نے مسسیر لکھا ہے۔ اور عرب مین اوس کی اولاد بنی مساکملانی
 ہے۔ پس کچھ شبہ نہیں کہ یہ بیٹا اولاً قریب نجد کے آباد ہوا۔

چھٹا بیٹا دوماہ۔ تھا۔ مشرقی اور مغربی جغرافیہ دان قبول کرتے مین کہ
 یہ بیٹا تھامہ مین آباد ہوا تھا۔ عجم البلدان مین لکھا ہے کہ دومتہ الجندل کا نام واقع
 ہے۔ دومتہ الجندل آیا ہے۔ اور ابن ثقیف نے اوسکو اعمال مدنیہ
 مین لکھا ہے۔ دومتہ ابن سمعیل ابن ابراہیم کے نام پر ہوا۔ اور زجاجی
 مین لکھا ہے کہ دومتہ مان ہے۔ بعضے کہتے مین کہ اوسکا نام دومتہ تھا
 بن کبیر متہ کر دومتہ اسمیں کا بیٹا تھا جب تھامہ مین حضرت اسمعیل کی بہن

اولاد موسیٰ تو دو ماہ وہاں رہے پکلا اور بمقام دومہ قیام کیا اور وہاں ایک قلعہ
 بنایا اور اسکا نام دو ماہ اپنے نام پر رکھا۔ اور ابو عبیدہ سکونی کا قوت ترکہ دومہ جبل
 قلعہ اور گائون شام اور مدینے کے درمیان میں قریب جبل طی کے اور دو
 وادی قرنی کے گائون میں سے ہر مشرقا ستر بھی ساوتسلیم کرتے ہیں اور اب تک
 یہ ایک مشہور جگہ عرب میں موجود ہے۔

مشائون بیٹا مشائتا۔ یہ بیٹا حجاز سے نکل کر یمن میں آباد ہوا۔ اور یمن
 کے کنڈرات میں۔ تبک مشائکا کا نام قوم ہر کا تری پی کاری نے اپنے نقشے میں
 اس قدر کا نشان ۳۰ درجے اور ۳۰ دقیقے عرض شمالی۔ اور ۴۳ درجے اور ۳۰
 دقیقے طول شرقی میں قلم کیا ہے۔ اسمعیل اور اوکلی تمام اولاد حجاز میں تھی۔ بلاشبہ
 جب وہ وہاں بولے اور اشریت ہوئی۔ تب مختلف مقاموں میں جا کر سکونت اختیار کی
 مگر مدد بات قابل غور یہ ہے کہ جبکہ پتا عرب ہی میں یا حجاز میں یا حجاز کے آس پاس یا جاتا ہے۔
 اٹھواں بیٹا حد۔ سکونہ ستیت میں حد بھی لکھا ہے یمن میں شہر حد
 اب تک اسی کا مقام بتا رہا ہے۔ اور قوم حدیر جو یمن کی ایک قوم ہے اسی کے نام کو یاد
 دلاتی ہے۔ زہیری مورخ کا بھی یہی قول ہے۔ اور سٹہ فاسٹر بھی اسی کو تسلیم کرتا ہے۔
 نواں بیٹا تیما تھا۔ اسکی سکونت کا مقام نجد ہے اور بعد کو رفتہ رفتہ خلیج فارس
 تک پہنچ گیا۔

دسواں بیٹا بطور ہر مشرقا ستر بیان کرتے ہیں کہ اسکا مسکن جدور
 میں تھا جو جبل کسینوفی کے جنوب اور جبل السینہ کے مشرق میں واقع ہے۔
 گیارھواں بیٹا نافلیش تھا۔ مشرقا ستر جوزیفیس اور تورات کی سند

کہتے ہیں کہ عریضیا ڈیزرٹ مین اوٹلی نسل کے نام سے آباد تھے۔

بارہواں بیٹا قید ماہ - انھوں نے بھی مین مین سکونت اختیار کی اور
مسعودی نے لکھا ہے کہ اصحاب الرس بمعیل کی اولاد مین سے تھے اور وہ دو قبیلے
تھے ایک کو قدمان اور دوسرے کو یامین کہتے تھے۔ اور بعضوں کے نزدیک
رعویل۔ اور یہ مین مین تھے۔

اب اس تحقیقات سے جو جغرافیہ کے رو سے نہایت طمیان کے قابل ہو دو باتیں
ثابت ہو گئیں۔ ایک یہ کہ حضرت اسمعیل اور اوٹلی تمام اولاد عرب مین آباد ہوئی۔ اور
دوسرے یہ کہ مرکز اس خاندان کی آبادی کا جواز تھا۔ جہاں اسمعیل کی مقدم ارادہ کا
مسکن بن گیا تھا۔ اور پھر اس مرکز سے اور طرف عرب مین پھیلے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت
اسمعیل نے حجاز مین سکونت اختیار کی تھی۔ اور اوسید کا قدیم نام فاران ہے۔ جو
حضرت موسیٰ اور حضرت جقوق نے اپنی اپنی بشارتوں مین بتایا۔

عیسائیوں کے اعتراض

گرچہ یہ بات نہایت صفائی سے ظاہر ہے کہ وادی حجاز اور وادی فاران دونوں
ایک ہیں۔ اور اسمعیل کی اولاد کے ٹوٹے پھوٹے گھنڈاوسکی گواہی دے رہے
ہیں۔ مگر بائبل مہم عیسائی اوسکو تسلیم نہیں کرتے۔ اور موقعہ فاران کی نسبت مفصلہ
ذیل تین راہیں قرار دیتے ہیں۔

(۱) یہ کہ وہ اوس وسیع میدان کو جو بیدر مشبع کی شمالی حدست کوہ سینا تک
پھیلا ہوا ہے۔ فاران کہتے ہیں۔

(۲) قادیش جہاں ابراہیم نے (بیر شبع) کھودا اور فاران ایک ہیں۔

(۳) فاران اسی وادی کا نام ہے جو سینا سے غری نشیب پر ہے۔ جہاں قبرستان
عمار تین ابلی مین۔

جیالیب

(۱) بتاؤ بیان سمٹیل وراو سکی ولسی اولاد کب آباد ہوئی۔

(۲) کتاب ۳-۱۳-۲۵-۲۶ وہ سردار کنعان کو دیکھا رکھنے کے تو بیان فاران

مین سے قادیش مین پوسنچے۔ (قادیش شمالی حد فاران کی ہے) یاد رہے کہ

آیت کی اصل عبری عبارت ہے۔ رل صد بر فاران قادشیت۔ نفقہ ترجمہ

طرف وادی فاران کے بنیل مرام۔ قادیش کے معنی ہائل۔ کہہ ہو تین۔ دیکھ

ترجمہ انفس۔

فاران تین تین ایک حجاز مین۔ دوسرا طور یا سینا کے پاس۔ قبلہ تر قند

مین سم قند وال فاران مٹ سے خارج ہے۔ اور جو فاران طور یا سینا کے قریب

مین واقع ہے۔ وہ فاران مین جوا برائیم کے وقت تھا۔ وہ مین جسکے قرات

ذکر ہے۔ وہ مین بیان باجہ نے سمٹیل کے ہمراہ پیر شمع مین راستہ گم کر کے اقامت

کی۔ وہ مین جہاں بندہ راٹیل کی اور آباد ہوئی۔ وہ مین جہاں سے

بندہ راٹیل

پارہ شمع کے مین راٹیل کی اور جہاں سے بندہ راٹیل

بندہ راٹیل کے مین راٹیل کی اور جہاں سے بندہ راٹیل

جو فاران سینا کے مغرب میں ہوا اور جسے آثار طہ میں وہ تورات کا فاران نہیں
 ٹوٹی کے زمانے میں اسکا وجود نہ تھا۔ موسیٰ مصر سے نکلے اور بحر احمر سے پہنچے
 تو شور میں پہنچا کرسن کو طوکر کے افیدیم میں ٹھہرے وہاں کتاب ۲۰ غایت
 ۸۔ میں برعالمیق آکر اترے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے عیسیٰ افیدیم کی نشانی
 یاد رکھو کہ افیدیم کوہ سینا کے مغرب و زمرہ کے شرق میں ہے۔ اور فرار
 مشرق کی طرف سینا کو چلے۔ سینا میں پونہجے۔ اس میں سینا کے
 پہلے سے ثابت کیا۔ پھر سینا سے آگے بڑھے اور تھیں اور
 میں مسندت ہوئے گئے تھے میں تھیں اس میں بیان سے ہے۔ اور بدل
 یہ کتاب ۲۰ - ۱۰ - ۱۲

۲۰۔ تقدیر سے آگے کہ حضرت موسیٰ نے وقت فاران کے۔ میرے
 تمام مشرق میں عادیوں کے فریب عرف تھا۔ اور وہیں تبارک باریہ ہوا
 میں شریب سیما کا امانہ یہاں سے ہوتا ہے اب کی ایک قوم ہونی۔ ان بن حمیر
 کی وادیں سے تھی اور بنی ثار ان ہدائی تھی کسی زمانہ میں سینا کے مغرب
 میں آباد ہوئی اور اس سبب سے وہ مقام فاران مشہور ہوا۔ یہ وہ فاران
 نہیں جسکا ذکر تورات میں ہے۔ خطبات الاحمدیہ۔ بنبدیل بسدر

چوتھی بشارت

میرا دوست نورانی۔ گندم گون۔ ہزاروں میں سردار ہے۔ اسکا سر ہیرے کا
 سا چکدار ہے۔ اسکی زلفیں مسلسل مثل کوئے کے کالی ہیں۔ اسکی آنکھیں سیسی میں
 پیسے پانی کے گنڈل پر کبوتر۔ دودھ میں دھلے ہوئے لکینے کے مانند جڑی ہیں

خاتمے میں۔ اسکے رخصت ہونے پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی۔ اور
 چکلی پر خوشبودار گری ہوئی۔ اسکے ہونٹ بھول کی پنکھڑیاں جسے خوشبودار پکتی ہوئی اسکے
 ہاتھ میں سونے کے ڈھلے ہوئے۔ جو اہر سے جڑے ہوئے۔ اسکا پیٹ جیسے
 باقی دانت کی تختی جو اہر سے پی ہوئی۔ اسکی پنڈ لیاں میں جیسے سنگ موئے
 کے ستون۔ سونے کے بیٹھکے پر جڑے ہوئے۔ اسکا چہرہ مانند ماہتاب کے۔ جو
 مانند صنوبر کے۔ اسکا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل چمکنا یعنی تعریف کیا گیا ہے۔
 یہ میرا دوست اور میرا محبوب (بیٹیویر و شلم کی) کتاب تسمیحات سلیمان باب
 آیت ۱۰۔ نہایت ۱۶۔) اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمانؑ نے خدا کی تسبیح میں کیت
 کیا ہے اور ایسی مناجات کی ہے۔ مگر ضرور وہ ایک کسی بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے
 آنے کے متوقع میں اور اسکی بشارت دیتے ہیں۔ اور اسکو اپنا محبوب بتاتے ہیں
 اور اپنے اس محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے ہیں۔ اور پھر صاف بتاتے ہیں کہ وہ
 میرا محبوب محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔ محمد کے معنی تعریف کیے گئے کے
 ہیں۔ پس حضرت سلیمانؑ نے اپنی مناجات میں اپنے محبوب کی تعریف کرتے کرتے
 اسکا نام ہی لے لیا۔ کہ اگر اسکی معنی لو تو وہ بھی ایک لفظ تعریف ہے۔ ورنہ وہ صاف
 صاف نام ہی تو ہے۔ یہ مقام ایسا ہے جہاں صاف نام میں صلی اللہ علیہ وسلم کا
 بتا دیا گیا ہے۔ مگر ہمارے خطبے کے پڑھنے والوں کے دلوں میں شبہ جاوے گا کہ اگر
 نام بتانا تھا تو محمدؐ کا ہوتا محمدؐ کیوں کہا۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عبرانی زبان
 میں ہی اور ہر علامت جمع کی ہے اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے
 تو اسکی اسم کو بھی جمع بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ خدا کا نام الوہی ہے اسکی جمع الوہیہ

بنائی ہو۔ اور اس طرح بعل جو ایک بت کا نام تھا جسکو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے، اسکی جمع بعلیم بنائی تھی اور یہی قاعدہ اسم اسورث کا لگایا گیا ہے جو دوسرے بت کا نام ہے۔ پس اس طرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمانؑ نے سبب ہی قدر اور عظیم الشان ہونے اپنے محبوب کے اسکے نام کو بھی معینہ جمع کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اور سچ ہو کہ محمدؐ سے زیادہ کون شخص محمدؐ کو کہلائے کا مستحق ہے۔ پس یہ ایسی بشارت ہے جو حسین صاف صاف نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا گیا ہے۔ خطبات اکرامیہ

پانچویں بشارت

سب قوموں کو ہلا دوں گا۔ اور محمدؐ سب قوموں کا آویگا۔ اور اس سر کو بزرگی سے بھر دوں گا کماخذ اوند خلافت نے۔ کتاب بھیجی نبی۔ باب ۱۱۔ آیت ۷۔ ان آیت میں لفظ حدیث جو آیا ہے۔ اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے ہیں یہ ہر قسم کی کپ چیزوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی مادے سے محمدؐ اور احمدؐ اور حامدؐ اور محمودؐ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نکلے ہیں۔ اور اس بشارت میں لفظ حدیث کے کہنے سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونے کی ہمیں بشارت ہو وہ شخص ایسا ہے کہ اس کا نام حمد کے مادے سے مشتق ہے۔ اور وہ کوئی نہیں سوائے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ عیسائی مذہب کے پادری خیال کرتے ہیں کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰؑ کے مبعوث ہونے کی ہے۔ مگر یہ خیال دو وجہ سے صحیح نہیں۔ اول اس لیے کہ حضرت مسیحؑ نے جس قدر بشارتیں عہد عتیق میں حضرت عیسیٰؑ کی بیان کی ہیں اور ان سب کو بالتفصیل اپنے انجیل میں لکھا ہے۔ کیونکہ وہ انجیل عبرانی زبان میں یہودیوں کی ہدایت کے لیے لکھی گئی تھی۔ اور اسی سبب سے تمام بشارتیں جو تورات و انجیل و زبور و صحف

انبیاء میں تھیں حضرت مسیٰ نے کبھی تھیں۔ مگر اس بشارت کا ذکر نہ تھی مسیٰ نے نہیں کیا
اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰ سے متعلق ہوتی تو نہ وہ حضرت مسیٰ اور اس کا ذکر کرتے دوسرے
یہ کہ حمد کے مادے سے حضرت عیسیٰ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ
اشارہ خاص اسی شخص کے نام کا ہو جس کا نام اسی مادے سے مشتق ہوا ہو اور اسی سے
یہ بشارت حضرت عیسیٰ کی نہیں ہو بلکہ اس کی بشارت ہو جس کی نسبت حضرت عیسیٰ نے
بشارت دی تھی کہ یٰ یٰ یٰ یٰ مِنْ بَعْدِی سُبْحَتٌ اَجْمَدٌ۔ گاؤ فری ہینکاٹن نے بھی
اپنی کتاب میں باستدلال قول روبرنڈ برک ہرسٹ صاحب کے لکھا ہے کہ یہ بشارت
حضرت عیسیٰ کی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس شخص کی ہو جس نے ان کی بشارت خود حضرت
عیسیٰ نے دی تھی۔ خطبات احمدیہ۔

چھٹی بشارت

اور ایک جوڑی سواروں کی دیکھی۔ ایک سوار گدھے کا۔ اور ایک سوار اونٹ کا
اور خوب متوجہ ہوا۔ کتاب شعیانی باب ۲۲-۱ اس آیت میں حضرت اشعیانی نے
دو شخصوں کی طرف اشارہ کیا جو خدا کی سچی پرستش کو زبردستی قائم کر رہے تھے۔ انہیں سے
ایک گدھے کی سواری کے نشان سے بتلایا۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ
حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جناب ممدوح گدھے پر سوار ہو کر یروشلم بیت المقدس
میں داخل ہوئے تھے۔ اور بلاشبہ حضرت عیسیٰ نے خدا کی سچی پرستش قائم کی۔ اور
یہودیوں نے جو مکاری اور دغا بازی سے شریعت کے صرف ظاہری احکام کی ریاکاری
سے پابندی اختیار کی تھی۔ اور دلی نیکی اور روحانی پاکیزگی کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اسکو
بتایا۔ اور سچی پرستش خدا کی قائم کی۔ دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان

سے بتلایا اور انہیں کچھ شبہ نہیں کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہو۔ جو عرب کی خاص سواری ہے۔ بچے سے بوڑھے تک اور عالم سے خاہل تک جس سے چاہو پوچھو۔ اونٹ کا نام لیتے ہی عرب کا اشارہ سمجھ جاتا اور یگا۔ اور جب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے اور بلاشبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے واحد کی پرستش قائم کی۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد جو لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا مانا۔ اور تین خدا قائم کر کے پھر تین سے ایک خدا بنایا تھا۔ اور خدا سے واحد کی پرستش میں خلل آگیا تھا۔ اوسکو مٹایا۔ پھر نئے سرے خدا کی سچی پرستش قائم کی اور یوں فرمایا۔
 يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ۔ ۵۔ سپارہ ۳۔ سورۃ آل عمران۔ رکوع ۷۔ خطبات الاحمدیہ

ساتوین بشارت دانیالؑ لئیہ حجریہ۔

وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا۔ وہی کوئے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند سے بنے اور ہماری نظروں میں عجیب۔ ایسے میں تم سے کہتا ہوں خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور ایک قوم کو جو اسکے پھل لاوے دیجاو گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور چور ہو جائیگا۔ پر جس پر وہ گرے گا اوسے پس ڈالے گا۔ متی ۲۱ باب ۴۲ تا ۴۴۔
 یہ بشارت خاص نبی عرب محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ کسی دوسرے نبی پر ہرگز ہرگز صادق نہیں آتی۔

اول کچھ شک نہیں کہ یہاں معمار بنی سرخیل میں جنکو اسی باب کی ۳۳۔ آیت میں

اسے کتاب و لوت و زبور یک سید ملی بات پر ہمارے تمہارے زبان کی کہ ہندو کی مذہب سے مگر نہیں

باغبان کہا۔ اور کچھ شہہ نہیں کہ بنی اسرائیل نے بنی اسمعیل کو اسحاق سے لیکر آجتک
 علی العموم روکیا۔ اور محمد صاحب کے زمانے سے آجتک یہود و عیسائی محمد صاحب کو
 روکیا کرتے ہیں۔ الا خدا کے فضل سے وہی بنی عرب کو نے کے سرے کے پتھر ہوئے
 اور بنی اسرائیل کی نظروں میں یہ بات عجیب ہوئی۔

دوم بنی اسرائیل سے۔ ہان جنھوں نے مسیح کو مارا اور پٹیا۔ اونسے بادشاہت
 لی کہی اور دوسری قوم بنی اسمعیل کو دی گئی۔ یہ بادشاہت چاہے روحانی لو اور
 چاہے جسمانی ہو۔ دونوں طرح بنی عرب پر صادق ہے۔ پاک زمین کی سلطنت۔
 اور اس باغ کی باغبانی جسکے بدلے میں بنی اسرائیل موقوف ہوئے۔ جیسا مسیح فرمایا
 ہیں۔ متی ۲۱۔ باب ۳۳۔ آجتک اسی کے قبضے میں ہے۔ خادم اکھڑیں اوسکے خادم
 اور اوس جہاں کے بادشاہ ہیں۔

سوم ہوا سلا میون پر گرا چڑھا اور جب وہ گرے وہ پس گیا۔ پہلی بات دیکھنی ہو
 تو غزوہ بدر وغیرہ دیکھو اور دوسری بات کے واسطے بابل وغیرہ بلاد کی سیر
 کرلو۔ وہ زنا کار بابل وہ کفرستان کن لوگوں کی طفیل پس گیا۔

چہارم۔ یسعیانی اسق مٹشین گولی اور بشارت کی ابتدا میں کہتا ہے۔ دیکھو یسعیا
 ۲۰۔ باب ۵۔ حکم پر حکم حکم پر حکم قانون پر قانون قانون پر قانون ہوتا جاتا۔ تھوڑا
 یہاں تھوڑا۔ تاکہ ولسے پہلے بائین اور کپاڑی کرے اور شکست کھا دین۔
 آق ہیں جو کسے اور کہے اور مہینہ میں ترا۔ اور جسکی مخالفت میں بنو نصیر بنی
 اس بل کا برہ جلد وین ہوا۔ ورسکے غناد پر بنو قریظہ جیسے شریر مقتول ہوئے۔

۱۔ اس بشارت کی مفصل تصدیق دانیال کی کتاب سے ہوتی ہے اور صاف صاف
 سمین غور و فکر کرنے سے اس بشارت کا مصداق (فِکَاہُ اُمّی وَاٰتِی) ^{توہان ہون اوپر ان اپ بارے} ظاہر ہوتا
 ہے اور وقت ٹھوڑا صاف طور پر کھل جاتا ہے۔

اس لیے مین دانیال کی کتاب کا ضروری عمدہ اور خلاصہ مع تفسیر ناظرین کو سناتا ہوں
 دانیال نے خواب مین ایک مورت دکھی جس کا سر سونے کا۔ بازو چاندی کے تھیں
 اس کے۔ ٹانگیں لوہے کی۔ اور دس و نظیان لوہے اور ٹی کی مین ۲ بات ۲۵ دانیال
 (۱) سونے کا سر پابل کا بادشاہ ہے۔ ۲۔ باب ۳۔ دانیال

(۲) چاندی کے بازو سے فارسی اور مادی مجموعہ سلطنت مراد ہے۔ کیونکہ دارانوں
 تھا۔ ۵۔ باب ۳۱۔ اور خوش سے فارسی۔ ۶۔ باب ۲۸۔
 (۳) رافین تانبے کی۔ ایشیا اور یورپ کا بادشاہ سکندر۔ ۸۔ باب ۲۱۔ اور
 باب مین تند و چار سر والا کہا۔ اور یہی سکندر رومی ہے۔ ۸۔ باب ۲۱۔ ذوالقرن
 قرآن والا ذوالقرنین۔

(۴) ٹانگیں لوہے کی۔ ۲۔ باب۔ اور اسی بادشاہت کو ہولناک دس سنگہ والا کہا۔
 بھوے باب۔ غربی اور شرقی رومی سلطنت ہے۔ جو آخر دس سلطنتوں مین منقسم ہوئی۔
 اس سلطنت کو کہا ہے زمین کو نگلے گی۔ ۷۔ باب ۲۳۔

زمین سے زمین شام مراد ہے۔ یروشلم والی زمین۔ عبری مین عربی کے مانتے تھے
 وکرے کا اعتبار رہتا ہے۔ بخلاف اردو کے۔ یاد رہے لوہے اور ٹی کی دس
 وہی دس سلطنتیں مین جو بعض قوی اور بعض ضعیف تھیں۔ اس رومی سلطنت
 کی آخری گیارہویں شاخ ہرقل ہے۔

اسی کی نسبت کہا حق تعالیٰ کے مخالف باتین کرتا ہوگا۔ ۷ باب۔ ۲۵۔ اور یہ ہے کہ ہر قل مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتا۔ اور مریم و مسیح کی پرستش کرتا تھا۔

اب اس شاخ یا زوہم کے حق میں کرسیان رکھی گئیں۔ اور قدیم الایام بیٹھ گئے اسکا لباس برف ساسفید تھا۔ اور اسکے سر کا بال صاف و مستحضر آؤن کی مانند اسکا تخت آگ کے شعلے کے مانند تھا۔ اور اسکے پٹھے جلتی آگ کے مثل تھے عدالت ہو رہی تھی کتابین کھلی تھیں۔ اور وہ کیا ہون شاخ ماری گئی۔ ۷ باب۔

آیت ۱۳۔ مین ہر۔ ایک شخص آ دم زاد کے مانند آسمان کے باد لون کے ساتھ آیا۔ اور قدیم الایام تک پونجا۔ وے اسے اسکے آگے لائے۔ اور تسلط اور حثمت اور سلطنت اسے دی گئی۔ کہ سب قومین اور امتین اور مختلف بان بولنے والے اسکی خدمت گزار کریں۔ اسکی سلطنت ابدی سلطنت ہو جو جاتی نہ رہے گی۔ اور اسکی مملکت ایسی ہو جو زائل نہ ہوگی۔

اس مقدمہ آ دم زاد اور تسلط اور حثمت والے سلطان کے مخالف کے حق میں دانیال کے ۷ باب ۲۵ مین ہر۔ وہ حق تعالیٰ کے مخالف باتین کرے گا۔ اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تصدیعہ دے گا۔ اور چاہیگا وقتوں اور شریعتوں کو بدل ڈالے۔ اور وے اسکے قبضے میں دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک مدت اور مہین اور آدھی مدت گزر جائیگی۔ پھر عدالت بیٹھے گی۔ اور اسکی سلطنت اس سے لے لیں گے کہ اسے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کریں۔ اور تمام آسمان تلے وہ سارے ملکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حثمت حق تعالیٰ کے مقدمہ لوگوں کو بخشی جائیگی۔ اسکی سلطنت ابدی سلطنت ہو اور ساری مملکتیں اسکی بندگی

یہی اور فرمان بردار ہو گئی۔

اس سارے دانیال کے مضمون پر غور کرو۔ ہرقل گیا رھون شاخ کب ہوا
 عرب کے وقت نبی عرب کا وجود باوجود ظاہر ہوا۔ نبی عرب کی سلطنت بلا دشام
 عرب میں ابدی ہوئی۔ ہرقل حق تعالیٰ کی مخالفت باتین کرنے والا محمد
 صاحب کے وقت مدت ایک سال اور ابوبکر کے ایام خلافت میں دو سال اور
 مری خلافت میں چھ ماہ تک باہمہ شرارت پاک زمین کے سارے ملکوں اور
 زمین کے تمام آسمانوں کے تلے رہا۔ پھر عدالت بھیجی۔ یعنی عمر فاروق کے
 عدالت مہد میں برباد ہوا۔ اور اسی عدالت کے وقت وہ بات پوری ہوئی
 جو دانیال باب ۲ میں ہے کہ ایک پتھر بغیر اسکے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹ کے
 نکالے آپسے بکھل جو اس شکل کے پاؤں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے لگا۔ اور ان
 ٹکڑے کیا۔ تب تو با اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے۔
 یہاں تک کہ اوزکا پتہ نہ ملا۔ اور وہ پتھر جسے اس مورت کو مارا ہاڑ بن گیا۔ اور تمام
 زمین کو بھر دیا۔ دانیال باب ۲-۳۴۔

غور کرو وہ پتھر چھوٹا سا کیسا پہاڑ بن گیا۔

وہ پتھر جس سے فارسی بادشاہت اور بابل اور پاک زمین روم تک تباہ ہوئی
 بناؤ کون ہو۔ کیا وہ مسیح ہو جس نے یروشلم میں مار کھائی۔ کیا عیسائی مذہب ہو۔
 مسیح خود کتا ہو یا غبان جب بیٹے کو سزا دیں گے تب وہ پتھر نکلے گا۔ متی-۲۱

باب-۳۳ سے ۳۵-

غور کرو ھَلْکَ کِسْرٰی فَلَکِسْرٰی بَعْدَہٗ وَھَلْکَ قِیَصْرٌ کِی تَصْدِیْقِ
 ہلاک ہو۔ کسری ہلاک ہو۔ کسری کے بعد ہلاک ہو۔ قیصر کی تصدیق

پاک سبزین کب ہوئی۔ وہی ہر قیل کے وقت۔

دانیال کی کتاب سے اور طور پر بھی وقت کا پتہ مل سکتا ہے۔ دیکھو دانیال ۲: ۲۴۔ شتر مہینے کے بعد شرارت ختم ہوگی۔ اور اوس نبوت پر مہر ہوگی۔ اور اس پر جو سب سے زیادہ قدوس ہر شیخ کیا جاوے۔ انتہی۔

پا در کھو ایک دن نبوت کا ایک سال ہے۔ پس شتر مہینے کے ۲۹ سال ہوئے اس چار سو نوے سال کو آخر زمانہ ختم شرارت کا بتایا۔ مگر ابتدا سے زمانہ معلوم نہوا۔ اسلئے آیت ۲۵ سے دانیال نے ابتدا الی وقت ظاہر کیا اور مسیح بادشاہزادے تک کی مہین بتائیں (حضرت مسیح چونکہ داؤد کی اولاد میں اور داؤد بادشاہ تھے پس مسیح بادشاہزادے ہوئے۔) اور یہ بھی بتایا کہ وہ قتل کیا جاوے گا مگر کاشفات ۵ باب۔ ۶ میں گویا فرج کیا گیا۔ یعنی اصلی فرج نہیں۔ انکے زعم میں فرج کیا گیا یا سخت ستایا گیا۔

پھر دانیال ۹ باب ۲ میں یروشلم کے غارت کو ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ غارت کرنے والے کی ہلاکت اور یروشلم کی غارت ایک وقت میں ہوگی۔ یہاں ۱۳ باب یوحنا کے کاشفات کا قابل غور ہے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ مسیح کے بعد یروشلم کا غارت کنندہ شمشیر میں مر گیا۔ اب ۸۰ کو ۲۹۰ کے ساتھ جمع کیا تو ۳۷۰ ہوئے۔ اور یہی سال پیدایش نبی عرب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

عیسائی مورخ کہتے ہیں کہ یروشلم کی غارت شمشیر میں ہوئی۔ عیسائی مورخ دانیال پر نظر نہیں کرتے دانیال صاف لکھتا ہے کہ یروشلم اور اسکا برباد کنندہ اکٹھے فنا ہوا۔

مستمر ہو رہا ہے اور اشعیا ۲۸ باب ۱۱ اور ۲۹ باب ۱ کی بشارت وہ چہرے ہمارے
 نہ روکیا کوئی کام نہ ہوا۔ یہ خداوند سے مراد ہے اور یہی اللہ عز و جل ہے۔ نہ وہ
 جان نہ ورجمہل عربی کے حق میں ہر ایک نے قہ یزمانے میں تصویریں شریک کرنا
 رواج تھا سو سات کے اشکال پر اشارت اور کنایات سے گفتگو زبانِ عربی تھا جیسا
 ان کو تیس کر رہے تھے۔ پنا پتہ بہ تہیں اعلیٰ دیون میں پولا ہلے کی رسم نوشت
 کا ہی دھنا نیاں کرتے تھے۔ یوشع کا یرون سے بازو پھر اوشانا باروہ دیون کا
 اشارہ بتاتے ہیں اور مینڈھے کی قربانی کرنا عقیقی برے کی قربانی خیال کرتے
 ہیں۔ نہ وہ جس ان پر ہر قوم کے لیے تصویریں زبانِ نہایت ضروری تھی۔ اس لیے
 قہ یزمانے سے بھی عرب سے پہلے نامس کے تھیں مکے کے کوئے پر ایک بن گیا
 بہرے بہر سو دکتے ہیں رکھا ہوا تھا۔ اور اسکو ہاتھ لگانا اور اسے چھونا اور اس
 ہاتھ ملانا حج میں ضروری رسم تھی۔ اور اس پتھر کو یکر الوجود میں فی الارض کہتے تھے
 یہ پتھر رسول عربی کے شہ میں گویا رسول خدا کی بشارت تصویریں زبان میں تھی۔ آپ
 رحمۃ للعالمین اور مظہر اسمِ رحمن تھے آپ کی بیتِ رحمن سے بیتِ تھی۔ قرآن
 کلام الہی بشارتِ حجریہ کی نسبت عجیب کتابے در روزے میں شبین کوئی کی طرف اشارہ کرتا ہے
 اِنَّ الَّذِیْنَ یَبَاِیْعُوْکَ لَمَّا یَبَاِیْعُوْکَ اللّٰہُ۔ جو کہ ہاتھ ملاتے ہیں تمہارے ہاتھ خدا میں ملے
 اور حدیث میں ہے۔ دیکھو بخاری اور مسلم۔

مَنْ لِّیْ وَمَنْ لِّیْ الْاَنْبِیَاءُ کَمَثَلِ قَصْرِ اَحْسَنَ بَنَیْنِہُ تَرُکَ مِنْہُ مَوْضِعُ بِنْدَرِیْ
 قَالَ فَکُنْتُ اَنَا مَسَدَدُ مَوْضِعِ الْبِنْدَةِ وَفِیْ رِوَاۃٍ فَاَنَا لَکَ لِمَسَدَدِ
 اسے میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایک غنیم بنیان محل کی مثال ہے کہ ایک بیٹہ ہی جگہ زمین چوڑی ہی ہے
 دس اینٹ کی جگہ کو پورا کر دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ بیٹہ ہوں

اس آیت اور حدیث سے صاف واضح ہے کہ اس پتھر کی بیعت کو یارمن کی بیعت
 تھی۔ ایسے ہی رسول کی بیعت بھی یارمن کی بیعت ہے اور رسول خدا ایک اینٹ اسی
 سلسلہ کی ہیں جو انبیاء کی ذات بابرکات سے طیار ہوئی۔

عرب کے لوگ یمن کے نام سے اسید واسطے چونک دھتے ہیں۔ اور حب اور یمن
 سَجْدُ وَاللَّحْظِ پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں۔ اَسْجَدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَ هُمْ نَفْوَ رِطَاقِ
 ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حجرا سود کی بیعت ضروری نہ رہی جب اصل آگیا تو مجاز
 اُٹھ گیا۔ بیشک اس کوٹے کے سرے والے پتھر کا نتیجہ بت بڑا ہوا۔ اور اسکے چھوٹنے
 سے انبیاء کی کتب سابقہ کی تصدیق ہوئی۔ اسلئے وہ یادگاری کا پتھر بیشک ہمیشہ
 کے لئے کسی ایسے نشان کا تختی ہو جو آپ تک مسلمان اس کی نسبت قائم رکھتے ہیں۔ والہ
 یہ پتھر وہی ہے جس کی نسبت عمرؓ نے کہا اِنَّكَ حَجْرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ تو تو ایک پتھر ہے جو
 نفع و نقصان مجھ بھی پہنچا نہیں سکتا۔ بن گھڑا پتھر اسلئے رکھا کہ بت پرستوں کا کام
 بن گھڑے پتھر سے نہیں تھا۔ بلکہ گھڑے ہوئے سے۔ اس بات کو مفصل حج کے
 سر زمین لکھیں گے یہاں بتایا اور ہے کہ یسوع نے یارون سے بارہ پتھر لیے اور
 انکا نشان بنایا۔ ابراہیم اور یعقوب جہاں خدا کو دیکھتے وہاں بن گھڑا پتھر اوس
 بات کی یادگار بن کر رہتے۔ یسوع ۴ باب ۶۔ پیدائش ۲۸ باب ۱۸۔ پیدائش
 ۱۲ باب ۷۔

آٹھویں بشارت

تو بنی آدم میں سے از حد حسین ہے۔ اسے پہلوان تو جہاں و جلال سے اپنی تلوار

سے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے کہ باقی بشارتوں میں اسے پہلوان تسلیم کرے تو اس کی نسبت بت پرستی کا وہم بھی کر سکتا ہے۔ ۱۲

سمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور قلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور قبائل ہندی پر سوار ہو۔

تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔ ۲۵ زبور۔ ۲۳۔

یہ بشارت صاف صاف نبی عرب کے حق میں ہے۔ عیسائیوں نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ انبیاء سے سابقہ میں سے تو کسی کے حق میں نہیں۔ اب تصفیہ طلب بات صرف اس قدر ہے۔ کہ عیسائی اس زبور کو مسیح کے حق میں کہتے ہیں۔ اور ہم مسلمان کہتے ہیں کہ صرف ذات پاک نبی عربی اسکی مصداق ہے۔ اس بات کے فیصلے کے لیے امور ذیل قابل غور ہیں۔

(۱) تو نبی آدم میں سے از حد حسین و جمیل ہے۔

سیرت و تواریخ کے جاننے والے اس بات سے ناواقف نہیں ہیں۔ کہ آنحضرت کے حسن و جمال کی تعریف سے تمام کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ آپ کے معاصرین عرب عربائے جب قدر اس ماورے میں حقیقت و معنی کی داد دی جو دنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور واقعی حقیقی بلا شائبہ مبالغہ آپ کا علیہ مبارک قلم بند کیا ہے۔ میں اس وقت پر خلاف اپنے دلی ارادے کے اپنے قلم کو اس بات سے روکتا ہوں کہ وہ سچا فوٹو کھینچنے والے اشعار آپ کے حسن و جمال کے وصف کے تحریر کروں جو صحابہ نے کمال ولولہ قلبی سے اس بادی برحق کی نفست میں کہے ہیں۔ کیونکہ وہ اس قدر دائر و سائر اور شائع ہیں کہ انکار کی گنجائش نہیں۔ ہاں ایک شعر لکھنے بغیر تو میں بھی ہرگز نہیں رہ سکتا۔ جو ایک صحابی جلیل شان کا کہا ہوا ہے۔ اور کس دلی سچی ارادت سے کہا ہے۔

خَلَقْتُ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ * كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

میں صرف اسی شہادت پر اکتفا کرنا چاہتا ہوں جو یورپین فنکار نے طوفاؤں میں اس بارے میں دی ہے۔ گو بقول غ۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب ہے وہی مراحہ کی مدح اور عرفوں کی تعریف سے مستغنی ہے۔ مگر بقول اللہ اَوْ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ غَيْرِ قَوْمٍ کی گواہی اور پھر اٹھ لوگوں کی اہل عالم کے مبالغہ کو مرغوب ہوتی ہے۔ تو اگر وہ صاحب لکھتے ہیں: "محمد عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم میں سے تھے۔ صورت میں شکلیں۔ و طو زین رسیلے۔ اور بے تکلف تھے۔ ترجمہ: یا تو جس کا دھڑکی مینا سن کر دفعۃً ایٹھوئے بریلی سے۔"

جہاں دیوانہ پورٹ لکھتا ہے۔ بٹی عرب۔ آپ کی شکل شاہانہ تھی۔ خدو خال قاعدہ اور نپٹ تھے۔ آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں۔ بینی ذرا اونچی ہوئی۔ دہن خواصوت تھا۔ دانت دوتی کی طرح پکتے تھے۔ زسار سرخ تھے۔ ذرا اونکی تندرستی عیان تھی۔ چہرہ اں آفرینہ عمدہ اور رسیلی آواز مویلا لاسا۔

آؤ درابین صاحب جیسے تہذیب و تاریخ لکھتے ہیں۔ آنحضرت حسن میں شہرہ آفاق تھے اور یہ نسبت نہ انت و نجین اکہن و بیکی معلوم ہوتی ہے جنکو اللہ تعالیٰ کی صفت سے متعین ہوتی ہے۔ بیشہ اس کے آپ کوئی بات فراوین آپ کی خاص بات یا کہ وہ اپنی طرہ سے کہہ لیا ہے۔ ہاں آنحضرت کی شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور زسار سرخ تھیں۔ اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک بندہ کی تصویر بنی ہو اور اس کی حرکت اعضا جو زبان کا کام لے سکے تو بجز محمد کا نہیں ہے۔

یہ تو بجز محمد کا نہیں ہے۔

اور یکا تعریف کیا کرتے تھے۔ موبد الاسلام۔ صفحہ ۱۸۔

(۲) اور پہلوان توباء و جلال سے اپنی تلوار حائل کر کے ران پر لٹکا۔

کل دنیا مخالف و موافق پر آشکار ہو۔ کہ احکام الہی اور اپنی رسالت کی تبلیغ میں جو ثبات و استقلال جو جلاوت و جلال آپ نے ظاہر کیا ہے۔ تاریخ عالم اور سکی نظیر سے ساکت ہے۔ اور جس پہلوانی اور شجاعت سے اون بڑے بڑے موافقات کا جو حربہ کی تند خو عہدہ جو گرم مزاج وحشی قوم نے آپ کی رسالت کی راہ میں ڈالے۔ آپ نے مقابلہ کیا۔ حقیقت میں آپ کی صداقت کی بڑی دلیل ہے۔ قطع نظر اون بڑے بڑے واقعات کے جن سے کتب سیر مشحون ہیں ایک دو باتوں پر غور کرنے کے لیے ناظرین کی توجہ کی درخواست کی جاتی ہے۔ کیونکہ تطویل مضامین ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اس خطرناک فطرت انسانی کو سخت امتحان میں ڈالنے والے ایک غیر صادق اور جعل ساز آدمی کو جبکہ سے بلا دینے والے واقعے پر دھیان کرو۔ اور سوچو اور ذری واردات فطرت انسانی کی تصویر اپنی آنکھوں کے سامنے کھینچ لو۔

جسوت کتے کے بڑے بڑے سرداروں اور رئیسوں نے تین ہو کر حضرت کے چچا اور گارڈین ابوطالب سے درخواست کی کہ وہ آنحضرت کو اس نئے دین کی وعظ سے روک دے۔ یا اس کی حفاظت سے دستکش ہو جاوے۔ اور ابوطالب نے بھی جسے نہ چاہا کہ اپنی قوم کو اس شدت و غیظ و غضب کی حالت میں لے کر حضرت سے اونکی درخواست منظور کر لینے کو کہا۔ تو کیسی آپ کی صداقت ظاہر ہوئی اور کیسی آپ کی پہلوانی ثابت ہوئی۔ خوب کھل گیا کہ وہ سچا اولوالعزم نبی حبیب اور

بتاؤٹ سے بالکل متبرہ ہو۔ اسلئے کہ نبی کا نوشتہ پورا ہونا ضرور تھا۔ ہاں آپ نے جواب کیا دیا۔

اے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور مہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں یقیناً یقیناً میں باز نہ رہوں گا۔ جب تک خدا کا دین ظاہر نہ ہو یا میں اوسى كوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔

ایک اور واقعے پر نظر کرو۔ ایک روز آپ سجد کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور دس سے تھوڑی سی دور ایک بڑا بھاری گروہ صنادید قریش کا تھا انہیں سے عتبہ بن ربیعہ نے (یہ شخص آپکا بڑا بھاری دشمن ہوا ہے) آپ کے قریب گونج مچا دیا۔ کہ اے پسر برادر۔ تو صاحب و صاف حمیدہ اور عالی خاندان ہو۔ مگر اب تو نے ہماری قوم میں تخم نفاق بویا ہے۔ اور ہمارے قبائل میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ تو ہمارے دیوتاؤں، وردیہوں کی مذمت کرتا ہے۔ اور ہمارے آبا و اجداد کو کافروں پرست بناتا ہے۔ اب ہم ایک بات تجھے کہتے ہیں خوب سوچ کر جواب دے کہ اسکا قبول کرنا تیرے حق میں بہت ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابوالولید کیا کہتا ہے میں تیری بات کو خوب سمجھتا ہوں۔ عتبہ نے کہا اے پسر برادر اگر تو اس ادعای رسالت سے مال و دولت حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم تجھکو اتنی دولت جمع کر دیں گے کہ ہم میں سے کسی کے پاس نہیں۔ اور اگر تجھکو عزت و وقار حاصل کرنا منظور ہے تو ہم تجھکو اپنا سردار اور رئیس بنالیں گے۔ اور کوئی بات بے تیرے نہ کریں گے۔ اگر تجھکو بادشاہت منظور ہے تو ہم تجھکو اپنا بادشاہ بنائیں گے۔ اور اگر جنون تجھ پر غالب آیا ہے

تو ہم اطہار کو بلا میں گئے۔ اور انکو مال دیکر تیرا علاج کرا میں گئے۔ جب قاتلہ کی یہ قدر خیر تو
 تو اپنے پوچھا یا ابا الولید تیرا کلام تمام ہوا۔ اوسنے کہا ہاں یا محمدؐ آپنے فرمایا یا رب
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَرَّمَ تَنْزِیْلُ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کِتَابٌ فُصِّلَتْ
 اٰیَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ بِشَیْرٍ اَوْ نَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضْ اَکْثَرُھُمْ فَھُمْ
 لَا یَسْمَعُوْنَ ۚ وَقَالُوْۤا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکْثَرِ مِثَاقِنَا دَعَوْنَا لَیْکَ ۚ وَفِیْ اِذَا نَا وَفَرَّقَ
 مِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ ۚ فَاَعْمَلْ اِنَّا عَمِلُوْنَ ۚ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ
 اِلٰی اِنَّمَا اَلْھٰکُمُ الْاِلٰھُ وَاحِدٌ ۚ فَاسْتَقِیْمُوْۤا اِلَیْہِ وَاسْتَغْفِرُوْۤہُ ۚ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ
 الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّلٰتِ ۚ وَھُمْ بِالْاٰخِرَةِ ھُمْ کَافِرُوْنَ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
 وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ۔ سبھاہ ۲۲ سورۃ عم البجہ رکوع ۱۶
 یاد رہے کہ یہ سب ماجرے ایسے وقت میں واقع ہوئے جب آپنے ابتداء
 پیغام الہی پونچھا نا شروع کیا ہو۔

مشرکین کی درخواست کا مضمون فقرۃ فقرۃ اور آنحضرتؐ کا جو ملکوت السموات
 کے خارق تھے اوس لطیف درخواست پر دستِ رومانا نصاریٰ کے بڑے بڑے
 مخالفانہ اعتراضوں کا حقیقی اور واقعی جواب ہو۔ جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھیں
 مگر مجھے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہو کہ آنحضرتؐ کے فصیح اور پاکیزہ جواب کو بھی لکھ دو
 جو آیات قرآنی کے پڑھنے سے قبل آپنے دیا۔ وہو ہذا۔

۱۔ حسنِ رحیم کی جانب سے اُترا ہوا۔ یہ کتاب ہو جسکی آئینہ کلی میں قرآن ربی جانتے والے لوگوں کے واسطے بشیر و نذیر ہو
 پس کثر لوگوں نے منہ پھیرا۔ اور وہ سنتے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے دونوں یہ خلاف چڑھے ہوئے ہیں تیری بات
 بات کی طرف سے جدھر تو ہمیں بلاتا ہو۔ اور ہمارے کان بوجھل ہو رہے ہیں۔ اور تیرے اور ہمارے درمیان اوٹ
 ہو تو اپنے کام میں لگا رہے ہیں تو کہہ (ای محمدؐ) میں ایک شخص جاسٹ ہوں میری طرف سے اگلا پیغام آتا کہ تمہارا بیٹا و جد سبکی دیکر
 سیدھے مٹاؤ اور دوسری بخشش انکو بلاکت دن شرکین کیو آجو کوہِ نبیجے اور فرشتہ حکمران ملک یا نذر و نیکو کاروں کیسے غیر منتقل جبر

فَقَالَ لَهُمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِي مَا تَقُولُونَ مَا جِئْتُمْ بِمَا جِئْتُمْ
 بِهِ اَعْدَابُ صَوْلَاتِكُمْ وَلَا الشَّرَفُ فِيكُمْ وَلَا الْمُلْكُ عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ اِنَّهُ بَعَثَنِي اِلَيْكُمْ
 رَسُولًا وَاَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا وَاَمْرًا اِنْ كُنْ لَكُمْ شَيْءٌ اَوْ نَذِيرٌ اَوْ سُبُلُغْتُمْ رَسُولًا
 رَبِّي وَنَحْتُمْ لَكُمْ فَاَنْ تَقْبَلُوا مِنِّي مَا جِئْتُكُمْ بِهِ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَاٰخِرَتِ
 وَاِنْ رَحِمَهُ عَلَيْكُمْ اَصْبِرْ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ - پیر پنجام بطور جزو اول حضرت
 نامتربین خبر کہتے : اور سر رشتہ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیجیے کس غلط و نشان کا یہ جو پتا
 فامنوا باللہ ورسولہ تفوزوا -

۱۔ ایک واقعہ منسوب آنحضرت دوسری بار کئے سے طائف کو جاتے تھے
 اور آپ کا قہقہہ بنین کی جمعیت تھی تو ایک بیک ایک پاڑی پر سے بنی ہوئے
 نے یہ ناپائے شروع کر دیے۔ اہل سلام جو بفرغ خاطر جا رہے تھے جیسا ایسے مومنوں
 پر ہوتا لیکن کڑی غصہ ہوئے آنحضرت نے بنی ہواذن کو لٹکا کر فرمایا - انا لنبی
 لا کذب وانا ابن عبد المطلب - میں ہی وہ نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے -
 میں ابن عبد المطلب ہوں -

اس موقع پر ایک لطیف مضمون لکھنا شاید بیوجہ نہ ہو گا کہ سیاق مضمون
 روان سے نسبت بعید کیوں نہ رکھتا ہو - لکھا جاتا ہے - وہ یہ کہ -
 آنحضرت ہر موسم میں وعظ سنانے کو نکلا کرتے تھے - گھر گھر اور قبیلے قبیلے کو
 پیغام الہی پہنچاتے - مثلاً قبائل بنی عامر بن صعصعہ و محارب و فزارہ و غسان
 سے اپنے فرمایا جو یہ کہنے لگا وہ میں سے مجھے کچھ بھی نہیں میں تمہارے پاس میں حق ایسے نہیں لاکھتے ال، انگوٹھ
 زمین میں کچھ بڑی اور بڑا ثابت چاہت ہوں لیکن مجھے اللہ نے تمہارے پاس بھیجا رسول کر کے - اور مجھے ایک کتاب و تباری
 اور مجھے امر کیا جو کہ میں تمہیں بشارت ہذا دے گا ورنہ پس میں نے اپنے رکے پیغام تمہیں پہنچا دیے اور تمہیں خیر خواہی کی باتیں
 سناؤں جو کچھ میں لایا ہوں اگر تم نے مان لیا تو دنیا و آخرت میں تمہاری سعادہ اور اگر تم نے اسے نہ کیا تو میں ہر روز تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ

اس ذکر کے ایراد سے ہماری صرف غرض ہر کمال شخصیت کے مشن کی صداقت اور پاک
 صرف اعلیٰ سے کمال اللہ کو ملاحظہ کرنا و نیا پر آشکار ہو اور اس نور نبوت سے چشم بوی
 کرنے والے سوچیں کہ کیسی مصیبت اور کس قدر نازک وقت تھا جبکہ امداد کی سخت
 شہ ورت تھی عالم تنہائی و راز رسالت بیشک رفت و معاد میں کے وجود کا نو ہوا
 تھا۔ ایک بڑی قوم ذرا سے اشارے اور آئندہ کے وعدے پر ساتھ دینے کو تیار
 اور جان دینے کو موجود مگر اللہ اللہ صدقت اور صفائی دیکھو کہ آپ نے کوئی موبہ
 استقبال و ہو کا دنیا پسند نہیں کیا ورنہ کیا تھا ذرا سا آسمان کی کنجیوں کے دینے
 کا لالچ دیدیتے کون مرے کون دیکھے (مستی ۱۶ باب ۱۸) اور خیالی تھنوں کے
 وعدے سے دل بھالیتے۔ (مستی ۱۹ باب ۲۸) ہم روزمرہ کے تجربے سے اہل
 عالم کی کارروائی سے شاہدہ کر رہے ہیں کہ کسی شخص کو جب اپنی کار براری مقصود
 جاتی ہو تو کیسے کیسے حیادت اور دھوکا اور کیسے کیسے بالفعل دل خوش کن وعدوں
 کو ہتھکنڈا بناتا ہو۔ زمانہ گزشتہ کے سلاطین کو جانے دو حال کے مہذب یورپین
 سلطنتوں ہی کو دیکھ لو کہ معاملات ملکی میں کن کن خدایتوں اور طمع چال کیوں سے
 کام نکالتے ہیں۔ یہی قدرتی حالات اور نسبتی واقعات ہیں جنکو ایک با ایمان مسلمان
 پڑھکر یقیناً کہہ سکتا ہو کہ بیشک یہ رسول صادق و مصدوق ہو۔

امانت

(۲) عجیب و رنی حقیقت ہے نظریات ہو کہ آپ اپنی قوم میں ابتدا ہی میں اہل
 اور مامون کے نام سے پکارے جاتے۔ کل قوم آپ کی طرف ایسی عزت اور وقار
 کی نگاہ سے دیکھتی تھی کہ غرب کے تاریخ دان اسے پڑھکر اچھے میں رجھاتے ہیں

بنی قوم میں ممتاز اور شمار الیہ ہونا۔ اور اپنے ہمعصرین میں صفات فاضلہ کے لحاظ
 سے یہ گمانہ سمجھا جانا۔ خصوصاً ایسی قوم میں جس کا پیشہ ہی مثالب شماری اور عیوب گیری
 ہو اور بچپن ہی سے بڑے بڑے بزرگان قوم و زعمان ملت میں فوق العادہ
 تعظیم سے یاد کیا جانا عموماً و کرہاً اس بات کے یقین کر لینے پر اہل انصاف کو مجبور کرتا
 ہے کہ قدرت خداوندی کا نمونہ اور شان ایزدی اور ان کے اقوال و افعال کے چہرے
 سے نمودار تھی۔ بہشت کا زمانہ بھی دور ہے۔ خدائی جلال کے ساتھ تبلیغ رسالت
 کرنا بھی مرحلون پر ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس مادر انسان ابن عبد اللہ
 بن عبد المطلب کے کیا مدارج ہوئے ہیں۔ اور صادق و مصدوق امین و مامون بھی
 سے خطاب دیا جا رہا ہے۔ بڑی صاف بات ہے کہ ایک ایسی قوم میں جس کو شخصی ناموں
 ذاتی حسن و قبح۔ اور جسمی نسب و امتیازات پر نظر ہو۔ ضرور تھا کہ خدا ایسے شخص کو مبعوث
 کرتا جس کے دامن حال پر امور متعارفہ قوم میں سے کسی ایک امر کا دھبہ نہ لگ سکے
 فطرت کا ناقابل نفساخ قاعدہ ہے کہ مصلح کی وجاہت و وقعت یعنی اس کا سب
 نسب میں ممتاز ہونا اصلاح قوم میں دخل کلی رکھتا ہے۔ اور خواہی نخواہی ارادت
 اثر اور جذب ملت کا دلون میں ڈالتا ہے۔ کل دنیا کے رفیقا و رفیقان اور مصدقین
 کی لائف اس کی شہادت دیتی ہے۔ بنی اسرائیل کس امید میں شب و روز بیکل ہو رہے
 تھے۔ ان کے دیدہ انتظار کہ ہر گے ہوئے تھے۔ وہ تباہی اور ذلت اور مغلوبیت
 کی حالت میں کس امید بستہ سے غم غلط کر رہے تھے کہ ایک ذی شان رفیع امیر
 صاحب امتیازات ہادی اور نہیں پیدا ہونے والا ہے۔ جسکی شوکت و سلامت اور وجاہت
 ان کے لیے بڑی قوت بازو ہوگی۔ اب وہ امید بستہ تو پوری ہوئی مگر ایسی ہندلی

اور تاریک شکل میں کہ دیدہ سفید شہ کائنات باوجود انتظار بھی اسے پہچان نہ سکے کہ اونکی عروس مراد یہی ہے وہ شخص موعود جیسا کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔ سامان امیرانہ ایسا کہ بعد از وضع چہرہ میں رکھا گیا۔ گمنام نشو و نما پایا۔ عالم معاملہ میں قدم رکھا تو ابن بخار کھلایا۔ اور طبعا قوم کی جانب سے استحقار کی آنکھ سے دیکھا گیا۔ اور یوں بڑا غیظ فائدہ مفقود ہونا ہوا۔ مگر مبارکی ہو ہان مرہا ہو۔ اس مولود مسعود کو جسکو قوم نے تمام صفات مختص القوم کا مجموعہ مانا۔ اسے عین عالم شباب میں بڑے بڑے پیران قوم کا مرکز و مرجع ہوا۔

اسٹین عام دستور تھا کہ جس شخص کے پاس کوئی عجیب و غریب قیمت چیز ہوتی جسے وہ اپنے پاس محفوظ نہ رکھ سکتا وہ آنحضرت کے پاس امانت رکھتا۔ اور اس بات کی یقین تک شہادت ہوتی کہ قوم کے پیرو جوان کی زبان پر الامین المامون کے سوا آپلی نسبت اور کوئی لفظ ہی نہ آتا۔ بلکہ عرب کی ایک بڑی مالدار در بزرگ عورت خدیجہ نے نہ صرف آپلی امانت اور صداقت کی صفت شکر اپنے مال تجارت کا محافظ آپکو مقرر کیا جس صفت کو کامل طور پر پرکھ کر بالآخر وہ برگزیدہ عورت شرف اسلام و رابطہ زوجیت جناب سے مشرف ہوئی۔

اب امین اس امر کے ثبوت کے لیے کہ آپ موافق و مخالفین الامین والمامون کے نام سے پکارے جاتے تھے چند اشعار کفار مکہ کے نقل کرتا ہوں جس سے علاوہ امر بحوث منہ کے ایک لطیف فائدہ یہ حاصل ہوگا۔ کہ کفار و مخالفین باوجود عناد قلبی مذہبی کے آپکی ذاتی وجاہت اور قد و سیت کے کیسے قائلین امیب بن زبیر بن ابی سلمیٰ غث و ثنن آپکا تھا۔ ہمیشہ وہ آپکی جو میں اشعار کہتا کہ

آپ نے نہ صرف کرتا۔ جب اوسنے سنا کہ در کا حقیقی بھائی بخیر مسلمان ہو کر خاور مان
نبوی میں داخل ہو گیا ہو تو اوسکو سخت ناگوار گذرا۔ آخر اوسنے بھائی کو یہ اشارت کیے

أَلَا بَلِّغَا عَنِّي بِخَيْرٍ رِّسَالَةً
سَقَاكَ بِهَا الْمَأْمُونُ كَأَسَارٍ وَبِيَّةٍ
فَفَارَقْتَ أَسْبَابَ الْهُدَى وَتَبِعْتَهُ
عَلَى مَذْهَبٍ لَوْ تُلْفِ أُمَّاؤُكَ لَا أَبَا
فَهَلْ لَكَ فِيمَا قُلْتَ وَبِحَكِّ هَلْ لَكَ
فَانْهَكَ الْمَأْمُونُ مِنْهَا وَعَلَاكَ
عَلَى آيٍ شَيْءٍ وَيَبْ غَرِّكَ دَلَاكَ
عَلَيْهِ وَلَوْ تَعْرِفَ عَلَيْهِ إِخَالَاكَ

(۳) جیسا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ کفار عرب نے ملکر ابوطالب کو مجبور کیا کہ وہ
آنحضرت کو و عطا توحید سے روک دے۔ اور ابوطالب نے بھی قوم کی رضا جوئی کو
مقدم بنا کر آپسے باز رہنے کے لیے کہا۔ الا آنحضرت نے اس پر وہ جواب دیا جو ابھی
ہم لکھ چکے ہیں۔ اس پر ابوطالب نے متاثر ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

وَاللّٰهُ لَنْ يَصْلُوَا رَيْكَ بِجَمْعِهِمْ
فَأَصْبَحْتَ بِأَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَابَةٌ
وَدَعَوْتَنِي وَرَعَمْتَ أَنْتَ بَارِعِي
وَعَرَضْتَ دِينًا لَا مَحَالَةَ أَنْتَ
لَوْ لَا السَّلَامَةُ أَوْ حِذَارِي سُبَّةٍ
أَحْتَى وَسَدَرِي لَتَرَابٍ دَفِينًا
وَابْتِشِرْ وَقَرِّبْ ذَاكَ مِنْكَ عُيُونًا
وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ تَوَآمِيْنَا
مِنْ خَيْرٍ أَدْيَاكَ الْبَرِيَّةَ دِينًا
لَوْ جَدَّ شَيْءٌ سَمَحًا بِذَلِكَ مَبِينًا

۱۔ بحیر کو سیری کرنے سے پیغام پہنچا دو کہ کیا اور رضی کر اپنے قول میں افسوس و تہنید کیا تو رضی کر دے۔ تجھے اس سے
سلام کا سیرب پہنچا دے۔ پھر مومن خود اس سے ہلاک ہوا اور تجھ کو شراب چلائی۔ پھر خوبیت خرابہ دیتا تھا
۲۔ سبب چھوڑ دے جسے بچے ہو یا کس کی راہ اوسنے تجھے دکھائی۔ درخواروں کی طرح ہلاک ہو جس سبب پر تونے اپنے
۳۔ من اور باب کو نہ پایا۔ اور نہ اپنے کسی بھائی کو اس مذہب پر دیکھا۔ ۱۲

۱۔ اللہ کی قسم یہ لوگ جب تک میں ہر جاؤں ہر سبب سے بھگتینگے۔ تو اب یہ روز ظاہر کرے تجھے کوئی ذلت نہ ہوگی خوش و دنیا ہی خدا کا
سبب نہ ہے ایسا دین نہیں کیا جو غفلت کے ذریعے بعض جزا کر کہ قوم اور دنیا کی دیکھے تو تو مجھے اس کی ماننے اور ظاہر کرنے والا ضرور دینا

آبو طالب کے وہ فقرات جو اوستہ موت کے وقت خطبہ طویل کے بعد کے قابل غور ہیں۔

وَإِنِّي أُوْصِيْكُمْ بِحَمْدِ خَيْرِ أَفَانَةٍ الْأَمِينِ فِي قُرَيْشٍ وَالصِّدِّيقِ فِي
 الْعَرَبِ قَدْ جَاءَنَا بِأَمْرِ قَبِيلِهِ الْجَنَانُ وَأَنْكَرَهُ اللِّسَانُ مَخَافَةَ السَّعْيَانِ - مؤید
 وزیر قانی شرح مہربان جلد ۱ صفحہ ۲۵۲۔

نوشا ایک شہور اور دستور عام امر کی نظیر میں کہاں تک لکھوں مضمون طویل
 ہوا جاتا ہے۔ اب آپ حکم کی چند باتیں لکھتا ہوں۔

(۱) ابوسفیان نے جو سی زمانے میں عدسے عدھا اور جبکا حال ہماری اس
 کتاب میں کسی جگہ آویگا۔ ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ خفیہ خفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو قتل کر ڈالے۔ آپ بنی عبد الاشمل کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ بغل
 میں بنجر دباے پلا آتا تھا۔ سامنے سے اوسے دیکھ کر الہام الہی نے آپکو آگاہ کر
 دیا اور آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ یہ شخص غدر کے ارادے پر آتا ہے۔ مگر خدا سے تعاض
 اوسکے اور اوسکی مراد کے درمیان حائل ہے۔ یعنی ناکامیاب ہوگا۔ اُسید بن
 حَضِر سحابی نے آگے بڑھ کر اوسکے پیڑ سے ٹوٹے جھبٹ خنجر او نہیں سے گرز
 سپر بھی جیم رسول نے ارشاد فرمایا کہ اسکو معاف کر دو اور جانے دو شرح زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۵۲۔

(۲) نَعْمَ مَدَن بَنُؤَال۔ ایک رئیس عرب نے جبرائیل حضرت کی کمال عنایات سے
 ہوئی تھی۔ کفار مکہ کی سخت مداوت اور ایذا کو جو وہ آنحضرت کو پہنچاتے تھے وہ
 یعامر سے غلے کا مکے میں جانا بند کر دیا۔ اسپر کفار مکہ نے آپکو لکھا کہ آپ تو عسکر حمزہ

۱۵۰ مین لکھو مجھ سے چہ سبب رہنے کی وصیت فرما ہوں کیونکہ وہ قریش میں تین ہے۔ اور عرب میں صدیق ہے دلا
 امر یا جسکو دل نے توہنا پر زبان نے ہر نامی کے دوسرے دوسرا ہے۔ کیا۔ ۱۶۔

خدا فرماتے ہیں اور ہماری یہ گت ہو رہی ہو کہ جو کہ مر رہے ہیں آنحضرت نے
شامہ کو لکھا کہ غلے کی راہ چھوڑ دے۔ شرح مواب جز ثانی صفحہ ۵۰۔

اللہ اللہ اس سے بڑھ کر رحم و حلم کیا ہو سکتا ہو کہ وطن سے نکالنے والوں
دن کے پیاسوں کے ساتھ یہ سلوک کرے بتا ہر صدق اللہ عز و جل کا ارستد
لَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ ع جاننا فدا سے تو کہ عجب کار میکنی *

(۲) ابتدا سے حال میں مکے سے نقل کر کے آپ حائف تشریف لے گئے
یہ مہینہ بھر دہان قیام کیا اور اشرف قبیلہ ثقیف کو اللہ کی طرف بلایا۔ اون
بختوں نے شہر کے سفوں اور قلاشون کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ اون کمینوں نے
لیان دینی اور تپھر برسانے شروع کیے۔ اور جب آپ چلتے ٹھٹھے مارتے۔ اس
سخت ایذا اٹھا کر آپ اوس شہر سے چل دیے۔ تپھر سے تپھر دل کا کچھ جی شکر
فی ہوا دے اگر اون تمام مصائب کا بیان لکھا جائے اوس وحی الہی نے
ہمیشہ انبیاء کی رفیق باطن رہتی ہو۔ آواز دی کہ اگر تو چاہے تو اس شہر کو زیر و زبر
دیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔

بَلْ أَرْجُوا أَن يُخْرِجَ اللَّهُ تَعَالَىٰ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ
الْأَشْرَاطَ لَعَنَ۔

رالت۔ کے منی میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرنا۔ الہامی
ن۔ ایسے احکام و اصول بیان کرنے جو عملاً تو اسے انسانی اور اوسکی فطرت
بلکہ مقتضائے حال کے موافق ہوں۔ ایسے قیاس اور فقہانہ خیالات نہ ہوں

مے نہیں سمجھے کہ خدا نے ایسے لوگ پیدا کر لیا جو اسی اکیلے خدا کی عبادت کریں گے ۱۲۔

(۵) تیرا دینا ہاتھ مجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔

ان ہیبت ناک کاموں سے انکار ہو تو بنی فریضہ کی روحوں سے پوچھو
بنو نضیر کے بقایا سے دریافت کرو۔ یہ وہی یہودی ہیں جنہوں نے بقول آپ کے
مسیح کو مار ڈالا۔ اور آخر اس فارقلیط احمد محمد کے ہیبت ناک ہاتھ سے سراپا ہوئے
کسری اور قیصر کے ناپاک آثار پاک زمین میں تلاش کرو۔

حضرت مسیح کی بابت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ بات صاف ہے۔ آپ کے حسن
جہاں کی نسبت اندرون بائبل صفحہ ۴۷، ادیکھلو۔ کرایسٹ ظاہر خوبی سے موعود
جیسے کوشن دیو کا لے رنگ کے حقیر تھے۔ پہلوانی اور تلوار باندھنا۔ گرفتاری۔
اسیری۔ تباہی۔ گریز۔ اختفا۔ کافی شہادتیں ہیں۔ عیسائی لوگ بیدار ہو جاؤ
کہ وہ زمانہ نہیں رہا کہ ان امور کی تاویل اور تحریف سننے کے قابل سمجھی جائے
اعتقاد سے اور سادہ بنی سے انجیل کی صاف صاف باتوں کو ایر پھیر کر کے
خوش ہو جاؤ۔ مگر یاد رکھو کہ حقیقتہ الامر کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ علوم حکمیہ کی اشاعت
نے سب قلمی انجیلی تعلیم کی کھول دی ہے۔ یورپ کا حال ملاحظہ کرو۔

بشارات انجیلیت

یوحنا باب ۲۰۔

جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ یوحنا کے چھین
کہ تو کون ہے اوسنے اقرار کیا اور انکار کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب
اونھوں نے اوس سے پوچھا تو اور کون ہے۔ کیا تو یلیاس ہے۔ اوس نے کہا
میں وہ نہیں ہوں۔ اونھوں نے کہا آیا تو وہ نبی ہے۔
یوحنا کے پاس سے اوس کا جواب دیا۔ اور مسیح
اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

ن اور پر کی آیتوں سے تین پیغمبروں کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔ ایک حضرت نیاش کا ورور حضرت عیسیٰ کا۔ تیسرے اوس پیغمبر کا جو علاوہ حضرت عیسیٰ کے ہونے والا تھا۔ یہودی یقین کرتے تھے پیغمبر الیاش کو جنکو مسلمان حضرت کتہین کہ وہ مرے میں۔ بلکہ صرف انسان کی نظر ان سے غائب ہو گئے ہیں۔ اور یہودیوں کو حضرت عیسیٰ کی نسبت یقین تھا اور اب بھی ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن آویں گے۔ لیکن ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنے کی بھی امید رکھتے تھے۔ اور وہ پیغمبر الیاش مشہور تھا کہ بجائے نام کے صرف اشارہ ہی اوس کے بتانے کو کافی تھا۔ جیسے کہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے نام کی بدولت آنحضرت اشارے میں سمجھتے ہیں اور بولتے ہیں۔

اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہے بجز اوس کے کہ جسکے سبب خدا نے تعالے نے ابراہیم و اسمعیل کو برکت دی۔ اور جسکی نسبت خدا ہی تعالے نے موتے سے کہا کہ تیرے بھائیوں میں تجھسا پیغمبر پیدا کروں گا۔ اور جسکی نسبت حضرت سلیمان نے کہا۔ میرا محبوب سرخ و سفید سب میں تعریف کیا گیا ہے۔ یہی میرا مطلوب و یہی میرا محبوب ہے۔ اور جسکی نسبت کھینے نے فرمایا کہ حمد سب قوموں کا آویں گا اور جسکی نسبت حضرت نے فرمایا میرا جانا ضرور ہوتا کہ فارقیط آوے۔ اب میں نہایت مضبوطی سے کہتا ہوں کہ یہ نامی اور مشہور پیغمبر حضرت محمد ہیں۔ واللہ حضرت محمد بن صلی اللہ علیہ وسلم۔ منقول از خطبات احمدیہ۔

بشارت یوحنا باب ۱۲-۴۷

بروئی شخص میری باتیں سنے اور ایمان نہ لے۔ تو میں اور یہ حکم نہیں کرتا
 کیونکہ میں ایسے نہیں آیا۔ کہ جہان پر حکم کروں۔ بلکہ ایسے کہ جہان کو پاپوں سے
 جو جسے روک دیتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اسکے لیے ایک حکم سنو ۱۵
 مرقس ۱۶ باب ۱۶۔ جو ایمان نہیں لے گا اور سرسرا کا حکم کیا جائیگا۔ قرآن اور محمد
 صاحب کی چال چلن نے تمام دنیا پر آشکارا کر دیا۔ کہ یہ بشارت خاص محمد عربیؐ
 امین کے حق میں ہے۔

يُحْكَمْ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ - سِپارہ ۵ - سورۃ نسا - رکوع ۲۶ -
 وَ اِنْ اَحْكَمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللَّهُ - سِپارہ ۶ - سورۃ مائدہ - رکوع ۴ -
 فَلَا وَرَيْكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا بَيْنَهُمْ - سِپارہ ۹
 سورۃ نسا - رکوع ۹ -

اور دیکھو رسولؐ عربی کا چال چلن۔ یہودان بنی نضیر۔ بنو قریظہ
 کا عدول حکمی میں کیا حال کیا۔ مسیح کے منکروں سے کیسے انتقام لے۔ مرقس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ مسیح فرماتے ہیں۔ منکروں پر سرسرا کا حکم کیا جائیگا۔ اب یہ حکم خود
 تو نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ بقول ۱۲ باب یوحنا حکم نہیں کرتے۔ دررومی بھی اسے
 مسداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ اس وقت بت پرست اور کافر خدا کی نافرمان قوم
 تھے۔ وہ خدا کی طرف سے حکومت کا عہدہ لینے کے قابل نہیں تھے۔ علاوہ برین
 نبیر روح القدس کا نزول اور خدا کی وحی ممکن نہیں تھی۔

۱۵۔ سخاں مندر وشم کوٹیش کے بھیس میں آکر خوب بچا۔

۱۶۔ اگر تو حکم کرے تو میں اس چیز سے جس قدر بھگتا ہوں اور جس قدر کر تو نہیں، دس چیزیں جو اللہ نے تیری جوتیری طرف سے
 ۱۷۔ قسم جوتیرے پروردگار کی وہ باتوں کے جوئے جب تک تھکنا اپنے جھڑپوں میں حاکم نہ کرے۔ ۱۸

صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بشارت اوس نبی کی نسبت ہے جو موسیٰ کے مثل صاحب
حدوت و احکام و صاحب شریعت حضرت مسیح کے بعد آنے والا ہے۔ مبارک بن وہ
لوگ جو اس صاحب شہادت رؤف و رحیم حاکم کے مطیع و منقاد ہوئے۔ کہ جہانی
اور روحانی دونوں قسم کے فیضان سے بہرہ یاب ہوئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

نوبین بشارت باغ

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا زَحْلٰیۨنَ جَعَلْنَا لِاٰحَدِهِمَا جَنَّتَیۡنِ مِنْ اَعْنَابٍ حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَ
جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا کَلْتَا الْجَنَّتَیۡنِ اَتَتْ اُكْلَهُمَا وَکَوُّتَظِلُّمُ مِنْهُ شٰیًۡٔا وَفَجَّرْنَا خِلَافَهُمَا
نَهْرًا فَكَانَ ثَمَرُ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ یَحْاوِرُهٗ اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَا لَا وَاعٍ نَقَرٌ وَدَخَلَ
جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَبَیۡدَ هٰذِهِ اَبَدًا سِیَّارَهٗ ۝ سُوْرَةُ کَهْفٍ رُکُوْعٌ
۱۱ قَرَّبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِی عَقْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ۔ سِیَّارَهٗ ۱۱ سُوْرَةُ سَبَّحِ رُکُوْعٌ

یہ پیشین گوئی اور بشارت بہ نسبت محمد صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ انجیل
میں یہ بشارت نہایت تفصیل سے موجود ہے۔ وہ بڑا باغ اور بنی اسرائیل کا ناکستا
یروشلم ہے۔ بنی اسرائیل اپنے ناپاک غمنہ میں اپنے بھائی بنی اسمعیل کو ہمیشہ حقیر
و ذلیل جانتے رہے۔ اور بنی باغبانی کے بقول مَا اَظُنُّ اَنْ تَبَیۡدَ هٰذِهِ
ابکاً) نازوال ہونے کا یقین کرتے رہے۔ حضرت مسیح نے انکو آگاہ کیا اور
بتایا تمہاری باغبانی جاتی رہیگی۔ اب نیا افسر اور نئے باغبان آنے والے ہیں۔

۱۔ یہاں درست ان کے مثل اور ان کی کہ جسے واسطے ایک بوغین سے دو باغ انکور دن اور پھر بننے دن دونوں کو ساتھ
بجھ کر رکھ دیئے۔ اور یہاں دن دونوں سے جیتی۔ دونوں باغوں پر سیاہ پنا۔ ورنہ کم کیا زمین سے کچھ اور بھاری بنے درمیان دن
دونوں کے نہ درج واسطے۔ پس کہ اوسے واسطے ہمیشہ اپنے کے۔ درود سوال جواب کرتا تھا اوس کے میں بارہ ترموں کے ۱۲
و نیز وہ عزت و مہر و وطن بنے پختہ کیا۔ درود علم رہنے اور تجاہل بنی برکات میں نہیں گمان کرتا کہ جاک ہووے یہ باغ کبھی
۱۔ نزدیک آکر آتش و خون کے حساب اور کجا۔ درود پنج غفلت کے منہ پھر رہے ہیں ۱۲۔

کریں ان سے باغبانوں پر حملہ کیا تو چور ہو جاؤ گے اور اگر وہ تپہ کرے پھر
اس بشارت میں حضرت مسیح کی تفصیل سنو۔ سنی ۱۱ باب ۳۳۔ مرقس ۱۱ باب
۱۰۔ یوحنا ۲۰ باب ۹۔

پھر لوگوں سے یہ تمثیل کہنے لگا۔ کسی نے ایک انگور کا باغ لگا کے اسے
باغبانوں کے سپرد کیا۔ اور مدت تک پردیس جارہا۔

تفسیر۔ باغ لگانے والا وہی خداوند بنی اسرائیل ہو یسعیاہ ۵ باب ۷۔ ۳۔
انگور بنی اسرائیل کی قوم ہے۔ ۸۰۔ زبور ۹۔ پاکستان یروشلم ہے۔ غزل الغزوات ۹۰ باب
۱۳۔ یسعیاہ ۵ باب ۳۔ ۵۔ ۷۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ جَعَلْنَا لِكُلِّ بَاشِرَةٍ
مِنْ عَنَابٍ۔ یاد رکھو مالک کے آنے تک دیر ہے۔

اور موسم پر ایک نوکر کو باغبانوں کے پاس بھیجا۔ تاکہ وہ اس نگر کے باغ
کا پھل اوسکو دین۔ لاکن باغبانوں نے اوسکو پیٹ کے خالی ہاتھ بھیج دیا۔
تفسیر۔ دیکھو یرمیاہ ۵۔ ۲۷ باب ۱۵۔ ۳۸۔

پھر اوسے دوسرے نوکر کو بھیجا۔ اوتھوں نے اوسکو پیٹ کے اور بے عزت
کر کے خالی بھیج دیا۔

تفسیر۔ یہ شخص اور یا تھا۔ یرمیاہ ۵۔ ۲۶ باب ۲۳۔ یہ ایسے کہ سنی ۲ باب ۲۵ میں
مار ڈالنا لکھا ہے۔

پھر ایسے تیسرے کو بھیجا اوتھوں نے گھائل کر کے اوسکو بھیج دیا۔
تفسیر۔ ۲۔ تاریخ ۲۴ باب ۲۱۔

تب باغ کے مالک نے کہا کیا کروں۔ میں اپنے پیارے بیٹے رب مسیح میں کو

جیہوئیکا۔ شاید کہ دیکھو کہ وہ جاوین۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا۔ آپس
میں صلح کی اور کہا یہ ورثہ ہے۔ آؤ اسکو مار ڈالیں۔ میراث ہماری ہو جاوے
تب اسکو باغ کے باہر نکال مار ڈالا۔ اب باغ کا مالک نئے ساتھ کیا کریگا۔ وہ
اور ان باغبانوں کو قتل کریگا۔ اور باغ اور روں کو سوئے گا۔

تفسیر۔ مرقس۔ ۱۲ باب۔ ۶۔ اب اسکا ایک ہی بیٹا تھا۔ جو اسکا پیارا تھا۔ بیٹے
کا لفظ بیان معنی صلح کا ہے۔ بیٹے کا لفظ کتب مقدسہ میں وسیع معانی کے
ساتھ مستعمل ہے۔ بیٹے کے حقیقی معنی باپ کے نشے اور اسکی جو رو کے رحم سے
پیدا ہونے والے کے ہیں۔ غیرانیوں کے نزدیک بھی یہ معنی صحیح نہیں۔ رہتے
مجازی معنی بیٹے کے وہ وسیع ہیں۔ بننے حسب حال صلح کا لیے۔ مٹی و باب
مبارک و صلح کا زمین۔ کیونکہ خدا کے فرزند کہلائیے۔ اور مسیح صلح کا شاہزاد
ہے۔ یسعیاہ۔ ۹ باب۔ حسب بیان مرقس ایک ہی بیٹے رہے۔ بنی اسرائیل میں
صلح مسیح بن تھی۔ و راسی سے بنی اسرائیل کے گمراہ کی نبوت و رسالت کا
خاتمہ ہو گیا۔ خدا کے فرزند کا محاورہ دیکھنا ہو تو دیکھو۔ مبحث الوہیت مسیح۔ وہاں
ثابت کیا ہے۔ حسب محاورہ۔ تب مقدسہ فرشتے خدا کے بیٹے ہیں۔ ایوب۔ ۱۔ بار
اور انبیاء اس کے بیٹے۔ ایوب ۳۸ باب۔ ۷۔ اور مرکا خدا کے بیٹے۔ یسعیاہ۔ ۳۰ باب
سب فرزند۔ یونس۔ ۱۱ باب۔ ۲۵۔

اب مار ڈالا کی حقیق سن ہو۔ بیان سخت ایذا کو مار ڈالنا کہا ہے۔ کیونکہ مکاشفہ
۵ باب ۶ میں ہے۔ گویا فرج کیا۔ یہودی کہتے ہیں بنے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ قتل کے
تو عیسائی بھی منکر ہیں۔ پر قرآن کا مسیح کے قصے میں یہ کہنا مافقہ بالکل

در بعضی یود کہتے ہیں بنے صلیب دی۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ اس زمانے کی
ولی یہ نہ تھی۔ جیسے اس وقت ہوتی ہے۔ بلکہ آدمی کو کسی کڑی پٹانگ دیتے
تھے۔ اور مصلوب بھوکھا پیاسا اذائیں پاتا مدت کے بعد مر جاتا تھا۔ اگر جلدی
نہ بڑیاں توڑ ڈالتے۔ حضرت مسیح جلد اُتارے گئے۔ مسیح کی بڑیاں توڑی نہیں
سین۔ پس قرآن کا یہ کنا و ماصہ کبھی بالکل سچ ہو گیا۔

عربی میں مصلوب اویکو کہتے ہیں۔ جسکی پیٹھ کی بڑی توڑی جاوے۔ دیکھو
ناموس لغت صلب۔ اور مسیح بڑی توڑنے سے محفوظ رہے۔ دیکھو یوحنا باب
۳۲۔ بات یہ ہے۔ حاکم مسیح کا حامی تھا۔ دیکھو اوسنے ہاتھ دھوئے اور کہا۔ میں
اس راستباز کے خون سے پاک ہوں۔ سستی۔ باب ۲۷۔ حاکم کی عورت
حامی اور مددگار تھی۔ خصم کو کہتی ہے مجھے اس راستباز سے کام نہو۔ سستی باب ۱۹
صوبے دار اور یسوع کے نگہبان بھی حامی اور وہی تھے۔ اور پھر عیسائی۔ سستی
باب ۲۷۔ یوسف نام ارمیہ کا دو لقمند۔ سانیڈرم مجلس شاہی کا نمبر بھی حامی
سستی باب ۲۷۔ باب ۵۷۔ اور شاگرد غنظر بادشاہت تھا۔ مرقس ۱۵ باب ۲۳۔
یوحنا۔ باب ۲۳۔ باب ۵۰۔ یود کے خوف سے خفیہ رہتا۔ یوحنا۔ باب ۱۹۔ باب ۳۸۔
اس شخص نے لکانے کے چند گھنٹے کے بعد جب اندھیر ہوا بادشاہ سے کہا یسوع
مر گیا ہے۔ لاش مجھے مرحمت ہو۔ پلاطس حاکم نے تعجب کیا کہ ایسا جلد کیونکر مرے۔
مرقس ۱۵ باب ۲۴۔ مسیح کے مرنے میں پلاطس حاکم کو تعجب ہے کیسے مرے۔ اور
یوسف اور صوبے دار معتقد گواہ ہیں۔ اور یود بیچارے سبت کے کبھیڑے
میں موجود ہی ہیں۔ قبر میں رکھا اور مٹی کی مہر کی۔ اور کوئی محافظ اس وقت تھا

خیر خواہ، اپنے خاکسار کو نکال لے گئے۔ بیشک مسیح مردہ یہودیوں سے جی اٹھتے
 ابدی زندگی میں جلال پا گئے۔ آیت دار کو مخالفت شروع ہوئی۔ میں صاف
 آشکار ہو وہ نے گناہ کئے۔ اسی واسطے قرآن کا کنا۔ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ
 بالکل راست ہے۔ یا انجیلی محققوں کے طور پر کہتے ہیں آپ کی ہدایاں نہیں توڑی گئیں
 ویسے ہی مر گئے۔ بے ایمان یہودی اسی بات پر یقین رکھے اور کہے گئے ہنر
 مسیح کو مار ڈالا۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ
 وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ
 مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ
 وَكَانَ مِنَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ
 يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۚ - سیدہ ۲ - سورۃ نسا - رکوع ۶ - ۲ -

بات دور چلی گئی ان باغیانوں نے اپنے آخری نبی راہباز صلح کار کو اپنے
 زور میں قتل کیا۔ مار ڈالا۔ بنی اسرائیل کے سارے نبی خدا کے پلوٹھے تھے۔ اور
 مسیح آخری پلوٹھے۔ اب باغ اور ونکے سپرد ہوا۔ باغ تو یروشلم تھا پہلے اسکے باغیان
 بنی اسرائیل میں سے رہے۔ انکی بے ایمانی سے اب وہ باغ نبی اسمیل کے
 سپرد ہوا۔ ماحوج دراز گوش کہتے ہیں وہ آخری آچکے۔ اب محمد کون ہے عقل والو

۱۔ یہودیوں کا رسم ہو گا کہ مسیحی رسول شہید کے پیشہ قتل کا اور ان لوگوں نے نہ دیکھا۔ وہ رسول پر شہید کیا گیا
 قتل اور نہ ہی یہی شہید ہو گا۔ اور مزید جن لوگوں نے خلاف کیا تو آخر وہ اسکے شک میں ہیں اور ان لوگوں کو اسکا کچھ نہیں
 علم نہیں۔ مگر ایمان کیا ہے وہی۔ اور وہ درلودہ یقین۔ بلکہ شہید نے دیکھا بنی عرب اور تھا ہوا۔ ۲
 ۳۔ زمین کوئی بل تاب سے کٹر لہجہ بیان لاویگا ساتھ اس کے پیٹہ رت اور کی کے، ورنہ قیامت ہو گا اور اس کے گواہ
 ۴۔ بنی اسرائیل کو خدا نے جس سے لاکر یروشلم آباد کیا۔ اور انہیں ایمان دیا۔ یہی ہے۔ ۵۔ باب -

سوچا انجیل میں بھی ہر ملک باغ باغ اور وان کو سپرد کر دیا آخر کائنات آپ کے معاملہ ختم نہیں کبھی پہلے بنی تمہیں اسکے ملک ہوئے اب تیرا سوہرس سے ملک ہیں یہود اور عیسائیوں کے لیے عہدہ باغبانی نہیں رہا۔ باغ کا نام بھی بدل لیا یروشلیم سے بیت المقدس بنا۔

نتی اس نئی قوم کے حق میں کتاب ہے۔ وہ موسم پر پھل دینگے۔ سنی ۱۱۔ باب ۲۱۔ اور عرب میں حج کے ایام کو موسم کہتے ہیں۔ پھر لوقا ۲۰ باب ۱۶ انھوں نے (اسرائیل) نے یہ سنے کہا ایسا نوب اسنے انکی طرف دیکھ کے کہا پھر وہ کیا ہر ٹھاہر کہ وہ پھر جسے راجگیرون نے روکیا وہی کوئے کا سرا ہوا ہر ایک جو اس پھر پر گرے چور ہوگا اور چہرہ گرے او سے پس ڈالے گا۔ اور سنی ۲۱ باب ۲۳۔ ایسے میں تھیں کتابوں خدا کی بادشاہت تم سے لے لیا دیگی۔ اور ایک قوم کو جو اسکے پھل لاوے دیکھا دیگی۔ یاد رہے بنی اسرائیل صرف روحانی بادشاہ نہ تھے بلکہ روحانی اور جسمانی عیسائی منصفویہ پھر وہی ہر جسکو دانیال نے دیکھا اور وہ پھر ہاٹن گیا دانیال باب ۲۳۔ جو سپر گرا چور ہوا اور چہرہ گرے او سے پس ڈالا۔ جہاد پر اعتراض نہ کرنا۔

قدیم زمانے میں تصویریں زبان کا بڑا رواج تھا۔ اسی خیال پر عیسائیوں نے موسوی رسومات کو صرف نشان قرار دیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں قربانی تورت مسیح کی قربانی کا نمونہ تھی۔ گو جانور خاموش جان دیتا ہے اور مسیح نے اپنی اپنی پکارتے جان دی۔ خاصہ ہی طہارتیں اصلی طہارت کا نمونہ تھیں۔ پولاطا مسیح کا جی اٹھنا تھا یوحنا نے بارہ پھر اٹھوائے اور بقول عیسائیوں کے وہ بارہ حواریوں کا گویا نشان تھا۔

یوشع ۴ باب - ۶ وغیرہ وغیرہ اب سوچو حجر اسود کے مین کوئے کا پتھر تھا اور سلم
 سے پہلے سا اہا سال کا موجود لوگ سے چومتے اور اس کے ساتھ ہاتھ ملا تے تھے کو یا یہ
 پتھر کوئے کا سر اس مین تصویر می زبان مین کتب مقدسہ کا یہ فقرہ تھا۔ وہ پتھر جسے
 سمارون نے رو کیا وہی کوئے کے سر کے کا پتھر ہوا۔ عرب اُمّی محض تھے اور صاب
 کتاب نہ تھے انکے لیے بجائے کتاب ہی پتھر گویا کلام الہی تھا۔ اس پتھر کو عرب
 یسین الرحمن کہتے تھے۔ ب جو اصل آگیا اور اسکی منزلہ کتاب مین اِنَّ الَّذِیْنَ
 یَاٰیَعُوْنَکَ اِلٰہًا یَاٰیَعُوْنَ اللّٰہَ کا فرمان اُترا۔ عرب چونکہ وٹھے اور کہنے لگے
 مَا اَنْتَ بِنَبِیٍّ لَّا نَاْمُرُ بِکَ وَزَادَہُمْ نِفُوْرًا۔ سید پارہ ۹ سورۃ فرقان رکوع
 اسکے اشیف رتے یہ ویشام کی باغبانی بنی اسرائیل سے چپن کئی جو اسپر گرا چر ہوا
 ہسپروہ گرا پس گیا۔ یہ پتھر کوئے کا سرانہ تو مسیح مین کیونکہ مسیح نے اسکے ظہور کے لیے
 اپنے بعد کا زمانہ بتایا۔ دیکھو لوقا۔ ۲۰ باب ۱۶۔ متی ۲۱ باب ۲۳۔ دانیال ۲ باب ۴۴۔

بشارت

اَذَقَ لْعِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ یَدِیَّیْ رَسَاسِیْلِ رَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مَّصَدِّقًا
 مَّا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰتِ وَمُبَشِّرًا رَّسُوْلًا یَّا قِیُّمُ مِنْ بَعْدِیْ سَمِعْنَا اٰمَنَّا
 اِس بشارت کو یوشع نے اپنی انجیل مین لکھا ہے۔ دیکھو یوحنا ۴ باب ۱۵۔ ۱۷۔
 میرے کلموں پر عمل کرو مین اپنے باپ سے درخواست کرونگا۔ اور وہ تمہیں دوسرا
 تسلی دینے والا بھیجے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

۱۔ دُوب ہاتھ ملاتے مین تھیسے وہ ہاتھ ملاتے مین اللہ سے ۱۲۔ یہ آیت پہا ۲۶۰۔ سورۃ فتح رکوع ۲ مین ۶۔
 ۳۔ مین کی بجائے کلمے مین ہم جکو تو فرماؤنگا اور بڑھتا اور نکال جائیگا۔ ۱۲۔
 ۴۔ اور جب کہ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے فرمائی کہ میں بھیجا ہوں اچھا کا تمہاری طرف تہا آؤ دیکھو جیسے کہ سورۃ
 ورنہ عجیبی شہادت کی جو دیکھا جسے چھپے دیکھا م عر احمد ۱۲۔ یہ آیت پہا ۲۶۰۔ سورۃ فتح رکوع ۲ مین ۶۔

قرآن نے کہا: مسیح نے احمد کی بشارت دی۔ اور یہ بشارت نبی عرب نے عیسائیوں کے سامنے پڑھ سنائی اور کیکو انکار کرنے کا موقع نہ ملا۔ زمانہ دراز کے بعد جب قرآنی محاورات سے بے خبری پھیلی پادریوں نے کہدیا یہ بشارت انجیل میں نہیں پشتر زمانے میں اناجیل کے باب اور درس نہ تھے۔ والا پڑا لے اہل اسلام نشان دیتے فارقلیط اور پپر کلیٹاس یا پپر کلیٹوس پر بڑی بحثیں ہوئی مین۔ مین کتابوں یوحنا ۱۴ باب ۵ مین دوسرا تسلی دینے والا۔ اور عرب کی کتب لغت میں حمد کے مادے میں دیکھ جاؤ۔ نوح احمد۔ دوسرے آنے والے کو احمد کہتے مین۔ اور یہ بات بطور مثل عرب میں مشہور و معروف تھی۔ یہ بشارت قرآنیہ یوحنا ۱۴ باب ۵ کے بالکل مطابق ہے۔ کیونکہ یوحنا ۱۶ باب ۱۲۔ میری اور بھی بہت سی باتیں مین کہ مین تمہیں کہوں۔ پر اب تم اسکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لاکن جب وہ روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی۔ اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لاکن جو کچھ وہ سنیلے سو کیلی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی۔ اور وہ میری بزرگی کرے گی۔ اس لیے کہ وہ میری چیزوں سے پاویگی اور تمہیں دکھلائیگی۔ سب چیزیں جو باپ کی مین میری مین۔ اس لیے مین نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگی اور تمہیں دکھا دیگی۔ یوحنا ۱۶ باب ۱۲۔

لاکن فارقلیط روح القدس وہ جسے مین باپ کی طرف سے بھیجاں گا۔ روح نثر، جو باپ سے نکلتی ہے آوے تو وہ میرے لیے گواہی دیگی۔ اور تم بھی گواہی دو گے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو۔ مین نے تمہیں یہ باتیں کہیں کہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ۔

۱۵ باب ۲۶ و ۱۶ باب ۱۔

اس بشارت پر غور کرو صاف صاف نبی عرب کے حق میں ہے۔

روح القدس اور روح بحق ہی قرآن لائے۔ دیکھو

فَلْيَرْوُوهَ نَقْدُسٍ مِنْ رَبِّكَ بِحَقِّ يُكَلِّمُ الَّذِينَ أَصْنُو سَيِّئًا سَوِيًّا
رَبِّهِمْ لَذَرْجَاتٍ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الْمَوْحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ
وَمَا الشَّدَاقِ - سِيَّارَه ٢٣ - سورَةُ صُومِن - رُكُوع ٤ -

۹
بلکہ قرآن نے بڑے زور بان نہایت بڑے زور سے کہا ہے۔ محمد صاحب منظر
ورق بین غور کرو۔

در حق این غور و غور

۱. قُلْ حَقُّ الْحَقِّ وَالْحَقُّ الْبَاطِلُ إِنَّهُ طَلَّ كَانَ رَهْوَ قًا سَيِّدًا سَوِيًّا شَرًّا

٢ اِيْرِيْبَا يَعُوْنِيْثُ نَعْمِيْبَا يَعُوْنُ. اللهُ

۳. مَرَحِمَتِ اِذْ رَحِمْتِ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَفُوعٌ - سید پارہ ۹ - سورۃ انفال - ۶۰ -

میں نے ان کو احمق، جیسے، لوہیت مشیخ اور کفار سے پر یقین کر بیٹھے میں ایسی ہی بھی
 دنیاں دو ہمہ کرست میں کہ یہ بشارت مسیح کے حق میں اور یا روح القدس کے حق میں
 زبرد خو روین پڑا تری۔

ممانگہ یہ خیال سیاسیات کا نہایت غلط ہے۔

اول تو اس لیے - مسیح فرماتے ہیں میرا وصایا کو محفوظ رکھو۔ پھر اس روح کی خبر
دیتے ہیں پس "الروح" مراد ہوتی جو حواریوں پر اُتری تو اس کی نسبت ایسی
ماکید غہ وری نہ تھی کیونکہ جس پر نازل ہوتی ہر اوسے اشتباہ ہی کیا ہوتا ہے۔ حواری

۱۱۔ کہ سوا۱۲ فرشتے تھے جسے رب کی طرف سے تحقیق و تاہیت کر کے ایمان والوں کو ۱۲۔
 ۱۳۔ صاحب و خلیفہ ان کا ایک تخت کا وارت و عیسیٰ بات پندہ تکلم سے جبریل اب پنے بندوں میں کروڑوں کے وقت کے دن سے
 ۱۴۔ کہ سوا۱۵ فرشتے تھے جسے رب کی طرف سے تحقیق و تاہیت کر کے ایمان والوں کو ۱۵۔
 ۱۶۔ کہ سوا۱۶ فرشتے تھے جسے رب کی طرف سے تحقیق و تاہیت کر کے ایمان والوں کو ۱۶۔
 ۱۷۔ کہ سوا۱۷ فرشتے تھے جسے رب کی طرف سے تحقیق و تاہیت کر کے ایمان والوں کو ۱۷۔

۱۵۔ بے فہم جمیل شخص اس سو فی صدی پر عمل کرتا ہے جتنی

تو نزولِ روح کے مادی تھے

دوم یوحنا ۱۹ باب ۷ میں اس روح کی تعریف میں لکھا ہے۔ وہ روح پاک سیر
نام سے بہ بات تکو سکھلا دیگی اور یاد دلا دیگی تکو وہ باتیں جو میں نے کہی ہیں بھول
حواریوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کے فرمانے سے حواری کچھ بھول گئے تھے۔
اور اس روح القدس نے جو حواریوں پر اوتاری حواریوں کو کچھ یاد دلایا۔

۱۰ نبی عرب نے بہت کچھ یاد دلایا۔ عیسائی مسیح کی خالص بان صفا انسانیت
بھول گئے تھے عام بت پرستوں کی طرح الوہیت کو انسانیت سے ملا دیا تھا
مسیح کو عبود بنا رکھا تھا۔ اس کو کفارہ اپنے معاصی کا بنا رہے تھے۔ نبی عرب نے
سب کچھ یاد دلایا۔ اور سیدھا راستہ بتایا۔

سوم۔ یوحنا ۱۵ باب ۲۶ و ۱۶ باب ۱۔ میں ہے۔ وہ روح میرے لیے گواہی دے گی
اور تم بھی گواہی دیتے ہو۔ حواری تو مسیح کو خوب جانتے تھے۔ انھیں گواہی کی
اجرت نہ تھی اور اوروں کو اس روح نے جو حواریوں پر اتری گواہی دی نہیں
دی۔ روح القدس نے کوئی گواہی دی ہے تو وہی گواہی ہے جو حواریوں نے دی۔
روح القدس نے حواریوں سے علیحدہ ہر گواہی نہیں دی۔

چہارم مسیح نے فرمایا میرا جانا بہتر ہے میں جاؤں تو وہ آوے۔ یوحنا ۱۶ باب
۱۷ میں عیان ہے مسیح کے وقت وہ روح نہ تھی۔ حال آنکہ روح القدس یوحنا پہنچا
نے والے کے وقت سے مسیح کے ساتھ تھی۔

پنجم۔ یوحنا ۱۶ باب ۷ میں ہے۔ وہ سزا دیگی اور بالکل ظاہر ہو وہ روح جو حواریوں
نے سزا دی مسیح اور مسیح والی روح سزا دینے کے لیے نہ تھی دیکھو یوحنا ۱۶ باب ۷

ششم یوحنا ۱۶ باب ۱۲ میں ہے۔ مجھے بہت کچھ کہنا ہے۔ اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ روح جسکی بشارت ہر سب کچھ بتائیگی۔ یہ فقرہ بڑی سخت حجت عیسائیوں پر ہے۔ کیونکہ جو روح القدس حواریوں پر اور تری اوسنے کوئی سخت اور نیا حکم نہیں سنایا۔ تثلیث اور محمود دعوت غیر قوموں کی بلباہٹ تو بقول عیسائیوں کے خود مسیح فرمایا چکے تھے اور پولوس کی کارستانیوں نے تو کچھ گھٹایا ہی بڑھایا نہیں۔ ہاں اگر روح القدس روح الحق نے جسے فارقلیط کہیے۔ پر کلیٹاس۔ پاراکلیٹوس کہیے۔ مجھے کہیے۔ احمد ہوئے۔ عبد اللہ اور آمنہ کے گھر جنم لے صد ہا احکام ملت و حرمت اور عبادات اور معاملات کے قوانین مسیحی تعلیم پر بڑھا دیے۔ خدائے الہی دائمی۔

ششم یوحنا ۱۶ باب ۱۳۔ وہ اپنی نہ کیگی۔ اور یہی مضمون قرآن میں محمد بن عبد اللہ کی نسبت ہے۔

- (۱) مَا يَنْصِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ سید پارہ ۲۔ سورۃ النجم
- (۲) نَزَّلَ الْإِنشَاءَ الْوَحْيَ۔ سید پارہ ۷۔ سورۃ انعام۔ رکوع ۲۶۔
- (۳) قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَ مَا فِي قُلُوبِ النَّاسِ ۚ إِنْ أَرَادُ أَنْ نَبَدِّلَ مَا فِي قُلُوبِ النَّاسِ ۚ إِنْ أَرَادُ أَنْ نَبَدِّلَ مَا فِي قُلُوبِ النَّاسِ ۚ إِنْ أَرَادُ أَنْ نَبَدِّلَ مَا فِي قُلُوبِ النَّاسِ ۚ
- رکوع ۱۔ سید پارہ ۱۔ سورۃ یونس۔ رکوع ۷۔

عیسائیوں کے اعتراضات

پہلا شبہ ان بشارات میں جو یوحنا نے لکھی ہیں۔ روح القدس۔ روح الحق مراد اور وہ قوت و شالیت ہے۔

۱۔ میں بتاتا ہوں کہ جو کچھ ہے جو مجھے بتا ہے۔

۲۔ میں بتاتا ہوں کہ جو کچھ حکم آتا ہے۔

۳۔ میں بتاتا ہوں کہ جو کچھ حکم آتا ہے۔

جواب۔ اس روح کا اقتوم ثالث سے ہوتا تو صرف یسائیون کا دعویٰ ہو روح
کا لفظ کتب مقدسہ میں وسیع معنی رکھتا ہے۔ خرئیل ۳۷ باب ۱۴ میں مردون کو
فرمایا میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا۔ دیکھو بیان روح الہی نفس حیوانی ہے۔ یا قوت حیات
۴۔ باب۔ یوحنا کا پہلا خط۔ ہر ایک روح کی تصدیق مست کرو۔ بلکہ امتحان کر لیا
رو معلوم ہوتا ہے واعظون کو روح کتا ہے۔ جیسے انجیل متی میں وہابی (آنحضرت)
سے مراد ظاہر نہیں ہوئی کے مثل ہے۔ ایسا ہی انجیل یوحنا وغیرہ سے روح القدس
روح الحق وہی مظہر اتم ہے جس کا بیان قرآن میں۔ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ عِلَامًا
لِّغُیُوْبٍ۔ کے ظاہر ہے۔

دوسرا شہدہ۔ بشارت میں خطاب حواریوں کو ہے۔ اور محمد صاحب حواریوں کے
وقت تشریف نہیں لائے۔

جواب۔ متی ۲۶ باب ۶۴ میں کاہنوں کو مسیح نے فرمایا۔ تم اب آدم رفت
(مسیح) کو تخت پر اوترتا دیکھو گے۔ حالانکہ ان کاہنوں میں سے کسی نے نہ دیکھا۔
بلکہ انیس سو برس کے قریب گزرتا ہے اب تک مسیح نہیں آئے۔
تیسرا شہدہ۔ فارقلیط کی تعریف میں ہے۔ تم اسے نہیں دیکھتے۔ حالانکہ محمد صاحب کو
کون نے دیکھا۔

جواب۔ یہاں جسمی دیکھنا وہی سمجھنا جو جسم کے فرزند ہیں۔ مسیح پر جب روح القدس
نزی وہ بھی کبوتر کی شکل میں لوگوں نے دیکھی۔ تو پھر روح القدس پر شہدہ آگیا وہ
کہے گئے۔ بات یہ ہے بیان حقیقت کی پہچان کو دیکھنا کہا ہے۔ اگر محمدی حقیقت کو
تفہیم چاہتے تو اس کے منکر کیوں ہوتے۔ ۱۱ باب ۲۷ یوحنا ۸ باب ۱۹۔

چوتھا شہدہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور محمد صاحب ہمارے ساتھ نہیں۔

یہ صیغہ معنی استقبال ہے۔ دیکھو بعینہ یہ محاورہ خرقیل ۳۹ باب ۸۔ اور یوحنا ۵ باب ۲۵ میں بھی ہے۔ وہ ابھی جب مردے ابن اللہ کی آواز سنیں۔ اذنیس سو برس میں یہ (ابھی) ظاہر نہیں ہوئی۔

پانچواں شہدہ۔ اس بشارت میں لکھا ہے۔ وہ میری چیزوں سے پاؤ گی۔ اور محمد صاحب نے مسیح کی چیزوں سے کیا پایا
جواب۔ اسی فقرے کے بعد مسیح فرماتے ہیں۔ سب چیزیں میرے باپ کی
میری ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ وہ میری چیزوں سے لے گی بلکہ اس
فقرے سے مسیح کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ روح بتدیج کامل ہوگی اور آسمانی
سے کمال حاصل کرے گی۔

چھٹا اعتراض۔ اعمال ۱۔ باب میں ہے۔ اسکے آتے تک یروشلم میں رہو معلوم
ہوتا ہے وہ روح یروشلم میں حواریوں پر اوتری۔

جواب۔ روح القدس کے تمام ہیں۔ ایک موعدا لایا ہے۔ اور ایک قلیطہ
یوحنا نے فار قلیطہ کی نسبت بشارت کو لکھا ہے۔ اور لوقا نے اس نزول روح کا بیان
کیا ہے۔ جسکا تذکرہ اعمال میں موعدا لایا کر کے ہر غرض جو روح حواریوں پر اوتری
وہ ہو رہی۔ اور یہ روح جسکا اشارہ قس نر کہ ذوق القدس میں ہوا ہے۔

اور یہ بھی ہے کہ یروشلم میں رہنا اس جگہ کی شریعت کی پابندی۔ اور اسے قبلہ
سمجھنا آپ کے تشریف لائے تک یہود اور نصاریٰ کو ضرورت تھا۔ یروشلم میں رہتے اور
نہی کی محبت کرتے جب بیت اہل مکہ ہی قرار پایا تو ان کو ضرور ہوا یہ زمین اور وہ

اثبات نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشین گوئیوں سے
ہر ایک عاقل اور تازخی مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کا مستند اس بات
تو یقیناً جانتا ہو کہ آئندہ زمانے کی نسبت پیشین گوئی کرنا کبھی قانون قدرت کی عادت
و آداب اور اس کے اسباب پر نظر کرنے سے حاصل ہوتا ہو۔ کبھی قرآن موجودہ کے
حفاظ سے۔ کبھی اپنے چیلون اور مریدوں اور نوکروں کے ڈرانے یا خوش کرنے
کے لیے۔ اور کبھی پٹے الہام سے۔

مثلاً میں موسم سرما میں یہ پیشین گوئی کروں (اگر اسے پیشین گوئی کہ سکین) کہ
سرمی کے موسم میں یہاں ایسی سردی نہوگی۔ تو ظاہر ہو کہ یہ پیشین گوئی حالات طبعی
اور قانون قدرت کے با ترتیب غیر متبدل واقعات پر نظر کرنے سے ہوگی۔ یا گرم
مکان میں جسے عارضی حرارت پونچائی گئی ہو بیٹھا ہوا باہر کی برف اور سرما کو تصور
کر کے کہہ دوں کہ اس مکان کے باہر کھلے میدان میں بیشک سردی ہوگی۔ تو یقیناً
میرا ایسا کتنا صاف قرآن موجودہ کی امداد سے ہوگا۔

یا اگر میں اپنے مریدوں اور خادموں کو کہوں کہ تمکو میری اطاعت اور خدمت کے
موضوع میں ضرور جنت عطا ہوگی۔ اور تفصیہ خدمت و حصیان کی صورت میں تم دبا
اور جہنم کے مستوجب ہو گے۔ اگر یہ کلام کسی راہ حق کی طرف بلانے والے کے
منہ سے نکلا ہو۔ تو اس سے ہم کتب الہامی کے محاورے کے رد سے وعدہ و وعید کے
انفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ورنہ ہم اسے سوائے خدام کے ڈرانے یا خوش کرنے
کے کچھ وقعت نہیں دے سکتے اور سچی الہامی پیشین گوئی کا مستحق اسے کتنی سمجھیں گے۔
لیکن اگر کوئی کہے کہ فلان قوم کی تباہی و زوال یا فساد واقعہ عظیم ایک

عاقبت کو ایسے ہی اور پیش پا افتادہ نتائج کے کاسے پرانے رقی قوی ہوئی
انے قبل کے مامات چوڑو جو ایک لمحہ بھر کے لیے ہوئی کی مامانہ یا داشت سے
موش زمین ہو سکتے تھے خود موسیٰ کے وجود کو اون لوگوں کے در بیان و راوی
زور گرم تعظیم کو بلا غلطی کر لو کہ اس قدر اور کب تک اس کے اثر کی زمین زمین
مضبوط رہی۔

کیسے بڑے بڑے کرشمے اور معجزات اون کے ہاتھ سے دیکھے۔ فرعون اور اسکے
مومن کے قبل میں کیا کچھ کرامات و کمالات مشاہدہ کیے۔ چرکھی میں سحر و
جاد کی گزیر و قوم بان و سٹے ان کے سے نیٹے موسیٰ و ہارون ایسے خیر و برکت
سے رہ رہتے ہی کیسی ناراض کیا صرف آرمون۔ خروج ۱۴۔ باب ۲۔

نیز ان کے لیے کیا ہوئے عجیبی و پیار و رفق تاکہ ان کو بھلا دے
ان کے لیے رشتہ سے و سٹے گئے تھے پر بھیج کر سٹے گئے تھے
ان کے رشتہ داروں کے آواز سے وہ میری آواز پر کان نہ دھرتے تھے و موسیٰ و ہارون
بن جبرائیل سے تلو بانا طرف اوشے سرشی رہے ہو۔ صرف یہ ہارون کے
سے پر موسیٰ پیار پر گئے۔ اور ہارون جیسے مقدس خلیفہ وقت بنی وہی ہارون
سکی کمانت کے لیے ہوئے تھے۔ ہارون جو بڑی موسیٰ تھی۔ پس اس قدر تعجب کی بات
کہ زبردست نبی کی زندگی اور فقط چند روزہ غیر حاضری کا خیال دل میں موجود
و ہارون جیسا مانع مشفق نائب سر پر کھڑا۔ اوپر جھٹ بچھڑتا اوسی کی خدائی
کے قابل ہو گئے۔ اور بچھڑو کی پوجا شروع کر دی۔

بھی بھی غلط نہیں جانا جاسکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب و ترہیب پر ہے۔ اس قسم کی باتیں منصوبہ فائدہ تھیورے (قیاس) سے بڑھکر کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔ پطرس کے اگس یا ڈکس کی کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر مقتدر ضعیف ریفارمر ایسے ہی خیالی ٹوکون چٹکاون سے تو دل لہجایا کرتے ہیں۔ اور کس کسکو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان وزمین کی چاپیان نہیں بخشا کرتے۔ ایسی باتوں کے لیے فطرتی خارجی شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ یہ حساب دوستانہ دردل کا سا معاملہ ہوتا ہے۔

چوتھی بات۔ کچھ محتاج بیان نہیں۔ یہودی سخت ہیبتناک عداوت نے اس علم سکین انسان کو کمال بے چین اور بیدل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹنا نظر آتا تھا۔ چاروں طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔ صرف دو چار ٹوٹے پھوٹے انیس و حلیمیں گرد و پیش بیٹھے معلوم ہوتے تھے۔ بیشک آنے والی زبردست مصیبت کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیوں کا ضعف عاقلانہ

اس قسم کی یاس کے کلمات منہ سے نکالنے پر ایک بے بسی انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔ اب ہم نبی عرب کی پیشین گوئیوں کے جانچنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن آغاز مطلب سے پیشتر خدا کی برگزیدہ قوم بنی اسرائیل کا جو وسط ایشیا کے انبیا کا میلہ بن رہے ہیں۔ اور جنہیں مصلحین و مگر اقوام و ملل کی تہذیب ملکی و مالی کی خوشخط مشق کہتے ہیں تھوڑا سا اجمالی حال لکھتے ہیں۔ اور انصاف کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے شفیق ہادیوں کی تعلیم سے کس قدر بہرہ اٹھایا۔ اور دنیا کی اور قوموں کے لیے نمونہ بننے کا کس قدر استحقاق حاصل کیا۔ اور کیونکر ایسی قوم کے آگے دوسری

توین ز نوسے تگنہ برستی تین۔ چہ قوم عرب کی ملکی تہذیبی منبری اخلاقی حالت کا
 جہاں نقشہ چھینچے رہا۔ ہادی عرب و عجم کی جنت سے قبل وہ کسی تھی۔ اور اس کا بھی
 الہامی سلسلے کی تحریک سے ہماری غرض یہ ہو کہ اس نیت جہاں افروز کی پر صلال
 کرنوں سے نور حاصل کرنے کے لیے شکوک و اوہام کے رر و غبار سے مطلع
 صاف کر دیا جاوے۔

مذہبی تاریخ شہادت دیتی کہ بنی اسرائیل میں اسرائیل کے وقت سے مسیح
 کے وقت تک یہ تین تہذیبی ترقی (اگر کبھی ہوئی ہو) اور عوار یون کے
 ایک قدر ویرانہ اور یونان میں بنی اسرائیل اور یہاں گزریں گے کہ یہ
 فوق ان کے شانہ و شانہ کی بات ہے (اگرچہ میں کسی شے سے منہ نہ کر سکتا
 چیرہ پر ہی نہ دیکھوں اور اگرچہ اگرچہ کہ یہاں بنی اسرائیل کی کسی
 سہارا بنیوں و ایسے مادیات سے مراد ہوتی ہو گی کہ یہاں غلط فہم
 اچھا لیا ماوراء مذہب کو ان کے لیے تہذیبی شہادت ہو گیا با جہد
 کو ہزاروں کے لیے کافی ہو گا۔ یہ پیوستہ کسی شکوک کے برابر بڑھا ہوا
 باوجود ایسے عجائبات کے کہ شاہد اور تیار کے ہر ایک نبی کی امت ہر
 مرتبہ ہو جاتی۔ اور انھیں انبیوں کی جیسے ایت فوق الحادہ امور دکھیتی و تمجید بنی
 موسیٰ سے مالی امت سہرا ہر و اعظا سے کیا گذر۔ ونگہ پھاڑ پر جاتے
 ہی کہ سالہ پستی شروع ہو گئی۔

بجل پرست اور غسالات و آرام جیسی دیویوں کی عام پیش کرنے لگے۔

انصاف سے نہیں۔

نبی عرب کی پیشین گوئیاں

قبل اسکے کہ ہم پیشین گوئیوں کا بیان شروع کریں۔ کسی قدر ملک عرب کی حالت لکھنا ضروری۔ تاکہ ناظرین با انصاف کو اسکی صداقت و حقیقت کے اعتقاد کرنے میں تاثر نہ رہے۔

حالت ملکی عرب کی

ایک بے آب و گیاہ ریستان۔ ایک کس پُرس کوئے میں پڑا ہوا وحشت ناک غولون کا مسکن۔ سیویلیزیشن کے علم برداروں نے کبھی اوسط رفُخ نہیں کیا تھا کیونکہ قدرت نے کوئی نیچرل خوبی سرسبزی اور نصارت اسے مرحمت نہیں کی تھی۔ جو دنیوی فاتحون حملہ آوروں کی تحریک کا باعث ہوتی۔ خود اہل ملک ایسے افلاک اور بے سرو سامانی کی گہری نیند میں پانوں پھیلائے پڑے تھے کہ برسوں سے کروٹ تک نہ بدلی تھی۔ اور ملکوں کی تسخیر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا تو کیسا۔ ایسی حالت میں تو اسے روحانی اور ملکات فاضلہ انسانی کی شگفتگی اور ترقی معلوم۔

یاد رہے کہ فتوحات اور حملہ آوری اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے جنگ و کارزار ہمیشہ سے ابتداءً مذہب و سیویلیزیشن کے پھیلنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ مقدس لڑائیوں کی وجہ سے یورپ میں مذہب کی ریشہ دوانی کرنا ایک ایسا امر ہے جس سے مؤرخان مغربی انکار نہیں کر سکتے۔

تہذیب و مندرجہ حالت۔ ہزاروں قبیلے۔ پھر اونکے ہزاروں شعبے۔ اور انکی ہزاروں چھوٹی چھوٹی شاخیں۔ ایک کی ایک سے لاگ۔ اتفاق و اختلاف کیسا کہ

اگر کوئی سال کوئی مہینہ کوئی دن باہمی خونریزی سے خالی گذر جائے تو بے قیمت
نکاح اور انسان کو مدنی الطبع کہتے ہیں۔ اور اس مسئلے کے اثبات میں تمامین کی کتابیں
لکھ گئے ہیں اور آجکل کی دنیا اسکی شاہد ہے کیا عرب کی اسوقت کی سوشل حالت ہی
اس مسئلے کو باطل نہیں کیے دیتی تھی۔ ورنہ بصورت انسان ایک تصویریری زبان
کا متعارف ہے۔ مگر شیعہ عرب بقیقت میں اسکے مصداق تھے۔

اخلاقی حالت۔ تو علی و تمدنی حالت کی بیٹی ہے۔ اسی کی شایستگی و ترقی پر اسکی
فلاح و صلاح کا مدار ہے۔ اچھا صاف صاف سن لیجیے۔ بت پرستی اور توہمات باطلہ
کی حکومت اندونون کل عالم پر چھپا تو تھی ہی لیکن ملک عرب پر اسکا خاص یہ عاطفت
تھا۔ ابراہیم علوی و سفلی میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس سے سادہ لوح عرب نے سچی
دلی ارادت کا رشتہ نہ جوڑا تھا۔ سخت گھمنونی نفرت انگیز اشیاء سے مادی اونکے کچے ہٹنی
ایمان کی مجسم موثرین تھیں۔ اسپہ حرام کاری۔ زنا کاری۔ شرابخواری۔ (جو مہبودان ^{عل} ہا
کی پرستش کا لازمی نتیجہ ہے) کا وہ طوفان مچ رہا تھا کہ خدا نہ دکھائے۔ تمہار بازی نے
خانہ دیرانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ ہٹ۔ خدا۔ حیت۔ جاہلیت۔ قومی
نفرت کا وہ عالم تھا کہ بااین ہمہ جمالت دوسری ملتوں سے روشنی اور فیض لینا تو
ورکنار۔ اولٹا انھیں بھی (گوزگا) کا خطاب دیتے تھے۔ اور یہود کی طرح سب توہم
کو میدان (غیر قوم) کے نفرتی نام سے یاد کرتے۔ اونکے ہمایون بنی اسرائیل
(یہودیون) کا حال سن ہی چکے ہو۔ کیسی بد حالت میں مبتلا تھے۔ غیون کے رہنے
یہون اونکی رفتار اور رفتار کے چہرے نے خوبی و پسندیدگی کے خد و خال سے کچھ
مال حاصل نہ کیا۔ اور قبول عام کے زیور سے آراستہ نہ ہوئے۔ اب تو ادھر ادھر

ہمات کی کافی گتہ انوار کی ہر اندلی کی موشلا و سار بارش برسا رہی تھی۔ ہر
 یسالی پوشش چرخ کی سنیت ایک دنیا پر پناہ دینے پرستی ایک کرن اعظم اور
 پائے نہ بکا تھی۔ میر کی مورت کی پرستش کرن کرن زخموں سے اونکی ہتھکڑی
 بیاورنگہ، تین تین بلوہ آرتھی۔ اور وسوس و توہمات کا عہدہ کناری کی شکیل
 کا یہ مقام تکفل نہیں۔ کل یوروشین نامہ اسکے شاہد ہیں۔ ہر رات میں صاحب کا
 مقدمہ القرآن اسکا نور ہیں۔ یہ حال تو اہل کتاب کا ہے جو عیسائی مہما کے رزم
 میں تھکے ہوئے ہیں۔ اور جسے بڑھ کر مثل (خفتہ رختہ کی کندہ مہم)
 نامہ صدق شایہ نہیں سکتا۔ و سوقت کی و دنیا کی قوموں کا حال کہ کس قدر اذیت
 کے شہ عین ہمارے لئے ہے۔ اور صین، و شلوک پرستی کے ناقابل ذکر ریاضی نے
 ایک اونٹے مہمات کو تباہ کر دیا تھا۔ غنی و تاریک نہیں ہے۔ ہند کی بت پرستی کی طرف
 نظیہ اشارہ کیے بغیر ہم رہ نہیں سکتے جنہیں سکتے کی پوجا اور رنگ کی پرستش بہت
 معمول ہے۔ و تخیل سے تعجب کرنا چاہئے ان نہ وری نہیں۔

بہرہ میں غور کو ذرا اور بھی وسیع کرنے کے لیے اس مضمون میں چند باتیں
 بطور سوال کی گئیں۔ اور پھر اس پر کوئی دو ایک تنقید منصف کے نزدیک
 اثبات ہر ما کے لیے کافی ہیں۔

(۱) عیب کی اوسوقت کیا حالت تھی۔ اور اوسکی قومی تاریخ کیسے واقعات مشہور
 (۲) اسباب و قرآن اور قدرتی طبعی حالات کیا بتا رہے تھے۔

(۳) اندون میں اہل کتاب کی خصوصیات اور دیگر اقوام دنیا کی عموماً کیا حالت تھی
 ایسی حالت میں ایسے وقت میں ایسے اندر اب میں کس قدر

اور جلال والی آواز سے قرآن فرماتا ہے۔ چہرے میں نور آتا ہے۔

پہلی پیشین گوئی۔

قُلْ إِنْ رَبِّي يَعْزِثُ بِالْحَقِّ عَلَٰمُ الْغُيُوبِ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِّلُ
الْبَاطِلَ وَمَا يُعِيدُ۔ سید پارہ ۲۲۔ سورہ سبا روع۔

نجات کے طالبو۔ دین حق کے خواستگار و خیالات این وہاں سے تھوڑی
سہ کو خالی کر کے اور متوجہ ہو جاؤ۔ سوچو۔ کیا یہ زبردست پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی
کیا ایک دنیا پر اسکی صداقت ظاہر نہیں ہو گئی۔ تیرے سو برس ہوئے دین کامل
توحید۔ صداقت کے آفتاب نے سر زمین عرب میں طلوع کیا۔ جسکی روشنی نہ صرف
عرب میں بلکہ کل قطار عالم میں پھیلی۔ اور پھیل رہی ہے۔ اور جب سے کبھی شرک کفر
ہر تہمت پرستی بھڑائیوں کی کان بولی اسکے پر جلال نہ الیہ کے محبوب نہ کر سکی
اسی پر کیا ہیں تو۔ آپ بڑے اعمیان انہی امام سے۔ پر جلال آواز سے
بڑے بڑے جلسوں اور محفلوں میں تاکید فی الفاظ میں زور سے کہہ رہا ہے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ سید پارہ
سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔

پڑھنے والے دیکھ۔ کیا یہ کلام قدس مطلق علام الغیوب کا نہیں۔ کیا نشان کی

ان کلمہ (اے محمد) میرا رب حق (دین حق) پھینکتا ہو (یعنی آسمان سے نور آتا ہے اور زمین کا نور
تو کلمہ باطل (دین باطل) پھر کبھی شرعی ہو گا۔ ورنہ خود کفر ہو گا
تو کلمہ (اے محمد) اسلام آیا اور شرک بھاگ۔ بیشک شمس مٹے گا اور چاند
مٹے گا۔ زبردست پیشین گوئی فتح کر کے دین چھوٹی بستی میں بڑے شہر تک پہنچا کر
نقصیبہ و طویقول لایہ۔ جب آپ کسی بستی کے پاس سے گزرے تو اپنی لاشیں مٹا دیں۔ یہی توفیق
در آیت مسطورہ حق بڑھتے ۱۲۔

اکموز زبان اپنے ناقص اور محدود علم سے ایسی پوری ہوئے والی ہے اور بالکل کتب
خبر دے سکتی ہے۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یقیناً یقیناً یہ اوسى ہمہ قدرت کا کلام
ہر جس کا علم کامل غیر محدود و مطلق ہے دست قدرت میں قلب انسان کے انقلاب و
تقلیب کی پاک ہر اور زمانوں اور قوموں کی تبدیلی و تغیر اوسى کے بس میں ہے
اوسى پاک عالم الغیب خدا نے اپنے برگزیدہ حبیب مکرر رسول کے لئے میں اپنا کلام دیا
اوسى کے بتائے سے بولا۔ اور اوسى کے بتائے سے بتایا۔ کیا ہی سچ بولا و کراتی
شعاع تبار۔ فداہ امی والی صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسری پیشین گوئی

وَسَلَّمَ إِلَيْنَا الْيَكْمَرُ رَسُولٌ شَاهِدٌ أَسْمَاكُمْ سَمَاءُ سَلَّمَ إِلَيْنَا الْيَكْمَرُ رَسُولٌ شَاهِدٌ
فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا سَيِّدَارَةٌ سَوْءٌ مَزْمُولٌ
اس جگہ باری تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ہاں صادق کلام میں نبی عرب کو
موسیٰ کا شیل و نظیر فرمایا کہ اہل عرب سے خطاب کرتا ہے کہ جیسے فرعون موسیٰ کے عصیان
کے باعث تباہ ہوئے۔ ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک
ہو جائیں گے اور پھر فرمایا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِرْعَوْنٌ سَيِّدَارَةٌ سَوْءٌ مَزْمُولٌ
پھر اس پیشین گوئی کا وقت صاف صاف بتا دیا۔ اور اوسکی حد باندھ دی کہ
حدی کر دے۔ فرمایا۔

اس نے تیسری مرتبہ ایک رسول بھی فرمایا کہ یہ جیسے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ پس فرعون نے اس
رسول کو گمانہ اتار پھرنے و سکون دہان کرنے والی کڑی سے کچڑا ۱۱-۱۲۔
۱۳ جب تک تو اسے رسول نہیں بہت اشد پھر عذاب نہ لا دیا ۱۲۔

قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ

سید پارہ ۲۲ - سورۃ سبا - رکوع ۳۶ -

بہرہ اور توبیخ و نصیحت کی فرمایا۔

يَزِيدُ كَادًا وَلِيَسْتَفِزُّوْكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذَا لَا يَكْتُمُوْنَ

يَدْلَا فَاَنْتَ اِلَّا قَلِيْلًا سید پارہ ۵ - سورۃ بنی اسرائیل - رکوع ۶ - ۸ -

اللہ اللہ پریشان گوئی کیسی پوری ہوئی عادت اللہ قدیم سے اس طرح جاری

ہو کہ جن قوموں نے ہادیان برحق کے نصائح نہ سنے اور انکے دلسوز مشفقانہ

الام پر دھیان نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ اور جھوٹے نبی

انسان یہ دیا گیا ہو کہ وہ قتل کیا جاویگا اور جو کوئی اس نبی کی بات نہ مانے گا۔ سزا

میں گا۔ اب کفار عرب اس سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں صریح طرح کی ذہین

ان کو کپکپا دینے والے آزار دے چکے ہیں چونکہ وہ نبی صادق و صدوق و

ور وہ نبی وہ ہر جسکی نسبت موسیٰ و عیسیٰ بڑے فخر سے بشارت دیتے چلے آئے

ہیں۔ اب خدا کی غضب اُمنڈ آیا۔ کلمۃ اللہ برسر انتقام آمادہ ہوا۔ کہ انکے دشمنان

ین حق کو ہلاک کیا جاوے۔ مگر باری تعالیٰ با این ہمہ اپنے رسول سے فرماتا ہے

جب تک تو ان لوگوں میں موجود ہے (یعنی سرزمین مکہ میں) اور پھر عذاب نہوگا

در عالم الغیب حق تعالیٰ ایک سال اسکی میعاد مقرر فرماتا ہے۔ کہ یقیناً اس عرصے

میں بلا تقدم و تاخر ایک ساعت کے یہ واقعہ زوال و وقوع میں آئیگا۔ قدرت حق کا

ہو تو کہہ سکتے ہیں (تھوڑے واسطے ایک سال کی میعاد ہے کہ اس سے کیا مدت دھرو دھرو کر سکو گے ۱۲ -

۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱

کرشمہ شاہد فرمائیے کہ کیونکر یہ وعدہ ایک سال بعد پورا ہوتا ہے۔ اب کفار عرب نے
 جنگا سرغنہ بوجھل تھا۔ آنحضرت کے قتل کی مشورت کی۔ اس واسطے ۵ جولائی ۶۳۲ء
 جمعہ کے دن آپنے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ دوسرے سال
 یعنی ۶۳۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا جس میں وہ سب معاندین اور مخالفین تباہ اور
 عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ وَجَّهَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔

تیسری پیشین گوئی

اوس وقت جب ناصرین و معاویہین اسلام کی جماعت نہایت قلیل تھی۔ جب آنحضرت
 ہان و ہل سخت مرض خطر میں تھا۔ اوس وقت جبکہ شہر مکہ اور اس کے اطراف و
 حوزہ میں کل قبائل قریش آنحضرت کے قتل و قمع کی سازشیں دوڑ رہی تھیں
 اور بیشک انکی موجودہ حالت اور سامان نے انکے ارادوں کے پورا ہونے
 کی قوی امید دلار تھی۔ خدا اپنے رسول کو تقویت دیا اور اسکی نصرت و
 مدد کا وعدہ فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ كُنْتَ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ
 مَنَاسِكَ اللَّهِ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ سیدہ عائشہؓ کو ۱۰۶۔
 اس وعدہ الہی کو آنحضرت نے باواز بلند پکار پکار کر دشمنوں کے مجمع کو
 کہ میں ضرور تمہارے شہر سے محفوظ رہوں گا۔ اور تم میرا بال بیکانہ کر سکو گے
 کیا اس پتر جانے والی آواز سے وہ اور زیادہ نہیں جھلکے۔ اور انکے کینہ و
 کی آگ و زبیا وہ نہیں بھڑکی۔ کیونکہ انہیں۔ بلکہ آگے سے بڑھ کر داؤ گھات میرے
 لئے اور ان جو پیچھے تھے سب سے اتر رہے تھے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اسکی پیغام نہ پہنچا
 (درست) اور انہیں محفوظ رکھیں گے۔ ۱۲۔

مرشد کا وعدہ پورا ہوا۔ اور اسی نبی برحق کی صداقت کی بڑی کاملی دلیل دنیا پر ظاہر ہوئی کہ آنحضرت اوس نرسے اور مہلکے سے خدا کے حفظ و امان کے ہر حق کے ساتھ سلامت نکل گئے۔

اور وہ خدا کے دشمن۔ رسول کے دشمن۔ انسان کی فلاح و صلاح کے دشمن و انت پیستے اور ہاتھ کاٹتے رہ گئے۔ ہم کو سخت تعجب آتا ہے جب ہم قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہیں جس میں باری تعالیٰ بڑا ثبوت آنحضرت کی نبوت کی صداقت کا دیا ہے
وَلَوْ نَقُولُ عَلَيْكَ بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَخَدَّاهُ بِالْيَمِينِ نَحْنُ لَقَطَعْنَا مِنْهُ
لَوْ تَيْنَ۔ سپارہ ۲۹۔ سورۃ حاقہ۔ رکوع ۶۔ ۲۔

یعنی اگر یہ شخص جھوٹا رسول ہوتا۔ تو بیشک بیشک قتل کیا جاتا۔ تباہ ہو جاتا۔ مارا جاتا۔ کیونکہ خداوند خدا پہلے سے اپنے برگزیدہ نبی موسیٰ کی معرفت اپنے اس اولیٰ عزیمت کی بابت ارشاد اور وعدہ فرما چکا تھا۔ اور اس سچے نبی کی صداقت نبوت کی بچان بھی تباہ چکا تھا۔ کہ وہ زندہ رہے گا۔ مان وہ سلامت رہے گا۔ اور اوس کے امتیالین معبودان باطل کے عابد ہلاک ہو جائیں گے۔

بیشک با این ہمہ ثبوت بین اون لوگون کی جہالت اور عصبیت سخت تعجب اولاتی ہے۔ مگر جسوقت اوس قوم گمراہ کے حقیقی وارث اس زمانے کے اہل کتاب (پادری صاحبان) کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ توریت کے وعدوں کو بالاسے طاق رکھ کر اس حقیقی ثبوت سے اعراض کر کے اپنے اسلاف کے مانند برابر عداوت کا بیڑا اٹھانے چلے آتے ہیں۔ تو ہمارا تعجب بالکل کم ہو جاتا ہے۔ خدا جانے یہ لوگ کتنے سالہ اور گریہوں ہاری نسبت جھوٹی باتیں تو ضرور ہم دیکھ چکے ہیں۔ پھر اوسکی رگ حیات کو ہات ڈالتے ۱۲۔

اور شیل ہوئی کی اطاعت سے منحرف رہ کر اس زمانے کے وحشی بدوؤں کی طرح
اور زیادہ نشانوں اور آسمانی علامتوں کے خواستگار رہیں گے۔

اگر یہ لوگ دنیا پرستی اور حب نفس کو چھوڑ کر غور کریں تو آشکارا ہو جائیگا کہ بشارت
مشیت کا دعویٰ علمی ہی نہیں رہا۔ بلکہ عمل بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔

”سبحان نبی اطارش بن سوید عقیہ نے پہلے سنہ خلافت میں پیغمبری کا دعویٰ کیا۔
اور بنی تمیم اور تغلب کے قبیلے کے لوگ اس کے تابع ہو گئے۔ اور انھیں دنوں
میں سیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور یہ اور انھیں دنوں خدائی وعید
کے موافق قتل ہوئے۔ اور ایسے ہی اور لوگوں نے بھی مثل عیسیٰ وغیرہ کے گرد
دعویٰ بلند کی۔ مگر بت جلد و نئے اول کا حساب لیا گیا۔

فہوس اس غفالت بخش عداوت نے عیسائیوں کو اتنا بھی سمجھنے نہ دیا کہ اس
رسول کی تکذیب اور قرآن کی تکذیب میں تورات کی تکذیب لازم آتی ہے اور قرآن
کی تصدیق میں تورت کی تصدیق متضمن ہے۔ کیونکہ رب الافواج تورت میں قرآن
کی بہت بشارت دے چکا ہے۔ (کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں دوں گا۔) کلام اس کے
منہ میں۔ کیا ٹھیک ترجمہ وہی کا ہے۔ یعنی ایسا کلام جو لفظاً و معنی خدا کی طرف سے
ہو۔ اور یہ صفت صرف قرآن کریم اور فرقان حمید کی ہے۔ قرآن بھی کس محبت بھر
الفانطسے۔ جو خالق کو اپنی مخلوق سے ہے۔ اہل کتاب کو آگاہ و بیدار فرماتا ہے۔ کہ
تورت میرے اس رسول کی بشارت دیتی ہے۔ میرا وجود اس کا مصدق ہے۔ اب
میری اہمیت کرو۔ اور میری مکمل تعلیم کا سبق پڑھو۔ ایسا نہ کہ میری تکذیب
میں تورت کے کذب ہو جاؤ۔ نہ کہ کتاب حق کیا بولتی ہے۔

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقٌ لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ - سیدارہ ۱۱ - سورۃ یونس رکوع ۳۶

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ - سیدارہ ۶ - سورۃ مائدہ - رکوع ۴
ابیمان پر ایک اور بات بھی قابل بیان کے ہے کہ عیسائی علمائے مدہم بھی قرآن
سے تصدیق و تصدیق کو جو قرآن میں جا بجا آیا ہے پچھ اور ہی سمجھ کر خامہ فرسائی
کی ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰؑ نے پیشین گوئی کی کہ میرے مثل ایک نبی پیدا
ہو گا۔ اور خدا کا کلام اوسکے منہ میں ڈالا جائیگا۔ اور یہ خبر اپنے وقوع کی محتاج تھی
اور نہ ورتھا کہ وہی کئی پیشین گوئی پوری ہو پس آنحضرت کے وجود مبارک قرآن
اکریم نے اسکو پورا کر دیا۔ اب موسیٰؑ کئی پیشین گوئی کی تصدیق ہو گئی پس تصدیق
و تصدیق کی لفظ کے ہی معنی ہیں۔ اب اگر قرآن کو سچا نہ مانیں اور آنحضرت کو
حضرت موسیٰؑ کا مثل ہونا تسلیم نہ کریں با انیکہ آپ نے یہ دعویٰ بڑے زور سے
کیا اور خدا نے انھیں کامیاب کیا۔ تو کتب مقدسہ کی اقدم و اعظم کتاب توریت
کی تکذیب لازم آتی ہے۔ آگے اختیار ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ نَعْلَمُكُم بِئَلٍ لَا يُؤْمِنُونَ فَلْيَا تَوَاحِدٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا
صِدِّقِينَ - سیدارہ ۲۴ - سورۃ طور - رکوع ۲۶ - ۲۷

باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کتاب کو تم لوگ مصنوعی جانتے ہو تو اس کے مثل
کوئی کتاب لاؤ۔ اور فرمایا۔

۱۔ یہ قرآن اللہ کے سوا اور کا بنایا ہو نہیں سکتا لیکن تصدیق ہر دس کتابوں کے ہے۔ ۱۲

۲۔ بیشک تمہارے پاس اہل کتاب اللہ کی جانب سے نور و رہبر و روشن کتاب آتی ہے۔

۳۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ ایسے ہی گھڑیاں نہیں بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے بلکہ ان کوئی حدت لا دین گروہ ہیں۔ ۱۳

وَأَن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَقُولُونَ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُتَّقُونَ - سُبْحَانَ سُوَّةِ بَقَرَتِهِ

اور آپ نے میں نے خدا کا کلام فرمایا ہے اور تم نے اس پر شک کیا ہے تو آؤ اور میری طرف سے ایسی سورۃ لکھ کر آؤ جو میری جیسی ہو اور تم اپنے گواہوں کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔ اگر نہ کرو گے تو اللہ سے ڈرو۔

قُلْ لِّئِنْ أَجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوا
بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا - سیپاره - ۵ - سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱ -

صدِ اُقت اور حق بھی بڑی قوت ہے

اوس شخص سے بڑھ کر جرأت اور جبارت کس آدمی میں ہو سکتی ہے جس کا قلب
ایمان کا نشنہ غرض تمام قواسم نفسانی اوسکو کلی یقین اور اطمینان و لاوین
کہ تو صادق ہو۔ اب اس اطمینان قلبی کی لازمی خاصیت یہ ہے کہ وہ صادق
ہو۔ ایک مخصوص فوق العادۃ قوت اور زور پیدا کر دیتا ہے۔ اور اوس کے جذبات
روحانی میں اس قسم کی شدید وحدید حرارت موجود ہو جاتی ہے کہ موجودات و کائنات
کی قواسم طبعی سے کوئی قوت و وجود اوس (صادق) کے دل میں سمیت انگلیہ
مخلوب کرنے والا محسوس نہیں ہواں سکتا۔ بلکہ اس کے صدق کا جوش کوہ متفائس
اکی طرح ضعیف مخلوق کے قوی کے جہاز کو اپنی طرف منجذب کر لیتا ہے۔ یہی وہ الہی
اور کینی دلائل ایسے ہوتے ہیں جو منطقی اور فلسفی دلائل سے بڑھ کر دائمی اثر رسوخ
کے قوس پر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دلائل اوس سرچشمہ فطرت (پنجر) سے اخذ کیے

[illegible]

یائے مین جو کم و بیش ہر انسان میں ودیعت رکھی گئی ہے۔ اور اسی سے نصرت
 انسانی اسکے فعل و انفعال پر بہت جلد آمادہ ہو جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بہت
 سے قسسی القلوب منشوش لفظت انسان اور سپر کان بھی نہیں دھرتے۔ مگر عموم
 صحیح المزاج سلیم الفطرت اوس بوق کی سرٹھی پر مبنی آواز کی طرٹ بڑے شوق سے
 بے اختیار دڑے چلے جاتے مین۔

اب ہم دیکھتے مین کہ قرآن نے بھی اس قسم کے دلائل کو اختیار کیا۔ اور فطرت
 انسانی کی شگسہ کے لیے ایک عجیب فوق الثمور نسخہ ایجاد کیا۔ اور یہ امتیاز و غزا
 مین قبل و مین بعد کبھی بھی کسی کتاب کو میسر نہیں ہوا۔ اور اس خدائی ترکیب ترتیب
 جو اثر او سوقت کے عرب کی غیر مہذب غیور مگر فصیح و سیف اللسان دنیا پر کیا۔ اور
 جو ویسا ہی اب تک قانون فطرت کے راز و انون اور ولد ادون کے ول پر کر رہا ہے
 کچھ محتاج بیان نہیں۔

عیسائیون نے نہایت کامیاب کوششیں قرآن کی اس حقیقت کے چھپانے
 کے لیے کی مین۔ اور چاند پر تھوکنے کے لیے بہت کھینچ تان کر گردنوں کو اودٹھایا ہے
 اور بقول الْغَرِیْقُ یَنْشَبُثُ بِالْحَشِیْشِ سخت بے سرو پا دلیلون کو اپنا مایہ ناز
 بنا رکھا ہے۔ کبھی قرآن کے مقابل مین سواع الالہام۔ مقامات حریری۔ سب سے حلقہ
 وغیرہ پیش کرتے مین۔ اور کبھی لبثن ہومر شکسپیر کو بلاتے مین۔

کچھ ضرورت نہیں کہ بار بار ادون جوابات کا اعادہ کیا جائے۔ جو علما سے مل
 اسلام نے ان عمر افتا پر دیے مین مگر ان آدم زادوں کی قوت ایمانی پر سخت حیرت و
 متعجب آتا ہے کہ ایسے فضول افسانوں اور بد اخلاقی اور فحش بکشم مضنون کو ایک ایمانی

مسلمان پہلے ہی قلیل اتحاد است۔ اور ان کے مقابلے میں قلیل
 سے بھی اکثر ملی ہیبت تھی۔ اب ان لوگوں کے الگ ہونے سے یہی ضرورت
 حالت ہو گئی۔ جبکہ نقشہ قرآن شریف ان الفاظ میں ہوتا ہے
 رَدْجَاؤُكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ سَفْلِكُمْ مِّنْكَ وَادْرَاغَتْ لَأَنْصَارُ يَبْتَ
 لِقُلُوبُ الْحَنَاجِرِ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونُ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُجِرُوا
 زَلْزَلًا شَدِيدًا ۝ سیارہ ۲ - سورۃ احزاب - رکوع ۲۶ -

اور اس واقعے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے کہیں
 دیدی تھی۔ کہ عرب کے احزاب اور انکی سنگتیں ہمہ چڑھاؤ میںگی۔ (جیسا غزوہ
 تبوک) الا وہ سب بھاگ کرنا کامیاب چلے جائیں گے۔ اور ایسا ہوا کہ جب
 مسلمان نے اس فوج شیر کو دیکھا یا ابن نہ تانت تعداد بول وٹھے۔
 وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 وَكَذَّبْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا۔ سیارہ ۲ - سورۃ احزاب
 اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 جگہ کے بابت پہلے ہی خبر دیدی تھی۔ اور یہ خبر علی العموم موافق و مخالف میں
 سبلی ہوئی تھی۔ چنانچہ۔

ذَیْقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 سیارہ ۲۱ - سورۃ احزاب - رکوع ۲ -

۱۔ جو وقت دشمن نے مکر ہرگز سے محصور کر لیا۔ اور جو وقت کھینچا نہیں۔ اور کھینچنے کو آگے درج کر کے
 ان اللہ کی نسبت تم کرنے لگے۔ اس موقع پر منافقین سخت بلا اور لرزے میں ڈالے گئے۔ ۱۱
 ۲۔ اور جب مسلمانوں نے ان کو جاعتوان کو دیکھی بول وٹھے یہ تو وہی جو اللہ و رسول نے تم سے وعدہ کیا اور سچ کیا
 رسول نے اور منافقین یا ان اور تسلیم اور بھی نہ ہو گیا۔ ۱۲ جو وقت منافق و باطل لوگوں کے لئے کہ اللہ و رسول نے تم سے وعدہ کیا

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ منافق وغیرہ مخالفین بھی پہلے ہی سے اس وعدے کو خوب جانتے تھے۔ گواہ بے ایمانی اور بزدلی کے انہیں قائم نہ رہنے دیا۔
 نکتہ۔ نقطہ وعدہ کا جو مسلمانوں کے منہ سے نکلا صاف بتلاتا ہے کہ وہ شروع ہی سے اپنی کامیابی پر وثوق کلی رکھتے تھے۔ کیونکہ وعدے کے معنی ہیں کسیکو اس کے مفید مطلب وعدہ دینا بخلاف ایجاد کے کہ اس کے معنی دھمکی دینا اور ڈرانا ہے۔

آب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس وعدے کا ذکر خود قرآن کی ایسی سورت میں موجود ہے جو مکہ میں اترتی۔ وہ آیت یہ ہے۔

جُذِّمَ أَهْلُ الْاُخْرَابِ سَبَّارَهُ ۚ سُوْرَةُ ص رکو ۱۰۶۔
 اَمْ يَقُوْلُوْنَ كُنْ حَمِيْجًا مِّنْصَرٍ سَبَّهَزَمْ الْجَمْعُ وَيُوْلُوْنَ الدُّبُرُ سَبَّارَهُ ۚ سُوْرَةُ قمر رکو ۲۶۔

چھٹی پیشین گوئی

جب آنحضرت اور ان کے اصحاب قلت تعداد اور بے سروسامانی کے ہٹ کتے سے لگائے گئے تو اونے اور ان کے ہادی سے قرآن نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا۔

فَمَهْلِكُ الْكَافِرِيْنَ اَمْ هَلْهُمْ رُوْدًا سَبَّارَهُ ۚ سُوْرَةُ طارق رکو ۱۰۶۔
 اور اپنے آپ کو چونکہ موسیٰ کے مثل کہا تھا اس لیے آپ نے اپنے دل بھر کے موسیٰ کے اتباع کا حال سنایا۔

۱۔ اہل اُخْرَاب کے ہرے ہرے شر اور سبکدستی کہا جائے گی۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر
 یعنی والی جاعتیں ہیں۔ غنیمت یہ کہ سب لوگ شکست دیئے جائیں گے اور بھاگ نکلیں گے۔
 ۲۔ ان ہا فردان کو کچھ مدت فرشتہ دے۔

وَأَوْزَنَّا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يَسْتَضِعُّونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَعَارِبِهَا
سپارہ ۹- سورۃ اعراف- رکوع ۱۶-

اور صاف صاف تاکید فی الفاظ سے کہے میں یہ آیت پڑھ کر سنائی۔
إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَيْنَا مَعَادٍ۔ سپارہ ۲۰- سورۃ
قصص- رکوع ۹-

یہ پیشین گوئی ان صاف صاف پوری ہو گئیں کہ تھوڑے عرصے میں کل
سرزمین مکہ پر اہل سلام کا تسلط ہو گیا۔

ساتویں پیشین گوئی

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي
شَيْئًا۔ سپارہ ۱۸- سورۃ نور- رکوع ۷-

یہ پیشین گوئی صحابہ کے حق میں ایسی پوری ہوئی کہ تاریخ عالم میں اس کی
نظیر نہیں۔ اب ہم اس مضمون کو بخوف طوالت ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ نور کرنے والے
ادیب خوب جانتا ہے کہ تمام قرآن کریم پیشین گوئیوں کے عجیب عجیب مضامین سے
بھرا ہوا ہے۔ لیکن بیشتر اس سے کہ اس مضمون کو ختم کریں۔ ایک نہایت لطیف

۱۔ اور بننے اور ختم ہونے کو بخوف و ضعف سمجھتے تھے زمین (کہ) اکی مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنایا۔ ۱۰

۲۔ بیشک وہ جسے تجھے قرآن کا پسند بنایا یقیناً تجھے اصلی وطن (کہ) میں بغیر بھائیگا۔ ۱۲

۳۔ اللہ نے تم میں سے مومنوں اور نیکو کاروں سے وعدہ کیا۔ کہ اور ختم اس سرزمین (کہ) میں ضرور

خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ انہوں نے پہلے کو بنایا۔ اور وہ دین جو ان کے لیے پسند کیا جو اسے ادنیٰ خاطر مضبوط کر دیا۔

اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ کہ وہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ ۱۱

سب سے بہت کم و کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ازریہ حدیث صحت و سند وقت
میں وہ پاب رہتی ترقی اہل حدیث کے معترضین اور منکرین کو بھی دم مارنے کی جگہ
نہیں کیونکہ یہ حدیث ایسی دس ہزار کتابوں سے زیادہ میں مندرج ہے جو ان
واقعات سے یکایک ہر پست تصنیف ہوئیں۔ اور وہ حدیث صحیح بخاری اور
مسلمین میں موجود ہے۔ وہو ہذہ۔

لَا تَقُومُوا سَاعَةً حَتَّى تَقَاتِلُوا النَّارَ صَغَارًا لَا عَيْنٌ حُمِرَ الْوُجُوهَ رُفًا
وَقَدْ كَانَ وَجْهَهُمْ أَبْجَانُ الْمَطْرِ قَدْ وَلَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى تَقَاتِلُوا وَقُومًا
عَالَهُمُ الشَّعْرُ۔

ابوداؤد۔ وَ يَنْزِلُ نَارٌ مِّنْ مَّصْنِي لِيَخَاطِبَ يُسْمَوْنَهُ الْبَصَرَةَ عِنْدَ نَهْجٍ
يَدَنُ لَكَ دَجَلَةٌ يَكُونُ عَلَيْهَا جَسْرٌ كَثِيرٌ أَهْلُهَا وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ
الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا كَانَ آخِرُ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورٍ أَعْرَاضَ الْوُجُوهِ صِغَارًا
لَا عَيْنٌ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِئِ النَّهْرِ فَيَقْتَرِقُوا أَهْلَهَا ثَلَاثَ فَرَقٍ۔
بخاری، حدیث پر مبنی کرنے والے نوجوان اور پادری صاحبان حدیث
کی صحت پر ذرا غور کریں۔

آپ کی حفاظت۔ آپ کی طرف سے باری تعالیٰ کا کافی ہونا
سب سے پہلی قیامت یا غلبہ کہ تو اس قتل کو دیکھ کر قوم ترک کو جنگی جھوٹی آنکھیں ہونگی۔ پہنچ چہرے ہونگے
جیسا کہ پہلے دیکھا گیا تھا۔ یہ تہمتیں پڑھا ہوا۔ یعنی بول نہ ہونگے اور نہ قائم ہوں قیامت یہاں
کہ کہ تو دیکھ کر دیکھ کر اس قوم سے ملے جو تباہ ہوں گی۔

اور تو جس شہر سے تو اب بھی اس سے بہت زمین کے نزدیک قریب ہیں نہ کہ اس کا نام بصرہ نہیں ہے
اور یہ جگہ کا ہے، اس کے درمیان ہوا۔ دیکھ تو بہت ہونگے اور یہ مسلمانوں کے شہر ان سے ہوا وہ جب خیر نہ
ہوگا تو ہر قطر جو اس سے آئے، ان کے پاس نہ ہوگا نہ کہ اس سے، دیکھ تو دیکھ لو کہ تو دیکھ کر

قَالَ تَعَالَى - فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ - يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ
 الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ - سید ۱۰ - سورۃ حجر رکوع ۱
 فَإِنْ أَصْحَابُ بَيْتِلَ مَا أَصْنَعُوا مِنْهُ فَقَدْ هُمُوتُوا وَإِنْ تَوَلَّوْا سَاءَ لَهُمْ رِزْقُ
 شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - سید ۱۱ - سورۃ بقرہ رکوع ۱
 يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا لَكَ
 بِمَسَالتِهِ وَاللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ - سید ۱۲ - سورۃ مائدہ رکوع ۱
 دیکھو قرآن میں کیسے کیسے وعدے نصرت و امداد الہی کے موجود ہیں۔ ایک
 مسکین اور غریب گروہ کو کثیر التعداد اور رؤسا اور سپہ سالاروں کے سامنے
 پھر ان کے مذہب اور بت پرستی اور رسومات باطلہ کے مقابلے خاص خدا پرستی
 اور نئے اور عمدہ رسوم کی خوبی کا بیان۔ پھر یہ صرف جہانِ سماوی و مصنوعی و دعویٰ ہی
 نہیں بلکہ اسکی صداقت اور تجالی تمام دنیا آنکھ سے دیکھ سکتی ہے۔ ہنسی و مسخرہ پن
 کرنے والوں کا نام و نشان عرب میں نہ رہا۔ عداوت و شقاق خواب و خیال ہو گئے۔
 بنی عرب خدا کی حفاظت سے صرف خدا کی بلا ہٹ پر دنیا سے عالم بالا کو شریف
 لے گئے آپ کی عظمت اس آیت شریف سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

وَكَذَٰلِكَ يَهْدِي اللَّهُ لِقَوْمٍ عَالَمِينَ - سید ۱۳ - سورۃ مائدہ رکوع ۱

وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ - سید ۱۴ - سورۃ انعام رکوع ۸

اس سورۃ میں جو دو مقامات مذکور ہیں، گامِ حق میں تیری نصرت کرنے والوں کو جو حق پر ہیں خدا کا وسیلہ ہونے سے سزا
 دے گا۔ یہ بھی میں ماہین جہنم میں ہیں اور اگر کفر با دین تو اب وہی بن خدا ہے۔ سوا اب کفایت کر
 تیری عزت سے و عواذ و روہی ہر سنت کا ثناء ۱۲۔

سید ۱۵ - سورۃ بقرہ رکوع ۱ اور اگرچہ نیک تو تونے کچھ نہ بونیا یا۔ دیکھا پیغام اور اللہ نیکو کار کا ہر گونہ
 سید ۱۶ - سورۃ بقرہ رکوع ۱ اور اگرچہ نیک تو تونے کچھ نہ بونیا یا۔ دیکھا پیغام اور اللہ نیکو کار کا ہر گونہ

اہل مکہ خب آپ کو سخت سخت رکالیف پہنچاتے تھے اور اسلام کے استیصال پر کمر بستہ تھے تو آپ نے اسی کلام پڑھ سنایا اور کہا۔

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجْنَاكَ أَهْلُهَا
فَلَا تَصِرْ لَهُمْ - سیپارہ ۲۶ - سورۃ محمد - رکوع ۶ -

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةٍ كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً بِأَيْدِيهَا رِزْقًا رَعَدًا آمِنًا كَمَا
مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا
يَصْنَعُونَ - سیپارہ ۱۲ - سورۃ نحل - رکوع ۱۵ -

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ
سیپارہ ۱۲ - سورۃ نحل - رکوع ۱۵ -

پھر غور کرو سوچو۔ تامل کرو۔ آپ کی تشیلین کیسی راست ہوئیں۔ اور نا سمجھ کفار
بر کردار کیسے ہلاک ہوئے۔

کامیابی بھی راستی کی بڑی دلیل ہے خصوصاً جب تکذیب کنندہوں کی ہلاکت کے ساتھ
خدا کو نوح کی قوم کا غرق کرنا۔ اور عاد کی قوم کو یح عصر کے ساتھ تباہ کر دینا
صالح کی قوم کا کڑک سے نیست و نابود بنانا۔ شعیب کی قوم پر یوم ظلمہ کی ذلت بھیجنا
لوط کی تکذیب سے قوم لوط اور اونکی بستیوں کو تہ و بالا کر دینا۔ فرعون کے لاش کا
بحر قلمزمین فنا کرنا۔ یہ سب باتیں انبیاء کی کرامات اور انکی وجاہت میں تمام سورہ شرا

۱۱۴۰ - یہاں ہمیں سنایا گیا ہے کہ یوں ہی اس تیری سنی سے جس نے تکذیب کیا۔ - یہ ہے اور کوکھا
پھر کوئی نہیں دیکھا۔ ۱۲ -

۱۱۴۰ - یہاں ہم نے کہا کہ - یہ سنی بھی ہیں ان سے جی آتی تھی و سکوردزی فرمت کی ہر جگہ سے
۱۱۴۰ - یہاں ہم نے کہا کہ - یہ سنی بھی ہیں ان سے جی آتی تھی و سکوردزی فرمت کی ہر جگہ سے
۱۱۴۰ - یہاں ہم نے کہا کہ - یہ سنی بھی ہیں ان سے جی آتی تھی و سکوردزی فرمت کی ہر جگہ سے

کا مفصل بیان موجود ہے۔ اور جہاں آیت ختم ہوتی ہے وہاں آتا ہے۔

وَلَا تَنْفِرْ فِي دَارِكٍ لَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا نَذِيرٌ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ۔ سیارہ ۱۹۵۔ سورہ شعرا
پھر بہت انبیاء کی نسبت اس طرح قصص بیان کرتے کرتے قرآن کتاب اور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ الْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِينَ۔ سیارہ ۲۔ سورہ ہود۔ رکوع ۲۶۔

در کتاب ہے۔

وَلَا تَنْفِرْ فِي دَارِكٍ وَلَا تَنْفِرْ فِي دَارِكٍ وَلَا تَنْفِرْ فِي دَارِكٍ وَلَا تَنْفِرْ فِي دَارِكٍ
وَقَوْمٌ لَوْ طُرِدُوا أَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكَذَّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُ
فَكَيْفَ كَاتِبٌ نَكِيرٌ۔ سیارہ ۱۴۔ سورہ حجر۔ رکوع ۶

غرض ان تمام مکتبہ آیات میں دیکھو جب کہ مسلمان نہایت کمزور تھے کیسی کیسی
پیشین گوئیاں ہوئیں۔ اور صرف پیشین گوئی ہی نہیں تھی بلکہ نصرت الہیہ کے
ساتھ تھی۔ اور پھر غور کرو کہ کس طرح پوری ہوئیں۔

ضرورت قرآن

ایک پادری نے عدم ضرورت قرآن پر ایک کتاب لکھی اور کتاب کا نام بھی عدم ضرورت
قرآن رکھا ہے

اس کتاب کا تمام مطلب ان دو جملوں میں موجود ہے۔ رسالہ عدم ضرورت کے مصنف اور
اس کے ہنجیالوں کو قرآن کی ضرورت ثابت نہیں ہوئی اسلئے قرآن ضروری نہیں۔ یا قرآن

۱۔ سینہ منہ تانی ہی درود بہت لوگ نہیں ماننے والے ۱۱

۱۲۔ سو تو شہید رہا البتہ آخر کھلا ہو ڈرو دلون کا ۱۲

۱۳۔ اور اگر تجھ کو جھٹلا دین تو ادھن سے پہلے جھٹلا چکی فوج کی قوم اور عدا اور نمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور یونس کی قوم
اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے ڈھیل دی سگروں کو پھر ان کو پھونک دیا ہوا میرا کار ۱۳

کے عمہ مضامین خدا کی ذات اور صفات اور عبادت وغیرہ کے متعلق اور معاشیت و تمدن
 و سیاست وغیرہ کی نسبت۔ اور ضروری حساب و کتاب یا جزا اور سزا وغیرہ کے متعلق مع
 ضروری تواریخ قدیمہ کتب سابقہ انبیائین تفصیل موجود ہیں پس قرآن کی کوئی ضرورت
 نہیں یہی دودغوسے عدم ضرورت قرآن کے لیے رسالہ عدم ضرورت قرآن کے
 مصنف نے بیان کیے ہیں۔

جواب

اونادان۔ کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا ہمید پاسکتا ہو (یاد رکھو) انسان اس کا
 کوہ خدا شروع سے کرتا آتا ہے نہیں دریافت کر سکتا۔

میں نے خدا کے سارے کام پر نکا کی اور جانا کہ انسان اس کام کو جو سوچ کے
 نیچے کیا جاتا ہے دریافت نہیں کر سکتا۔ اگرچہ انسان محنت سے اس کام کا کھوج کرے
 پر کچھ دریافت نہ کرے گا۔ نہایت یہ ہو کہ یکدم بہ چند گمان کرے کہ اسکو معلوم کرے گا پر
 اسکا جیہ کبھی نہ پاسکے گا۔

واہ خدا کی دولت اور حکمت اور دانش کی کیسی کھائی ہو، وہ کی مدتیں دریافت
 سے کیا ہی پرے ہیں۔ اور اسکی راہیں پتہ ٹٹنے سے کیا ہی دور ہیں۔ کس نے خدا
 کی عقل کو بنا دیا ہو یا کون اور اسکا تسلط کا راز ہو۔

پاوری صاحب کیا پہلا انسان تو ہی پیدا ہوا۔ کیا تو پہاڑوں سے چلے بنایا
 گیا۔ کیا تو نے خدا کے ہمیدوں کو سن پایا۔

سنو پاوری صاحب تمہاری اور تمہارے ہم خیالوں کی نسبت قرآن پہلے ہی کہ
 چکا ہے اور ضرورتیں بتلا چکا ہے۔

دیکھو پہلی ضرورت

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ كِتَابٍ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجِئَتْ
بِهِمْ آيَاتُ الْآخِرَةِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَا تَوْمِنُوا إِلَّا مَنِ تَبِعَ دِينَكُمْ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هُدِيَ إِلَى اللَّهِ إِنَّ يَوْمَئِذٍ لَّيُؤْتِي أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيَ وَأُوْحَا جَعَلَكُمْ عِنْدَ
نَبِيِّكُمْ قُلُوبًا إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يَخْتَصُّ
رَحْمَتَهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ سیپارہ ۲- سورۃ عمران رکوع ۲۸
ان آیات میں بت سی باتیں بتا کر باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبوت اور قرآن خداوند کریم کا
نیل ہے اور فضل کے دینے میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے خاص فضل سے
جو جس کرے۔ خدا کا وہ ارادہ جس سے وہ اشیا پیدا کرتا ہے اور اسکی تکمیل ایک لایہی مری
وہ کہ جس قادر مطلق کی قدرت اور طاقت کے واسطے کوئی مانع نہیں۔ اسی ارادہ ازلی
تکمیل کی ضرورت نے نزول قرآن اور نبوت محمد عربی کو ضرور کر دیا۔ مثلاً نادانی سے
جس نے کہ پطرس اور یوحنا وغیرہ تو مسیح کے حواری ہو چکے تھے۔ پولوس کو حواری بنانے
لایا ضرورت تھی۔ تو اسکا ٹھیک جواب یہی ہوگا۔ اور جتنے حواری ہونے کے لیے
اس میں منظور ہو چکے وہ ضرور حواری ہوئے۔

دوسری ضرورت

جن لوگوں کو پولوس کے ذریعے اور وساطت سے ایمان لانا تھا ان کے لیے

۱۔ ایک گروہ نے اہل کن باین سے ایمان جو کچھ اترا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ۔ خردن۔ شاید وہ
ادین اور یقین نہ کرے مگر اسی کا جو چہ تمہارے دین پر۔ تو کہ ہدایت ہے جو ہدایت اللہ کرے۔ یہ اس واسطے کہ وہ
بہت اچھے لوگ تھے۔ تاہم مقابلہ کیا تھے تمہارے رکب آگے تو کہ بڑائی اللہ کے ہاتھ پر دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ
یش والا ہے خبردار خاص کرتا ہے مہربانی جبر چاہے۔ در اللہ کا فضل بڑا ہے۔

پولوس کا آنا ضرور تھا ایسا ہی جن لوگوں کو قرآن اور محمد صاحب کے ذریعے ایسا نذر ہوا
اور خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا تھا اونکے لیے قرآن کا آنا اور محمد صاحب کا ہادی
ہونا ضرور تھا۔ عرب کی بت پرستی اور انکا باہمی بے مثل کینہ و عداوت کس مذہب نے
دور کیا کیا یہودیت نے اَلَمْ وَحْدًا لَا شَرِيكَ لَهُ کہ مین ایک کر دکھلایا۔ کیا عیسائی خط
کی تاثیر انکے بغض و عداوت کو دنیا سے معدوم کر گئی۔ وہ ان آیات کی پرتاثر آواز تھی
جس نے دم کے دم میں انکے کالے پٹ دیے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ
عِدَاءً وَآلَفْتُمْ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ وَكَثَّابَتْكُمْ نِعْمَتُهُ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرٍ
مِّنَ النَّارِ فَاثْقَدُوا مَنَافِعُهَا سِيبَا رَه - ۴ - سورۃ عمران - رکوع - ۱۱ -

تیسری ضرورت

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ
وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيُحْكُمُوا بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ سِيبَا رَه - ۲۶ -
سورۃ بقرہ - رکوع - ۲۶ -

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَفُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
سِيبَا رَه - ۲۰ - سورۃ نمل - رکوع - ۶۶ -

ان آیات میں قرآن نے ظاہر کیا ہے کہ جب بڑے بڑے دینی اور نہایت ضروری

۱۔ اور مضبوط دینی مسئلے (دین اسلام) سب ملکر اور بھٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اور جب تھے تم آپس میں دین
بھڑکتی رہی تھا اسے دو نہیں اب ہو گئے، دیکھتے تھے بھائی، اور تھے تم کہ یہ میری ملک کہ گڑھے کے پتھر تھو گڑھے میں کیا، اس سے ۱۱
۲۔ لوگوں کا دین ایک تھا پھر بھیجے، اللہ نے نبی خوشی اور ڈر ڈرنا تھے والے اور اتاری اودکے ساتھ کتاب بھیجی
کہ مصل کرے لوگوں میں سن بات میں جھگڑا کریں - ۱۲ -

۳۔ قرآن سننا ہی اسرائیل کو اکثر چیز جیسے دسے بھوٹ رہے ہیں - ۱۲ -

اور میں لوگوں کا اختلاف پڑجاتا ہوتا و سوقت خدا کی طرف سے اختلاف ملنے والی
کتاب نازل ہوئی ہے۔

یہود میں فریسیوں کا اعتقاد تھا کہ وہ ابراہیم کی رستبازی سے راستباز ٹھہر کر
نجات پاؤں گے قرآن نے بتا دیا۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اِنَّمَا مَعَدُّ وُدَّةٍ ۚ قُلْ اَتُخَذُ نَعْرَةً عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ اَفَلَا
يُخَلِّفُ اللَّهُ عَهْدَهُ اَمْ يَتَّقُونَ عَلٰی اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً
وَاَحَاطَتْ بِهَا خَطِيئَتُهُ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ سیارہ ۵-۱۔
سورۃ بقرہ - رکوع ۵-۹۔

اسی لیے فرشتہ یوں کے خلوت نشین اور جہی سستی جنگاؤں میں وحشیانہ زندگی بسر
کرتے تھے۔ اور عیسائی پوپوں کی طرح خدا وادانعامات سے محروم تھے۔ اس
بیجا تشدد کو آیت

وَرَهْبَانِيَّةٍ ابْتَغَوْهَا مَا تُكْتَبُ عَلَيْهِمْ ۚ - سیارہ ۲۷۔ سورۃ حدیدہ رکوع ۲۶۔
فرما کر مٹا دیا۔ اور قدرتی انعامات سے تمتع ہونے کے لیے۔ آیت

كُلُوا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۚ - سیارہ ۱۸۔ سورۃ مومنون - رکوع ۲۶۔
اور قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ ۚ وَالتَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ - سیارہ ۱۸۔ سورۃ نور - رکوع ۲۶۔

سنا دیتے ہیں بکوٹ نہ لگے گی مگر کسی دن گنتی کے۔ تو یہ کیا ہے چکے ہوا بند کے بیان سے قرار تو بے خلاف ہے
انہ جہا تیار ہو جاتے ہر انداز جو معلوم نہیں رکھتے۔ کیونکہ زمین جس سے کما یا ناہ۔ اور گھیرا اور سکھو و سٹ
سناہ سے سووی ہیں بکوٹ و زخ کے اسی میں زمین کے ۱۰۔

۱۱۔ اور ایک دنیا جھوٹا اور ٹھوٹے نے بنا گانا۔ مٹے میں لکھا تھا۔ دیر ۱۱۔

۱۲۔ تو گھسا و ستھری چیزیں اور کام کرو مٹا۔ ۱۲۔

۱۳۔ تو کہ گنتی کی ہر ذوق منہ کی جو پینا اسنے اپنے اندر کے واسطے ۱۳۔ تو گھری چیزیں کھانے کی ۱۳۔

کا فرمانِ راحت عنوانِ جاری فرمایا۔ پھر یہود نے حضرت مسیح جیسے منجی درباری کا نکار کیا اور پرلے دربت کی بے دینی سے انکی جناب میں نامناسب کلمات کہے۔ بلکہ اپنی نادانی سے پختے مسیح کو چھوڑ کر وہی مسیح کے منتظر ہو گئے۔ قرآن نے یہود کو بتلادیا کہ مسیح آئیلے اور ہزاروں یہود کو منوادیہ اور انہ جنہوں نے انکار کیا۔ لزام کو کامل کر دیا ایسے مدعی سے یہ جواب حکمِ مذ سے سکے اپنے مدعا علیہ کے ملزم کرنے کے لیے صاحبِ حکم کی ضرورت پڑتی ہے۔ دیکھو یوحنا کے ۱۲ باب ۴ میں مسیح فرماتے ہیں۔ جو کوئی مجھے ایمان نہ دے میں اس پر حکم نہیں کرتا۔ معلوم ہوا حضرت بے بس میں حکم کا اختیار نہیں رکھتے۔ اور مرقس ۱۶ باب ۱۶ میں فرماتے ہیں۔ جو کوئی ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم کیا جاوے گا۔ معلوم ہوا کہ مسیح کے بعد زمانے میں مسیح کے منکرون پر حکم ہو گیا۔ اس واسطے ضرور ہوا کہ قرآن اور صاحبِ قرآن آوے اور حضرت مسیح کے سچا سچ ہونے کی گواہی دیکر اختلاف کو مٹا دے اور تنک کو ملزم کرے۔ پھر حضرت مسیح جیسے رحیم و کریم مسکین و خاکسار آدمی کی نسبت غلو شروع ہو گیا۔ اس مقدس بن انسان کی اُلوہیت کا بے وجہ دعویٰ کیا گیا بلکہ کیتھولک فرقے نے بقولِ موشیم اور مالیم حضرت مسیح کی والدہ مریم صدیقہ کو ماہیتِ تثلیث کا متمم یقین کیا۔

کالوڈین حضرت مریم کی تصویر کو گوٹے کناری کے کپڑے پہنانے لگے اور شیراں رومی اور پیرنارچر معانی شروع کر دی تھیس کی مجلس میں خدا باپ کے علاوہ اور دو خدا مسیح و مریم ماننے لگے

فطرتِ انسانیہ اور نورِ ایمان ایسے افسوسناک پرانکار کرنے کے لیے مضبوط کر رہتے ہیں۔ تو تم کا شکر انکے سر پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ کہ دیکھ تجھے قانونِ قدرت کا علم ہو

نہیں خدائی اسرار پر جو چٹنے کے لئے تیری رسائی نہیں الہامان مسائل پر اعتقاد
نہ اس واسطے فطرت سلیمہ اور عقل مستقیم ہے صاحب الہام کے فیصلے لینے کو ضرورت و توجہ ہوتی ہے
الہام نبوت کے خاتم نے زور سے فریاد یا سح کی اوسیت الہامی نہیں یہ اعتقاد ثبت پرستی
اور کفر کی جڑ ہے۔

توپلی عقائد کی بیخ کنی اور سوقت تک شروع نہوئی جب تک عرب کے میدان سے یہ
پتی سبز نش عیسائیوں پر نہوئی۔

اَلْخٰذِلُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سِيْطَرَةُ سُوْرَةِ تَوْبَةِ كُوْنُ
 بت۔ اور اے ان مصر اور یونان کے رب علوم و تحقیقات کے مخزن تھے۔ الٰہیت پرستی کے
 عام رواج نے ان ملکوں میں یہ طاقت کہاں باقی رکھی تھی کہ مریمؑ کی الوہیت کا
 خدا باطل مسئلہ۔ اور عشاٰی ربانی میں روٹی اور شراب کا حقیقتاً نہ مجازاً مسج کے گوشت
 اور ہو جانے کا وہم اہل دنیا کے دلوں سے اٹھاتی۔ پھر عرب کے سے جاہل اور
 بت پرست ملک سے کیا امید تھی کہ ان توہات کا مقابلہ کرتا۔

کفار سے کی انگو، میدانے لوگوں کی یہ حالت کر دی تھی کہ انکے دلوں سے گناہ کا ڈر
وہٹ گیا تھا۔ کیونکہ بیسج پر ایمان لانے والوں کے بے ایمین خود مسیح مطعون ہو گئے۔ اور
وہی سر یاب ہو گئے۔ تو ایسے مومن کو بیسج پر ایمان مایا گناہ کا ڈر ہی کیا رہا۔ جب کفر و
شک کے ایسی کھٹا جھالی مٹی تھی تو قرآن کی سخت ضرورت ہوئی کہ دنیا میں اترے
یہ کہ حضرت مسیح سے ان اہمات کو دور کرے اور دنیا میں خالص توحید کو جو اصل در
مقصود بانہات موعظہ ابراہیمہ و موسیٰ در عیسیٰ کا ہے پھیلانے۔ جَزَا اللہُ عَنَّا مَن نَزَلَ

عَلَيْهِ تَقَرَّانِ احْسَنَ اجْزَاءِ

ابو حال کو بیت مسیح میں من نے ملحق ہضمون لکھا ہے۔ اور اوہین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بعض عیسائی قرآن کے نہ سمجھنے سے یہ کہتے ہیں کہ قرآن نے سلسلہ تثلیث کو سمجھایا نہیں۔ اور انسانیت اور الوہیت کے اجتماع پر قرآن نے نظر نہیں کیا۔ پادریوں کی اس غلطی کو وہاں واضح کر دیا ہے۔

چوتھی ضرورت

دنیا میں انبیاء کی پاک تعلیم نے خدا سے تعالے کی عظمت اور بڑائی اور اس کے عدل اور قدوسیت اور رحم اور قدرت کا ملکہ اور ربوبیت مانہ کا وعظ پھیلایا۔ اور بعض مصلحان قوم نے بھی جنکی فطرت سلیمہ اور قوت ایمانیہ مستقیم تھی توحید کو عملی سے بیان فرمایا۔ مگر انکے اتباع نے آخر اپنے ہادی ہی کو بدو نہا لیا۔ حضرت مسیح نے خداوند کریم کی بزرگی اور عظمت کو بیان تو کیا مگر آخر عیسائیوں نے مسیح کو خدا سے جہنم کھدایا۔ بلکہ خوش اعتقادوں نے انکی والدہ مریم صلیتہ کو بھی تمنا بیت تثلیث تجویز کیا آریہ ورت حکما اور عوام سری کرشن جی اور سری راجچند راجی کو خدا کا دتا رکھ اوسٹے گروناک صاحب کے تارک الدنیا اخلاق مجسم چیلے گرو صاحب کو اوتا رہنا گئے۔

پس ایسے واعظوں کے تعلیم یافتہ پیروں کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ صرف اس لیے کہ مریدوں کی اپنے ہادی سے دلی محبت سابقہ بت پرستی کی عادت سے ملکر نور ایمان اور عقل صحیح پر غالب آگئی۔ اور کوئی ایسی قومی روٹ انکے ہادیوں نے نہیں رکھی تھی جسکے ذریعے توحید خالص انکے مشرکانہ طبائع کو فتح کر لیتی۔ میں جب عیسائیوں اور ہندوؤں اور سکھوں کے مقدس لوگوں کو شہرک کرتے دیکھتا اور انکی زبان سے سنتا ہوں کہ وہ

لئے مین ہمارے بادی خدا سے مجسم اور اوتار تھے۔ تو مجسم یقین ہو یا تاہر کہ بیشک یہ پتا
پتہ خدا کا کلام ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ

سیپارہ ۲۲ سورۃ احزاب رکوع ۵

تفصیل اس جہاں کی یہ ہو کہ محمد صاحب نے مہلا اور انکی امت نے سب تعلیم اپنے بادی کے
اصولاً اقرار توحید ساتھ آئندہ ان محمد اکبرہ و رسولہ کے اقرار لازمی کیا ہے۔
اس کلمے کے ایذا دینے جو کچھ اثر دنیا پر دکھلایا وہ بالکل ظاہر ہے۔ ورنہ یہی اسکے بجانب
ہونے کی بڑی زبردست شہادت ہے۔ ہندوستان کے ہادیوں نے ملک سے سکتے کی
خطرناک پوجا اور گنگ کی خلاف تہذیب پرستش کو کم نہ کیا۔ اور یہود نے طرافیم کی پوجا
اور سوقت تک نہ چھوڑی جب تک۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ
سورۃ نسا رکوع ۸۶

کی صدا عرب سے نہ سنی۔

بنی اسرائیل کی بڑی کوششوں اور سختوں اور تکالیف بلکہ جانفشانیوں کو مین کہ کامیابی
کا عنوان بناؤں جبکہ وہ آپ اور اسکی مان دونوں معبود قرار دیے گئے۔ مسیح تو عموماً
تمام عیسائیوں کے معبود مین اور انکی والدہ خصوصاً رومن کیتھولک کے یہاں پوجی جاتی مین
بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اس تکمیل کی محتاج تھی۔ کہ وہ اپنی فاضل پرورد
بودنی تعلیم کا ضروری جزو قرار دیتے۔ اس ضرورت کو صرف قرآن و محمد صاحب ہی

اے محمد اب نبین کسی کا تھارے مردوں مین یکن رسولی پند کا درمہ نب نبین یہ
کے تھے نہ میرے جنوں پر یہ نب نبین کتاب کا استہ مین قوت اور شیطانون کو

تعلیم نے پورا کیا۔

اسی فقرے کے اثر نے خوب جیسے خالص بت پرست ملک سے بت پرستی ہستیا
 ہی نہیں کیا بلکہ یہودی بھی چونک وٹھے با این کہ ہمیشہ مرد ہو جاتے اور بت پرستی کرتے تھے۔
 جیسے قاضیوں کی کتاب اور اونٹ بچھڑکی پریش کر کے وغیرہ امور سے ظاہر ہے۔ اور
 کے معزز باشندے دعوے کرنے لگے کہ ہمارے مقدس وید بت پرستی کے دشمن اور
 توحید خالص کے حامی ہیں۔

پانچویں ضرورت

خدا کی توحید ذاتی اور توحید صفاتی کی تعلیم جسے توحید ربوبیت کہتے ہیں اجمالاً اور علم
 تمام تاریخی مذاہب میں موجود ہے۔ اور ان مذاہب کے پیرو باری تعالیٰ کی یکتائی ذات
 اور صفات میں بیشک ظاہر کرتے ہیں اور اس کے مقربین۔ الہ توحید الوہیت کے
 پراسرار اور کامل واسطہ حضرت قرآن کو اس شکر کا باج دیا گیا کہ جس نے ہر شرافت و توحید کو
 ہر روت پیموں اور مختلف اندازیان سے مکمل کر دیا۔ محققین اور علماء اسلام کا
 حال میں کیا لکھوں۔ کئی ہمالیات اور کمالات سے قطع نظر اگر کہ آرزو اور رسوخ
 کو نقشہ انداز کیا جائے تو قرآن کے مام پر روت میں جاہل سے جاہل اور امی کیوں
 نہ ہو۔ جیسی توحید کی زبردست جڑ لگی ہوئی ہے کسی اہل مذہب میں اس کی نشیمن نہیں۔ اور
 اسی لیے وہ درجہ عقیدہ حق پسند ہی کامل اور مکمل کتاب نازل ہوئی وہی اور
 حقیقی استحقاق خاتم الانبیاء والہ سلین ہونے کا رکھتا ہے۔

اس میں انبیاء اور فرشتوں کے اس کے سجدے کرتے اور اونٹوں مانک اور خدا و

پکار پکار کر اپنا محمد اور حاتم جانتے اور اونٹ آگے قربانیاں گزرتے رہے۔

ع کے وقت شیوع نے آئندہ اوپر اٹھائی تو دیکھا ایک شخص تلوار بٹھپتے ہوئے کھڑا
 ع نے اوس سے پوچھا کہ تو ہماری عزت پر یا ہمارے دشمن کی طرف ہراسے کہ
 بن خداوند کے لشکر کا سوار ہو کے آیا ہوں۔ تب شیوع زمین پر اوندھا گرا اور سجدہ کیا
 اوس سے کہا میرا مالک اپنے بندے کو کیا ارشاد فرماتا ہے۔ خدا کے لشکر کے سردار
 شیوع کو کہا اپنے پانوں سے جوتی اوتار۔ کیونکہ یہ مقام جہان تو کھراہر مقدس ہے۔
 تم صاحب کی تکمیل یہ تھی کہ توحید الوہیت کے وعظ سے جسے توحید فی العبادت
 میں اپنی بات کے ماننے والوں کو پورا صوحید بنا دیا خدا اے آری وافی
 پرستش کے کام کو تعلیم پورا کر دیا۔

اس میرے قول کی شہادت موسیٰؑ کے بعد یود کی عام حالت۔ اور محمد صاحب کے
 رب کی حالت مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ موسیٰؑ علیہ السلام ہاڑ پر تشریف لے
 اور اونکے پیچھے بچھڑکی پرستش شروع ہو گئی۔ بلکہ عیسائی عالموں کے نزدیک
 بت مارون جیسے کاہن گوسالے کے بنانے والے ٹھہرے۔ اور کتاب قصبات
 پر پڑھنے والے جانتے ہیں کہ بنی اسرائیل کیسے جلد جلد مٹ رہے تھے۔

بخلاف اسکے عرب کے لوگ تیرہ سو برس گزر گئے اب تک بت پرستی کے قریب
 نہ گئے۔

چھٹی ضرورت

براہیم کے پلوٹھے اسمعیل کے حق میں نہ اسے تعالٰی نے برکت کا وعدہ کیا
 نہ وعدے کا پورا کیا صاحب کے پیدا ہونے تک دنیا میں منجھی رہا۔

ساتویں ضرورت

موتے نے اپنے مثل نبی کے قائم ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اور وہ
پیشین گوئی، سو وقت تک تصدیق ہوئی جب تک اس کا مصداق نہ آیا۔ اور یہ
میں جیہیں دلی کا مصداق آگیا تو اسکی تصدیق ہوئی۔

سوال

نہن سلیم کی نضیات ثابت کرو۔ یونہی ن قبا سات کو جو مقدمہ کتب سے
قرآن میں مندرج ہوئے ہیں نکال دین تو محمد صاحب کی خاص تعلیم ناقص باقی رہ
و۔ یہ اسلام تو مقدمہ کتب کا اقتباس و محمدی عنایات کا مجموعہ ہے۔

جواب

ملک کے خیر خواہ اور قوم کے مصلح لوگ انبیاء علیہم السلام ہوں یا حکماء عظماء
بشرطیکہ اس پچھلے کروہ کو طمع و اسکی نیر نہ ہو۔ اور نبوت کے چراغ سے روشنی
ہوں تو وہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں میں سے انکی موجود
بڑائیوں کو دور کریں۔ اور آئندہ کے خطرات کا ایسا انتظام کریں جسکے باعث قوم
ملک کی آئندہ نسلیں بڑائیوں سے محفوظ رہیں۔

سچے مصلحان ملک و خیر خواہان قوم کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ اگر ملک یا قوم میں
باتین موجود ہوں۔ تو آئندہ وہ عمدہ باتیں پیدا کر دکھلا دیں۔ یا پیدا کرنے کی کوشش
کریں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں میں عمدہ باتوں کے اصول موجود رہتے ہیں
الاملک کی آب و ہوا اور قوم کے رسومات و ترکام کے ظلم یا عیاشی اور تعلیم کی
یا اصول حق کے ساتھ ناقص تعلیم کے ملجانے سے وہ عمدہ اصول چند بڑائیوں
سے مل جاتے ہیں۔ مصلحان قوم کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ ان عمدہ اصولوں کو ناپاک

بسن سے پاک و صاف کر کے رائج رکھیں۔
 یہ قوم پر خدا اور قوم کے دلدادہ پُرانیوں کے دشمن اور راستی کے
 بن دادہ ہونے میں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حکماء نظام کے وجود باوجود سے یہ ظہور فائدہ دنیا کو
 بچتا ہے کہ وہ ان سب عمدہ رسوم اور پائیدار اصول کو جو اونکے ظہور اور نسبت سے پہلے
 میں قوم میں رائج چلے آتے ہیں خود وہ امور عبادت ہون یا بطرز عبادت ادیان حق
 غیب ہون یا کتب مقدسہ کا عطیہ انھیں انکی حالت پر قائم اور بحال رکھتے ہیں۔
 قوم اس سوتے آدمی کے مانند ہوتی ہون کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہر قسم کا
 آرام کھانے پینے اور دیکھنے کا موجود ہو۔ الا وہ ناخالص کے استلذاذ سے
 پرہیز ہو۔ اور بنی اس بیدار اور ہوشیار خیر خواہ کے مثل ہوتا ہے جو باقتضائے فطرت اور جبلت
 نے اس سولی ہوئی غفلت کی ماری قوم کو جکاتا ہے اور اس سولی ہوئی قوم کو ان آرام
 اشیاء سے بہرہ مند ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام قدرتی صنائع اور بدائع کی طرف جن سے قوم غفلت کی وجہ سے
 ہم پوشی کر رہی ہو توجہ دلا کر قوم کو خالق کا عاشق بنانا چاہتے ہیں۔ اور قدرتی اشیاء میں توجہ
 بر غلکی ترغیب لاکر صنائع عالم کا شکر گزار کرتے ہیں۔ کیا وہ کوئی امرانی اکل سے گھر
 و مہیون کا دل بہانا چاہتے ہیں۔ اور کیا وہ مافوق الفطرۃ کرشمے دکھلا کر توجہات میں
 سامنے کی طرح ڈالتے ہیں۔ نہیں اڑھائی ایت کی جد آسجد بنانا اور نکاح کام نہیں۔ ورنہ
 بت بقول ایک خیر خواہ اسلام کے انکی راستی اور سچائی خیر خواہی اور بے ریاگی کا نشان
 - فِدَا اَہْلِ اَیِّ وَاُمِّی -

بچ کا بننے کا کیسے کا فرشتہ دو لوگ مین جنہوں نے اس قسم کے مقدسوں کی
اس راستی اور استبازی کی قدر نہیں کی۔ بے ریب اسلام اون تمام خوبیوں کا مجموعہ
جو اسلام کے سوا اور مذاہب مین فرد فرد موجود مین۔

قرآن کو نہ تو ملکہ سلام کو بیشک یہ فخر حاصل ہے۔ اگر صحیح الفطرۃ اور مستقیم عقل والے یہ
منصف بجا غضب کی آفت سے بچے بدستہ اسی پر جوش دل سے کہہ دین۔ غ
نہ خیالات تہہ دارند تو تہنہ داری ہے۔

ناظرین سنو۔ اور دل کی کڑکیاں کھول کر سچے دل سے سنو۔ اسلام انسان کی دنیا
اور مارتی طرز بولی اور مٹوئی ہوئی باتوں کو ہم ہی سے لیکر اور اسی عالم ناسوت اور
سے لے کر مہر پرورد کرتا ہے۔

اسی راستی اور سچی کی تائید اور حقیقت حصول کے بحال رکھنے کے باعث اسلام کو
حقیقت نہ سمجھنے والوں نے اسلام کو قہتہاس کا الزام رکھا۔

یہ یہ انہی قرآن ان تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے جو دوسری کتابوں مین پائی جاتی ہے
اور ان پاک مضامین پر حاوی اور مشتمل ہے جو اور انبیاء کی مقدسہ کتب مین فرد
موجود مین۔ بعینہ قرآن کریم مین موجود ہے۔

وَلَا تَنفِرْ فِی الْکِتَابِ بِحَقِّ مِصَّةٍ قَالِ الْمَکَیْنِ یَدِیْهِمِ الْکِتَابِ مَوْحِیٍّ
مُکَیْمٍ۔ بیارہ۔ سورۃ مائتہ۔ آئی ۷۔

ان مبین مجیدہ کتب مقدسہ کے اون قوانین سے اختلاف رکھتے جو مقدسہ کتب
میں متصل زبان یا متصل مکان یا متصل اقوام تھے اور اسی اختلاف کے باعث سے

تفاوت و تشبیہ و تمیز کے لیے یہ کتابیں لکھی گئیں اور سب پر شامل ہے۔

سلام کے بنا، شادون نے، سلام کو اقتباسات اور منہ بات کا مجموعہ خیال کیا ہے۔
 یہود میں قیامت کے نہ کر لوگ کبھی موجود تھے (فرقہ صدور فی) یہود میں ایک فرقہ
 کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ بنی اسرائیل براہیم کی اولاد میں ابراہیم کی راستبازی سے ضرور
 راستباز ٹھہریں گے۔ (دیکھو فرقہ فریسی) عیسائیوں میں حضرت مسیح کی پرستش سے
 شک و شبہ ہی بری آفت لگو کھانندگان الہی کے رگ دریشے میں پھیل رہی تھی۔ روٹ
 کیتھولک وغیرہ میں حضرت مسیح کی والدہ مہترمہ صدیقہ کی عبادت جو ہندو عرب کی بت پرستی
 سے کسی طرح کم نہیں ہزار ہا مخلوق کی عقلی قوی پر چھری پھیر دی۔
 عشا سے ربانی کی رسم نے جہن روٹ کیتھولک کا یہ عقیدہ جزو ایمان ہو کر روٹی
 کے وہ ٹکڑے جو شراب میں اتر کے جاتے ہیں۔ اور وہ شراب حقیقتاً اور فی الواقع نہ مجازاً
 حضرت مسیح کا گوشت اور خون ہو جاتی ہے ایک جم غفیر کو انقلاب مابیت کے کن برے
 توہمات میں پھنسا رکھا تھا جسکے سامنے کیمیا گردن کی بوالہوسی اور بت پرستوں کا مورتن کو
 جیودان دینا اور ان کا اداہن کرنا بالکل گروہی جن ادیان کی یہ حالت ہو انہیں سے
 ایسا اقتباس کرنا جس پر تمام قانون قدرت گواہ ہو اور جسکے لیے نور ایمان اور تمام قوی
 عقلیہ امتنا و صدقنا کہ اوٹھیں کہیں آدمی کا کام ہے۔ آیا ایک بت پرست جاہل قوم کے
 بے الہام اُمتی کا۔ نہیں نہیں نہیں۔ بلکہ ایک خاتم الانبیاء سرور اصفیا کا۔ فداہ الی و
 ہکو اس بات کے دیکھتے ہی کمال تعجب ہوتا ہے کہ عیسائیوں نے اپنی کتابوں اور تحریر
 میں کیوں اس امر کے ثابت کرنے میں اس قدر بے فائدہ کوشش کی ہے اور اپنا وقت
 ضائع کیا ہے۔ اور قواسم عقلیہ و ماغیہ کو صرف کیا ہے۔ جس سے ہم مسلمانوں کے مذہب
 میں بڑا تعلق ہے۔ اور کھپلا پھلے پر مبنی ہے۔ اور جب وہ اس امر کو نہایت سعی حاصل ہے

اثبات کر چکے ہیں۔ تو زرا تعجب یہ کہ ایسا کہتے ہیں کہ جسے فلان فلان یودیون کے
 مذہب سے ہے۔ ہر گویا مذہب سلامین کوئی ایسی بات نہیں ہے جو خود وہ اصول پر قائم ہو
 بلکہ یہودیون کے ایمان سے اقتباس کیا ہوا ہے۔ درحقیقت کہ مذہب عیسائی بالکل مذہب
 یود کا محتاج ہے۔ ہر گویا ہی مذہب سلام بھی مذہب یود کا محتاج ہے۔

کیا عجیب عادت ہے کہ جب یہ دُک قرآن کی بعض تعلیمات اور قصص کو جینہ تورات
 اور اپنی کتب مقدسہ میں موجود پاتے ہیں۔ یا یود کے تالمود اور جوس کی قدیم کتابوں میں
 دیکھ پاتے ہیں تو پہلا اوستہ میں کہ قرآن تب سابقہ کا اقتباس ہے اور جب آج کے
 اور بعد یہ قصص قرآن کے کتب سابقہ میں نہیں پاتے۔ انہیں مجاہدات کے منہ آتے
 کہہ دیتے ہیں۔ غرض یہ وہی طرحی باتیں قرآن میں ملن تھیں۔ یا وہ بھی سید اعلیٰ صاحب
 میں وجود ہو یا نہ ہو۔ سو قسم اول کو اقتباس کہہ یا اور قسم دوم کا نام سندیت دے دیا

اگرچہ یہ امر کہ کونسا مذہب مسلمان یا عیسائی زیادہ تر مذہب یود اور دیگر مذاہب
 کا محتاج ہے۔ ہر ایک پر روشن ہو مگر ہم خوشی سے امر مذکورہ کو تسلیم کرینگے۔ کیونکہ درحقیقت
 ان دونوں مذہب یود مذہب سلام ربانی الہامی مذہبوں میں باقی جاتی ہے
 اس سے انکار کرنے کے بدلے ہم اسکا اپنا نہایت فخر سمجھتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہی
 ایسے ہیں کہ ہر ایک سچے اور اس کے سچے بوسٹنی کے سچے پیرو ہیں اور
 ہم ہی یقین کرتے ہیں کہ آدم و نوح و ابراہیم و یعقوب و اسحاق و اسماعیل و
 موسیٰ و عیسیٰ اور محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سب کا ایک ہی دین تھا۔
 ہم حیران ہیں۔ عیسائی علماء بان اتنا نہیں سوچتے کہ خدا سے تعالٰیٰ نے مخلوق کو
 جنس انسانی میں ایک ہی نسل وجود کا بھروسہ کیا اور ہر ایک سوالیہ یاد رکھو است

نہات و بیاد ت کے ہر طرح کی رست و رفتاریت سہانی کا سامان مہر و کیمیا پانہ میں
 میں آسمان نباتات بہارات حیوانات و منس و نیا و مانیا سب کچھ ہی دور کی مائش
 اسے یہ سبق کیا اب غور کرنا چاہیے کہ جب اس ضمن میں نے ایک فانی پر ایسی ہیرو
 ستر اس قدر اثبات سے عجیبہ ابتدائی سے پیدا کر دین تو کیا روح انسانی کو جو باقی وہ فانی اور
 منصوبہ فانی آفرینش کی برآں نظر انداز کر دیا ہو گا۔ نہیں نہیں۔ کون شخص ایک مہر کے لیے
 سیاحیاں کر سکتا ہے۔ اور اس قدر اس کی ذات کا مل ان صفات پر ایسا میٹھا ہو گا۔ اور اس
 بہشت بشتک و دوا و سیطرہ ابتدائی سے روح کی تربیت و تہذیب کا سامان بنے۔
 تکلف مہیا کرتا چلا آیا ہے۔ اس قدر مطلق نے جس طرح فیض سوتی (مستحق عالم سام)
 اہل قطار و اطراف عالم پر بندوں فرمایا ہے۔ ویسے ہی اس بہشت بہت ہمہ رحمہ فیض لایا ہے
 روحانی (کسی قوم کسی ذیت سے دریغ نہیں کیا ہر زمانہ میں ہر قوم میں۔ ہر
 بس میں بلکہ ہر فرقے میں انبیاء بھیجے۔ ان میں اُمّۃٌ اَخْلَاقُ فُضِّلَتْ لَہُمْ۔ سیدارہ
 سورۃ فاطر کو ۲۰۔ کتابین اوتارین۔ حکماء و علما پیدا کیے۔ اور خود انسان کی فطرت
 میں تعلیم روحانی رحمانی کے قبول کرنے کے لیے نور ایمان یا نور فراست و دہیت رحمانی
 اس لیے غالب آباد ہوا ہے عالم میں شجر اصول قائم ہو گئے یا بولتے رہے۔ تمام
 اصول کی اصل توحید سب قوموں میں مشہد ہو گئی۔ اور اصول اخلاق مثلاً شجاعت
 حقیقت عدل رحمہ کی عظمت اور صفات رزائیہ مثلاً کبر جہن شہوت ظلم غضب ورجس
 کی برائی کی کل قوانین قابل ہونے۔ اگر نقص و کمال کا تفرقہ ہمیشہ اسے چلا آیا اور ان
 مہربان میں توحید صفاتی و عبادتی حق و باطل میں کیا جاتا رہا۔ اَلَا مَادَّةُ الْاَشْبَاءِ
 یعنی توحید ذاتی و اخلاقی وغیرہ قائم رہی۔ اور بقدر معمولی ہوتی رہی۔

ہر۔ وریہی بات جس سے منکر کوتاہ فہم حقیقت فطرت سے ناواقف دور دور کے
گمانوں، وروسوں میں بہکا پھرتا ہے۔

اب ہم یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کی بڑی تعلیم اور ان کے عقائد میں
انکی سب تعلیمات کے گل سرسبد میں کیسے ہندوؤں کی کتابوں سے اقتباس کیے گئے
ہیں۔ یا اگر وسعت حوصلہ کو کام میں لائیں تو اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہندوؤں کے عقائد سے
مطابقت کلی اور مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔

(۱) حضرت مسیح کا خدا سے مجسم ہونا جیسا عیسائی لوگ کہتے ہیں بعینہ ہندوؤں کے
اس عقیدے کے مطابق ہے جو وہ کہتے ہیں کہ ”بھگوان نے اوتار دھارا“۔ یعنی خدا سے
مجسم ہوا۔ اور شیک مسیح دسویں اوتار کی طرح ہیں۔

(۲) مسیح کا دنیا میں آنا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اوتار کے بچانے اور گناہ دور کرنے کے
لیے ہوا۔ اور یہ عقیدہ بعینہ ایسا ہے جیسے ہندو کہتے ہیں کہ جب دنیا میں پاپ مبت ہو
جاتے ہیں بھگوان باغراض مختلف جسم کو قبول کرتا مجسم ہوتا اور اوتار دھارتا ہے۔

(۳) تثلیث کا مسلہ ہندوؤں کے تردیو کہنے کے مساوی ہے۔ عیسائی کہتے ہیں خدا
ایک ہے اور تین بھی ہیں۔ بت پرست ہندو بھی ایسا ہی کہتے ہیں کہ۔ بھگوان ایک ہے
اور تین بھی ہیں۔ براہمن۔ بشن۔ مہیش۔

(۴) عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا باپ سے بیٹا اور باپ اور بیٹے سے روح القدس
بعینہ ہندوؤں کے اس قول کے مطابق ہے کہ۔ نرگن سے سرگن ہوا یا نرگن سے ستون

۱۔ سلسلہ فی الواقع ہر مصلحت سے دین سبکی کی تائید میں بڑے بڑے کارہائیاں کیے۔ ۲۔ اسے اپنے مرشد کے سیدھے سادے احکام
اور نصائح میں غلط فہمیا غورث کے نہایت دقیق اصول داخل کر دیے۔ اور یہ وہ غلط فہمیا ہیں عقول عشوہ و تباہیت
کا مسد ستر فی ملکوں سے اخذ کر کے دھل کیا تھا۔ ۳۔ صرف محمد زبیر علی ۴۔

ایمونیون - رچون -

۵ عیسائیوں میں شتاے ربانی کا مسئلہ سبکی بابت کیتھولک کا اعتقاد ہے کہ وقت
روٹی اور شراب بعینہ تیسٹا نہ مجازاً مسیح کا گوشت اور موی ہو جاتا ہے۔ اور پروٹسٹنٹ اس
مجازیت میں - ٹھیک بت پرستوں کے اور اعتقاد کے برابر ہے کہ بشنو تپہ بگی - اور
ساکرام نام کہلا کر گندہ کا ندے میں جا پڑا - اور تردید پیر اور پپال در دھاک بنگی -
۶ حضرت مسیح کا یودیوں کے انتقام لینے کے لیے رومیوں میں آنا جیسا کہ
انجیل و عیسائیوں کا اعتقاد ہے - ویدانتیوں کے اس خیال کے ساوی ہر ہو وہ
کتے ہیں کہ پریشہ نے کہا میں نے پاپا ایک سے بت ہو جاتوں - اور بعد تماش
کے سلسلے کے بمشکل ہے -

۷ کفر سے کا مسئلہ ہندوؤں کی ذریعہ نہیں تو اور کیا ہے

۸ یوحنا اعلیٰ باغی کا ایلیامین ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلے اور گون کے
ہم معنی یا اوسید کا نتیجہ ہے - ۱۷ باب - ۱۲ -

۹ یوحنا کا دریا سے یرون میں پتہ سادینا - انگا جی کی ہر کی نہیں تو اور کیا ہے -

۱۰ پولیس صاحب فرماتے ہیں کہ پاکون کے لیے سب کچھ پاک نہایت ہے -

پادری صاحبان! یہ سب ہنسیوں کا، اعتقاد و تعلیم نہیں تو اور کیا ہے -

اب عند حقیق کا بھی کچھ حال سن لیجئے

۱۱ نرسنگ بچانا اور وسلو داسی ابدی رسم تہذیب ہندوؤں کی آرتی ہے -

۱۲ ہاتھوں کا ایک ہی قوم میں ہونا اور لادیوں کا مقرر کرنا بعینہ ہندوؤں کی

صلہ ہے - یوں ہے - ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوؤں کے لیے سب کچھ پاک نہایت ہے -
۱۳ - ۱۲ - ۱۱ - اور غور سے پڑھو - ۱۳ -

اس رسم کی طالبات جسمین بیہوش اور پروہت خاص قوم میں کئے ہوئے غہور میں۔
نہ ہی چندوں میں لاویوں کی تخصیص نہ ہون کے خاص مصروف تیرات ہوئے کا
نشان بتائی ہے

(۱۳) ازبور ۲۶-۶-۸ میں جس عبادت کا ذکر ہے وہ ہندوؤں کی سی پرکرا نہیں
تو اور کیا ہے۔

۱۴ سوختنی قربانی جس کا ذکر تمام تورات بھرتی ہے۔ مثلاً خروج باب ۱۹-۱۸۔ یہ ہندوؤں
کی قوم کی رسم نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۵ اہبار باب ۲-۱۔ ولنتی باب ۶-۹ کی رسم ہندوؤں کے بھدر کا مقابلہ ایتنا
نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۶ ایوب اور داؤد کا رکھن مٹھنا۔ ایوب باب ۲-۸۔ ہندوؤں ستا سبوں کی جھوٹ
میں رہنے کی بنیاد نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۔ جدعون نے ایک بکری کا بچہ اور یہ جبرائیل کی فطیری روٹیاں پٹیا لیں۔ گوشت کو
تو کبری میں لکھا اور شوربا ایک کٹورے میں ڈالا۔ اور ایک دیوتا کے لیے بلوط کے درخت
کے تلے لگا گزانا تب دس دیوتا نے کہا فطیری روٹیوں کو اوس چٹان پر رکھ دے
اور وہ شوربا ڈال۔ سو جدعون نے ایسا ہی کیا۔ قاضیوں باب ۶-۱۹۔ اور دوسرے
اپنے عید کی نوک سے چھوڑا۔ اور اسے آگ کھا گئی پس یہ ہندوؤں کی تلی کی
رسم ہے۔

نماز

اس مضمون میں پانچ امر دن پر بالاختصار نظر کریں گے۔ ۱۔ حقیقت نماز ۲۸ باطن کو

ظاہر سے تعلق ہے۔ (۳) ارکان نماز (۴) فوائد ضبط اوقات (۵) سمت جنبے کے تعین کی وجہ۔

حقیقت نماز

دنیا کے مذاہب پر غور کرنے۔ اور قریباً کل اقوام عالم کو ایک ہی بڑے مرکز اور مرکز کی طرف بالاشتراك رجوع ہو ہو دیکھنے اور قانون قدرت کے سچے بے نقص کتاب کے مطالعہ کرنے سے فطرت سلیم قوت ایمانی نور فراست کے اتفاق سے فوراً شہادت دے اور اٹھتی ہے کہ ایک ہمارا خالق زمین و آسمان ہے۔ جسکی قدرت کاملہ کل عالم پر محیط اور تمام اشیاء جاری و ساری ہے۔ غرض ایک ہمہ قدرت فوق الکل وجود کا خیال یا اعتقاد قریباً کل اقوام دنیا میں پایا جاتا ہے۔ یہ فطرت کا اشتراك و رقواسے باطنیہ کی اضطرابی توجہ ایک علیٰ ہستی کی جانب جو باری کی عجیب و نشین دلیل ہے۔ اب عالم اسباب یا اسباب عالم پر جب انسان نظر کرتا ہے تو خوب سمجھتا ہے کہ عالم کون و فساد کے انقلابات میں وہ ہمیشہ مجبور و معذور ہے۔ اور یہ کہ تمام اختیارات کے مواد اور مقدرات کے اسباب اسکی قدرت سے باہر ہیں۔ مثلاً جب دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے قواسے طبعی سورج پانڈستار سے ہوا بادل وغیرہ میرے لیے مزدخہ شکار ہیں۔ بلکہ جب وہ اپنے اسباب قریبہ یعنی جسمی کو دیکھتا ہے کہ کیسے مناسب آلات اور موافق ادوات اسکو ملے ہیں کہ اگر انہیں سے ایک بھی مفقود ہو جائے تو جہر و کسر کے لیے اسکا یا اسکی مثل بے نقص جزو کا موجود کرنا اسکی امکان سے خارج ہے۔ پس یہ تصورات انسان کے دل میں ضرور سخت جوش و رغبت پیدا کرتے ہیں اور دلی نیاز بڑی شکرگذاری کے ساتھ ملتا اسکو اس منعم و محسن کی ستائش و حمد کی خاطر مائل کرتا ہے۔ و حقیقت زیادہ اسکو اپنی احتیاج و افتقار کا عالم اور فوقی قدرت سامانوں کے باسانی ہمہ پہنچ ہائے کابلقین ہوتا ہے و تنہا ہی زیادہ اسکا دل و منعم کے

احسانات کی شکر گزاری سے بہر جاتا ہے دلی نیاز اور قلبی شکر گزاری جو حق محبت
اور باطنی اخلاص سے ناشی ہوتی ہے اور یہی جوش و خروش جو انسان کے دلیو میں
واقعی و باطنی نماز ہے

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمارے ظاہری اقوال و اعمال حرکات و سکنات کا اثر ہمارے
قلب پر پڑتا ہے۔ یا یوں کہو کہ جو کچھ ہمارے باطن میں مرکوز ہو حرکات ظاہری ہی اور کلی پسند
ہیں۔ بہت صاف بات ہے کہ اچھا بیج اپنے پھلون سے چھٹا جاتا ہے شاید وہ گواہ ہے کہ جو
ہم ہی اپنے دوست یا کسی بڑے محسن کو دیکھتے ہیں جسکی مہربانیاں اور عطایات ہمارے
شامل حال میں تو بے اختیار بشت اور طلاق کے آثار ہمارے چہرے پر آتے ہیں جو
ہیں۔ اور اگر کسی مخالف طبع کو وہ شکل کو دیکھ پاوین تو فی الفور کشیدگی اور انزجار کا نشان
پیشانی پر نمودار ہو جاتا ہے۔ غرض اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ تمام درشت
اور عوارض مثلاً انبساط انقباض یا اس رجا فرحت غم تحبت اور عداوت اعضا کی ظاہری کو
باطنی سمیت یکساں متغیر و متاثر کر دیتے ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ جب اس خالق مالک
رازق شہم کا تصور انسان کے قلب میں گزر گیا اور اس کے عطایات اور نعمتوں کی تصدیق
سے اس کا دل و جان معمور ہو جائیگا تو یہ دلی جوش اور اضطراری دلولہ اسکو ساکن
غیر متحرک چھوڑ دے گا۔ نہیں نہیں ضرور طوعاً و کرہاً اعضاے ظاہری سے ٹپک پڑے گا۔
جس کو صدہ پوسچے اور شاخون کو جس تک نہو غیر معقول بات ہے

غیر مذہب اقوام کے مذہبی رسوم کے آزاد دل سے تحقیقات کرو تو عجیب و دلکش اصول کا مجموعہ
ملیگا کہ اس اوپر دیکھنے والی ہستی نے تو اسے روحانی کی ابتدائی شگفتگی کے زمانے میں سکون مانہ
مذہب مانہ بہالت قرار کی ہوتے ہیں کہ کن کن صورتوں و رنگوں میں اس فیاض مطلق کی حمد و سپاس

کے قلبی زبردست اثر کو ظاہر کیا ہے۔ خارجی برآثاری اور غوارض کو چھوڑ دو اصلی بے رنگ
بے لوث فطرت پر غور کرو تو تمہیں دنیا کی قوموں میں رنگارنگ حرکات دکھائی دینگے جو باہم
رنگارنگی کیسے اوس بے رنگ کا معبود و سجد ہونا ثابت کر رہے ہیں۔

اس بیان سے صرف اس قدر مقصود ہے کہ ہر قوم کے نزدیک کوئی نہ کوئی طریق معبودی
کی یاد کا ضروری ہے۔ جسکو وہ لوگ اپنی نجات کی دستاویز سمجھتے ہیں۔ اور یہ کہ عقائد بالہنی کے
حسن و قبح کی تصویر اعضا و جوارح کے آئینے میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ہر قوم میں جوش قلبی کی تحریک اور اوسکی گنگ بگنگ کاٹنے کے لیے کئی ایک ظاہری اعمال
کا التزام پایا جاتا ہے۔ مثلاً بدن کو پانی سے طہر کرنا۔ کپڑے صاف رکھنا۔ مکان لطیف و نظیف
رکھنا۔ ظاہری صفائی اور سب فطرت اصلاح بدن سے بیشک خلاق پر قوی اثر پڑتا ہے۔
نجاست گندگی ناپاکی چرک بچلا پن سے کبھی وہ ملکوتیت بلند جو صلی پاکیزگی کی اخلاق پیدا
نہیں ہو سکتی جو واجبہ صفائی اور طہارت کا لازمی نتیجہ ہے۔ بدیہی بات ہے کہ باقاعدہ دھونے
وغیرہ افعال جوارح سے حتماً ایک قسم کی بشاشت اور تازگی عقلی قوی میں پیدا ہوتی ہے۔
اعلیٰ الصباح بستر غفلت سے ادھار بدنی طہارت کی طرف متوجہ ہونا تمام مذہبیں بلا درین ایک عام
لازمی عادت ہے۔ صاف عیان ہوتا ہے کہ تقاضائے فطرت سے اوس کے زور و اجبار سے
یہ دائمی عادات پیدا ہوئے ہیں۔ اور طبیعت اعضا و جوارح سے جبراً اس خدمت کا لینا پسند
کرتی ہے۔ پس اگر ایسی عبادت میں جسمین روحانی جوشون اور اصلی باطنی طہارت کا اظہار مقصود
ہو ایسی طہارت ظاہری کو لازمی اور لا بدی کر دیا جاوے تو کس قدر اوس شوق و ذوق
کو تائید ہوگی۔ صاف واضح ہے کہ جہان فانی طہارت اور ظاہری صفائی کا حکم ہو گا وہاں
باطنی طہارت اور باقی صفائی کی کتنی اور زیادہ تاکید ہوگی۔

غرض اس میں شک نہیں کہ صفائی ظاہری کی طرف طبعاً ہر قوم توجہ ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ نہایت بذمت سیاہ درون میں جو صفات جسمانی صفائی اور ظاہری زیب و زینت کی فکر ہیں۔ لگے رہتے ہیں۔ یقیناً بت سے انہیں ظاہری رسوم کی پابندی اور ان میں صفائی قیود میں ایسے اوجھے ہیں کہ قساوت قلبی و ربا اخلاقی کے سوا کوئی نتیجہ اونکے اعمال و اعمال پر مترتب نہیں ہوا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہوئی کہ انہوں نے ظاہری کو مقصود بالذات اور قبلہ ہمت ٹھہرا لیا۔ یا اونکے پاس کوئی روحانی شریعت نہ تھی جو مجازت حقیقت کی طرف اونکو لیجاتی۔ مگر اس سے نفس فعل طہارت قبیح یا مستوجب ملامت نہیں ٹھہرتا۔ اس عملی افراط و تفریط کے اور ہی موجبات اور بواعث ہیں۔

ہمیں اس وقت اور قوموں کے رسوم سے تعرض کی ضرورت نہیں۔ اس وقت ہم اسلامی طہارت (وضو) کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ غیر قوموں نے اسلامی اعمال پر انصاف سے غور نہیں کیا۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں نے۔ ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے والوں نے ہرگز ظاہری طہارت میں خوض نہیں کیا۔ وہ اسکو مقصود بالذات نہیں سمجھے۔ کیونکہ ایک پیچھے آنے والے طلیل نشان حقیقی فعل نماز کا یہ عمل مقدم ہونا ثابت کرتا ہے کہ عمل تو صرف نشان یا دلیل دوسرے امر کی ہے۔

وضو میں مسلمانوں کو جو دعا پڑھنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ یقیناً معتضض کو راہ حق پر آنے کی ہدایت کرتی ہے۔ سنو اور غور کرو۔ وہو هذا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ بِسْمِكَ اللَّهُمَّ رَحْمَتُكَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

اے کریم مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا فرما جو تیرے بندوں کے لیے ہے۔ اے جس کی ذات میں تیرے لیے توبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اے جس کی ذات میں تیرے لیے توبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اے جس کی ذات میں تیرے لیے توبہ کی ضرورت نہیں ہے۔

سے۔ اس کے مقابل میں کیا فرماتا ہے۔

صَبَّغَةَ اللّٰهِ وَمِنْ اَحْسَنِ مَعْنِ اللّٰهِ صَبَّغَةً۔ سیپارہ۔ سورہ بقرہ کو ۱۶

ی اعتقاد قدیم سے مسلمانوں میں چلا آیا ہے کہ طہارت باطنی ہی راستا مطلوب ہے۔ چنانچہ اسلام کے قدیم فلاسفہ امام غزالی نے اُن لوگوں کی نسبت جو صرف ظاہری طہارت پر مرتے تھے اور خشک قاب کبر و ریاء سے بھرے ہوئے ہوتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ سب سے اہم اور اعظم طہارت پاک کرنا دل کا ہے تمام بری خواہشوں اور مہیودہ عبتوں سے۔ اور دفع کرنا ہر نفس سے تمام مکروہ و مذموم خیالات کو اور اُن تصورات جو انسان کے دل کو خدا کی یاد سے باز رکھتے ہیں۔

جب ہم نے اثنا ثابت کر دیا کہ قلبی حالت اعضا و جوارح کو حرکت دینے بغیر نہ نہیں سکتی یہ کہ ظاہر و باطن میں لازم و ملزوم کی نسبت ہے۔ تو گو یا نفس ارکان نماز سے کچھ بحث میں۔ کیونکہ جذبات قلب اور اسکی واردات کا ظہور اور کیفیت روحانی کے عروض کا بہت اعضا و جوارح کی زبان حال ہی سے مل سکتا ہے۔ البتہ گفتگو اس مزین بچائی ہے آیا یہ بیست مقتضائے فطرت انسانی سے مناسبت رکھتی ہو یا نہیں۔ یا اس سے انکار اور پسندیدہ صورت و ترکیب فلاں قانون اور فلاں مذہب میں رائج ہے۔ یا اب اس صورت و ہم و تصور میں آ سکتی ہے۔

میں بڑی جرأت اور قوی ایمان سے کہتا ہوں کہ اسکی مثال اس سے بڑھ کر بول و طبع صورت نہ تو کسی مذہب میں رائج ہے، ورنہ اور نہ عقل میں آ سکتی ہے۔ جامع مانع طریق اُن تمام عمدہ اصولوں اور سلمہ خوبیوں کو حادی ہے جو دنیا کے اور مذہب نہ خود افواہ موجود ہیں۔ اور تمام اُن نیاز مندی کے آداب کو شامل ہے جو بزرگوں و اجلال

اسعد کے عرش عظیم کے سامنے قواسے انسانی میں پیدا ہونے ممکن ہیں۔ وہ خاص
اوراد و کلمات جو اس مجموعی ترکیب کے اجزاء۔ قومہ رکوع قعدہ سجود جیسے وغیرہ میں زبان
نہیں دے سکے جاتے ہیں اسکی نے نظیری کے کافی ثبوت ہیں۔

انصاف سے سوچیے کہ یہ بیات قواسے قلبی پر اسقدر قوی اثر کرنے والی ہے۔ تب
ارکان سے کون قوم انکار کر سکتی ہے۔ دعائیں سزنگا کرنا سیدھا کھڑا ہونا آنکھیں بند کرنا
آخر میں برکت دیتے وقت ایک ہاتھ لٹکا کرنا۔ اور ذرا اونگلیوں کو نیچے کی طرف جھکا
اور کبھی کبھی خاص حالت میں گھٹنے ٹیکنا یا گھٹنے پر کھنی ٹکا کر اوپر سر رکھ دینا۔ یہ سب امور تفادات
نصائی میں مہول ہیں۔ کوئی اونہیں کہے ان ظاہری رسوم سے کیا نکلتا ہے عبادت
دل سے تعلق رکھتی ہے اوس پر اکتفا کرنا چاہیے۔ صاف بات کا وہ کیا جواب دینگے پس
اسلامی صورت سے کیوں چڑھتے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ نصاریٰ نفس وجود ارکان سے تو کچھ تعرض نہ کریں گے۔ کیونکہ اس طبعی
حالت میں وہ اضطرار اہل سلام کے ساتھ شریک کر دیے گئے ہیں یا یہ معنی کہ وہ بھی دعا
یا نماز میں کسی نہ کسی صورت و کرن کا ہونا تو ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ اگر زبان سے اور زبانی
مباحث کے وقت نہیں علماء ثوابت کر رہے ہیں۔ پس اب اصل وجود ارکان پر زیادہ
تلاش فرمائی کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہاں شاید مقابلہ میں الصور میں منظور ہو تو خدا پرست
قلب کی اعانت سے غور کریں کہ اسلامی طریق میں کیسا جلال کمال تکمیل اور وقار پایا
جاتا ہے اوس بیزنگ تچون واحد احد لم یلد لم یولد کے حضور اقدس میں بے رنگ بے
تصویر مکان میں باوقار ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اللہ اکبر سے افتتاح کرنا اور سورہ فاتحہ
جیسی پر معنی دعا کا پڑھنا۔ اور پھر فرط انکسار سے اللہ بزرگ کی عظمت کا تصور کر کے ہست

جو جہاں کہیں رکاب العظیم پڑھا اور پھر زمین پر منہ رکھ کر بال رکھ کر سبحان رب الاعلیٰ
 بنا کیا یہ کم اثر کرنے والے اعمال ہیں کیا یہ نظرت انسانی کے موافق نہیں ہیں زمین
 میں سمجھتا کہ ایک ایسے شخص کو جو عبادت حق کو کسی صورت میں کیوں نہ ہو انسان کی عبودیت
 کا لازمی فرض جانتا ہے۔ اسلامی صورت نماز سے انکار ہو۔

یمان ایک اور لطیف بات سوچنے کے قابل ہے کہ اسلامی احکام دو قسم کے ہیں
 احکام صلی اور تابع یا محافظہ صلی بقصد بالذات احکام صلی ہوتے ہیں۔ اور احکام
 محافظہ صلی کی بقا اور حفاظت کے لیے وضع ہوئے ہیں

مازک سب ارکان ظاہری احکام محافظہ صلی۔ اور اس امر کا ثبوت اس وقت
 بخوبی ہوتا ہے جب یہ ارکان عذر کی حالت میں انسان کے ذمے سے ساقط ہو جاتے
 ہیں۔ مثلاً نماز میں بحالت مرض علی اختلاف الاحوال قوسہ تعدہ تکبیر وغیرہ سب معاف
 ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ صلی حکم اور عینی فرض جو مقصود بالذات ہے یعنی قلبی خشوع و خضوع
 جب تک قلب منصری بین سانس کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے کبھی بھی انسان
 کے ذمے سے نہیں ملتا یہی اور صرف یہی نماز ہے اسلام نے لائق استبار اور استحقاق
 کا یہ کہا ہے سنو۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْخُدُو
 الْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ۔ سیارہ ۹۔ سورہ اعراف۔ رکوع ۲۶۔
 اَنْتَ مَا اَوْحَىٰ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَا
 الْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ اَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔ سیارہ ۲۱۔ سورہ عنکبوت رکوع ۶۔

۱۔ اور یاد رکھو کہ زمین کو گرائے دھانے در پکڑنے سے کم تر ہو سکتی ہے۔ تمام کے ذمے وقت رہے کہ وہ
 ۲۔ ترجمہ اور تفسیر تفسیر قرآن مجید کے بارے میں اور تفسیر کے بارے میں اور تفسیر کے بارے میں

ان آیات سے نماز کی علت غائی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ نماز منکرات اور فواحش سے محفوظ رہنے کے لیے فرض کی گئی ہے۔ اگر نماز کی اقامت اور مداومت سے نماز ہی اقوال و افعال میں کچھ روحانی ترقی نہیں ہوتی تو شریعت اسلامی ایسی نماز کو مستحق درجات نہیں نہیں ٹھہراتی۔ اب مجاز و ظاہر کہان رہا۔

نبی عرب علیہ الصلوٰۃ کے لیے کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے کی قوی دلیل ہے کہ اس نے غدا کی عبادت کو طلبوں مزاروں سارنگیوں اور برابطوں سے پاک کر دیا۔ اللہ کے ذکر کی مسجدوں کو قفس و سرود کی محفلیں نہیں بنایا اور یہاں تک احتیاط کی کہ تصاویر اور مجسمہ بنانے کی اور مسجدوں میں مومن بالشرک نقش و نگار کرنے کی قلعی مانعت کر دی کہ ایسا تو ہی مجاز رفتہ رفتہ مبتدان حقیقت ہو کر اور یہی مجسمی معبودی تا ثیل بنکر توحید کے پاک چشمے کو مکڑ کر ڈالیں۔

جب ہم ایک خوش قطع گرجا میں عیسائی جھنڈ کو بزم عبادت جمع ہوئے دیکھتے ہیں جسے بجائے بنے ٹھنے میٹوانیان اور گوری گوری یورپانیان قریش سے گریون پڑی ہوئیں اور سوت ہمیں عیسائیوں کا یہ فقرہ کہ مسلمانوں میں صرف رومی اور مجازی عبادت ہے بڑا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً اہل اسلام کی غیر طبعیت نصاریٰ کی اس حقیقت سے آٹ ہوئے کی کبھی کوشش نہ کر لی۔

اس موقع پر طریق اذان پر بھی کچھ تھوڑا سا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہر قوم نے پرانندہ افراد کو جمع کرنے یا مناسے عبادت کو حرکت دلانے کے لیے کوئی نہ کوئی آلہ بنارکھا ہے کسی نے ناقوس زرنگہ۔ کسی نے گھنٹے گھنٹیان۔ مگر انصاف شرط ہے انہیں سے کوئی وضع بھی اذان سے مقابلہ کر سکتی ہے۔

یارسہ رسول نے بکی و اتمی صفت میں قرآن فرماتا ہے۔

وَيُضَمُّ عَنْهُمْ أَصْرُهُمْ وَلَا تَلْقَاكَ أَلْسِنَتُهُمْ عَلَيْهِمْ سَيِّئَاتُ سُبُوحٍ عَرَفَتْ كَوْنَهُ
 ان تمام ہی بندہ ثون سپہوں اور سینکوں کی تماش سے امت کو سبکدوش کر دیا ذری
 انصاف سے اون کلمات کو سوچو اس ترکیب سے یہ نگاہ کرو کہ کوئی قوم بھی دنیا میں جو
 اس شد و مد سے پہاڑوں اور بناروں پر چڑھ کر اپنے سچے اصولوں کی مذکر کرتی ہو۔ جہاں
 کی عبادت اور بلا ہٹ کی بلا ہٹ۔ دنیا میں ہزاروں حکما اور بفار مگر نہ میں اور قوی
 ہڈی پید ہوئے ہیں مگر تتر بتر ہوئی بھیڑوں کے اکٹھا کرنے اور ایک جہت میں لانے کا
 اس نے ایسا حرق رکھا۔ کس نے کبھی ایسی ٹرائی پھونکی جسکی دلکش آواز معمار و عانی خوش
 و رواں تمام ظاہر و باطن میں پیدا کر دے۔ انشا کہ کیسی صداقت ہو کہ ایک قوم علی غایت
 صبیح و شام پانچ دفعہ اپنے بے عیب عقیدے کا اشتہار دیتی ہو۔ !

تعمین اوقات۔ پابندی وقت۔ ! آہ کیسے مقبول کلمات ہیں۔ کہ جب کسی قوم کی ترقی کی
 راہ کھلی۔ اسی مشعل جان افروز کے نور سے تمام موانعات کی تاریکی دور ہوئی شریعت ہوگی
 بین احکام نماز مضبوط نہیں ہوئے تھے۔ تو ریت طریق نماز سے بالکل ساکت ہو۔ صرف علما
 دین کو دینی دینی اور پلوٹھے لڑکے کو سیکل مقدس میں ماکر نہ ریتی۔ وقت خاص عبادت میں
 باقی۔ اور لڑکے کا باپ تمام احکام شرعی کو بجالا کر ہو واہ سے دعا مانگتا تھا کہ اس اسیر ملی
 مڑے کو برکت دے جیسے تو نے اسکے آبا و اجداد پر برکت نازل کی تھی۔ لیکن جب یہود اور
 ونگ علما کا اعتقاد باری تعالیٰ کی نسبت زیادہ تر مقبول اور پاکیزہ ہو گیا۔ اور خداوند عالم
 کے شکل و شکل نشان ہونے کا فاسد عقیدہ دفع ہونے لگا تب نماز یا دعا کی حقیقت دینی سمجھ

آننے لگی۔ کہ نماز انسان کے لیے بارگاہ الہی سے تقرب کا وسیلہ ہے مگر چونکہ شریعت موسیٰ میں کوئی خاص قاعدہ نماز کا مقرر نہ تھا لہذا روایت درویش پروردگار اور نقیہ الہیہ صاحب کے یہودی بھی ایک نماز کا اقوم ہو گئے۔ اور ہر روز تین گھنٹے عبادت خدا کے قیام دیے گئے یعنی نو بجے اور بارہ بجے اور تین بجے۔ مگر چونکہ نماز میں مجتہدین کی ضرورت تھی اور اسکا علم ظہمی تھا کہ خود حضرت موسیٰ کیونکر نماز پڑھتے تھے۔ لہذا اکثر اوقات یہودی نماز صرف ایک منہ نوعی فعل ہوتا تھا۔

حضرت مسیح نے جو آخری رسول یہود کے تھے اور انکے حواریں نے بھی عبادت کی تاکید کی۔ مگر فسوس اور سہمیں بھی یہ یقین رکھا کہ کوئی محدود زمین قاعدہ نماز کا اٹھون نے ترتیب نہ دیا۔ ایلے چند عبادت کے بعد عبادت خدا کا معاملہ بالکل عوام الناس کی رائے پر موقوف ہو گیا اور پادریوں ہی کے اختیار میں رہا جنھوں نے نماز کی تعداد اور مدت اور الفاظ وغیرہ مقرر کرنا اپنے ہی فرستادین منحصر کر دیا۔ اسی وجہ سے دعاؤں کی کتابیں تصنیف ہوئیں و تفسیریں کی میڈیاں اور تفسیریں منعقد ہوئیں۔ تاکہ اصول دین اور احکام ایمان تکرار کریں۔ اور یہ سب سے راہبوں نے تہذیب پر تکلف طریقہ عبادت کا نکالا اور کرجوں میں بگھڑا اور نماز قرینہ کی۔ یعنی چھ روز کی خدا سے روحانی نہ ملنے کی مکافات صرف ایک روز کی نماز سے کی گئی۔ الغرض یہ سب خرابیاں منتہی درجے کو پہنچ گئیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں رسول اللہ نے ایک مذهب اور عقول مذہب تلقین کرنا شروع کیا۔ آنحضرت نے نماز بیگانہ کا عقیدہ ایسا باری کیا کہ آپ خوب جانتے تھے کہ انسان کی روح حق سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ستائش کرنے کی کیسی مشتاق رہتی ہے اور نماز کے اوقات مقرر کر دینے سے آپ نے ایک ایسا منہ نوعی عہدہ نماز بنادری کا سعید کر دیا کہ نماز کے وقت انسان کا دل عالم

و حانی سے عالم مادی کی طرف بہ کز متوجہ نہیں ہو سکتا جو صورت اور ترکیب آہستہ آہستہ
 میں اپنی قول و فعل سے مقرر کر دی جو دسویں یہ خوبی ہو کہ ہل سلام ان خرابیوں سے محفوظ
 رہے۔ مین جو اوس شرابی جھگڑے سے پیدا ہوتی تھیں جو عیسائیوں میں نماز کی تربیت پر ہمیشہ
 دیا کرتے تھے اور پھر ہر مسلمان کو کجائش رہی کہ کمال خشوع و خضوع و عبادت خدا میں مصروف ہو
 پابندی اوقات میں ایک قدرتی تاثیر کہ وقت معینہ کے آنے پر قلب انسانی میں
 بے اختیار جذب و میلان اوس ڈیوٹی کے ادا کرنے کے لیے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور روحانی
 یعنی اوس مفروضہ عمل کی طرف طوعاً و کرہاً منجذب ہو جاتے ہیں۔ جو مین اوس غیہ مصنوعی
 قوس (اذان) کی آواز سنائی دیتی ہے ایک دیندار مسلمان فی الفور اوس الیکٹریک کے
 بل سے متاثر ہو جاتا ہے۔ پابند صلوٰۃ گویا ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے کیونکہ ایک نماز کے
 ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کی تیاری اور فکر ہو جاتی ہے۔

نماز بیچگانہ کا باجماعت پڑھنا اور جمعہ و عیدین کی اقامت جس حکمت کے حوالہ پر
 ان انتظامات ملکی کا دقیقہ شناس و سلی خوبی سے انکار نہیں کر سکتا۔ ہر روز برسوں کے
 رے کے بعد جو دنیا نے ترقی کی اور چاروں طرف غفلت و تنہا بلندہ ہو اس سے بڑھ کر
 کوئی تجویز کسی کی عقل میں نہ آئی۔ کہ کلب بنائے جائیں انجنین منعقد ہوں۔ اور وقت
 و ضروریات کے موافق قوم کو بیدار کرنے والی تقریریں کجائیں۔ لیکن خاتمہ یہ کہ با این
 ہی علوم ایسی انجنینوں کے قیام و استحکام میں کس قدر دقیقین واقع ہوتی ہیں۔
 مگر مبارکی ہو اوس افضل الرسل خاتمہ الرسالہ کو کہ اوسنے کیسے وقت میں کیسی انجنین قائم
 کیں۔ اوسنے قیام و استحکام کے کیا کیا طریقے نکالے جنہیں کوئی مزاحم کوئی مانع تو نہیں ہو سکتا۔

سنا سے انجمن کے اجتماع کے لئے ملت جاری کیے جاتے ہیں۔ انتہا پر چھاپے جاتے ہیں۔ اس اسی طریق میں وقت معین پر اذان دیکھائی ہو جو اوس پاک انجمن (مسجد) میں پونچھائے بغیر چھوڑی نہیں سکتی۔

قرب و جوار کے لوگوں کا ہر روز پانچ مرتبہ ایک جگہ میں جمع ہونا۔ اور پھر شانے سے شانہ جوڑا اور پانوں سے پانوں مل کر ایک ہی سچے معبود کے حضور میں کھڑا ہونا تو ان اتفاق کی کیسی بڑی تدبیر ہو۔ ساتویں دن جمعہ کو اس پاس کے چھوٹے قریب اور بستیوں کے لوگ صاف و سٹف ہو کر ایک بڑی جامع مسجد میں اکٹھے ہوتے اور رات بلیغ تقریر خطبہ حمد و ثناء کے بعد ضروریات قوم پر کرسے۔

عبادین میں کسی قدر دور سے شہر دن کے لوگ ایک فراخ میدان میں جمع ہوتے اور بادی کی شوکت مجسم شیر جاعت بن کر دنیا کو آفتاب اسلام کی جھک دھارتیں۔ اور بالآخر اوس پاک سرزمین میں اوس قارآن میں جہان سے اولاد و توحید چمکا کل قسط عالم کے خدا و دست حاضر ہوتے۔ ساری بچھری ہوئی متفرق امتیں اوسی دن نکل میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ وہاں خدا و س مٹی اور پتھر کے گھر کی بلکہ اوس رب الارباب معبود الکل کی جسے اس قدر مقدسہ سے توحید کا غیظ الشان و اعطابے نظیر بادی نکالا۔ حمد و ستائش کرن۔

سیہ مرتبہ ہر سال اوس یادگار (بیت اللہ) کو دیکھ کر ایک نیا جوش اور تازہ ایمان دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ جو کج تقاضا سے فطرت ایسی یادگاروں اور نشانوں سے پیدا ہونا ممکن ہے۔ سخت جہالت ہو اگر کوئی اہل سلام کیسی موقد قوم کو مخلوق پرست کہتا ہو تو اسے۔ ایسے شخص کو انسانی طبیعت کے عام میلان اور جذبات کو مد نظر رکھا کہ جب بقدر امر بزرگوار چاہیے۔ کہ اگر قرآن کے پورے اور خالص معتقدین سمجھا

نکتہ

زین بت پرستی موتی تو اور گوارا اپنے ہادی نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ
مقدسہ سے بڑا کونسا مرتبت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ میں آنحضرت کا رقبہ مبارک
نہیں دوسے دیا تاکہ توحید الہی کا سرچشمہ پاک ہر قسم کے شائبوں اور ممکن نیالالت کے
اگر دو غبار سے پاک صاف رہے۔ اور مخلوق کی فوق العادۃ تعظیم کا احتمال بھی اوشہ با
مسلمانوں کے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری دعا۔

اللَّهُمَّ كُنْ لِي قَبْرِي مِنْ بَعْدِي عَيْدًا۔۔۔ اسے اللہ میری قبر کو میرے بعد
عیسہ نہ بنائیو۔ خوب یاد رہے۔ اور وہ بجان و دل اپنے نبی کی اس دعا کے ظاہر نتیجے کی
تصدیق کر رہے ہیں اور ہمیشہ شہد کہ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ کے ساتھ آتھہد اَنْ
محمد عبدہ ورسولہ پڑھکر اللہ اور عبد میں امتیاز میں دکھلائے ہیں۔

بہت صاف امر ہے اور حقیقت شناس عقل کے نزدیک کچھ بھی سبب اعتراض نہیں
اوس ہادی کو جس نے تمام دنیا کی متداول عبادت کے طریقوں سے جنہیں شرک اور مخلوق پرستی
کے جزو اعظم شامل تھے اپنے طریق عبادت کو خالص کرنا منظور تھا۔ اور ایک واضح و مشاہد
مسلم کہ تم کو حاضر و اسلئے واجب ہو کہ وہ اپنی امت کے رخ ظاہر کو بھی ایسی سمت کی طرف
پھیرے جس میں قوائے روحانی کی تحریک اور اشتغال کی قدرت و مناسبت ہو۔

ہر ایک مسلمان کو یقین ہے کہ مکہ میں بیت اللہ کو توحید کے ایک بڑے و اعظا
انے تعمیر کیا۔ اور آخری زمانے میں اوس کی اولاد میں سے ایک زبردست کامل نبی
کامل شریعت لیکر ظاہر ہوا۔ جس نے اوس پہلی تلقین و تعلیم کو پھر زمرہ اور کامل کیا۔ پس نماز
میں جب اور دھڑکرتے ہیں یہ تمام تصورات انکھوں میں پھر جاتے ہیں اور اوس مصلح عالم
کی تمام خدمات اور جانفشانیان جو اسے کلمہ اللہ میں دکھلائے ہیں یاد آ جاتی ہیں۔

یاد رہے کہ نماز عطا وہ اون تمام خوبیان کے جو اوپر مذکور است کا لازمی نتیجہ ہیں بڑا
 بھاری قومی امتیاز اور نشان ہے۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ میں ایک منافق مسلمانوں
 کو دھوکا دینے یا اونکے رازوں پر مطلع ہونے کے لیے شامل ہو سکتا ہے اور اسکی قوم
 کو اس پر اطلاع بھی نہ ہو۔ کیونکہ ان امور کی بجا آوری میں اپنی قوم کے نزدیک وہ ہستی ہی
 لزوم فاقہ سفر و تفرج یا خیرات کا حیلہ تراش سکتا ہے۔ اور مسلمان بھی اس سے بے تردد
 وفادار مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ انھیں امور میں مسلمان ہونا محصور ہو۔ مگر سخت مشکل
 اور پردہ بر انداز امر نماز ہے۔ جسے کوئی شخص بھی جو اپنے مذہب کا کچھ بھی پاس اور بیت
 دال میں رکھتا ہو کبھی بھی ادا کرنا گوارا نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایک علیحدہ قومی نشان
 اور ایک بالکل الگ بیات میں۔ ہر مذہبی سمت کی طرف متوجہ ہو کر۔ اور با این ہمہ
 اپنی قوم میں بھی شامل ہے ناممکن ہے۔ اب غور فرمائیے آنحضرت کو اس خصوص میں کیا
 مشکلات پیش آئیں۔

تاسیخ اور قومی روایت متفقاً شہادت دیتی ہے کہ بیت اللہ زمانہ حضرت ابراہیم
 علیہ السلام سے برابر اباعن جد قومون کا مرکز اور جائے تعظیم چلا آیا ہے۔ کفار مکہ گوشت
 پرستی کے لباس میں تھے اس بیت اہل کو مقدس عبادت گاہ یقین کرتے۔ جب آنحضرت
 نے دین حق کا وعظ شروع فرمایا۔ اور خدا کا کلام دن بدن پھیلنے لگا۔ اور دشمنان
 دین مخالفت میں ہر طرح کے زور لگا کر تھک گئے۔ آخر یہ حیلہ سوچا کہ نفاقاً اسلام میں داخل ہو گئے۔
 اور اس طرح وہ لوگ سخت سخت اذیتیں اور مخفی دیرپا مصائب مسلمانوں کو پہنچانے
 لگے۔ بناؤ علیٰ ذابانی مذہب کو ضرر دیا کہ اس معجون مرکب کے اجزا کی تحلیل کے
 لیے کوئی بھاری کیمیائی تجویز نکالے۔ اپنے ابتدائے میں بیت المقدس کی جانب

مازمین منہ پھیرا۔ اس ربانی الہامی تدبیر سے قریش مکہ جو نہایت بُت پرست تھے۔ اور
اہل کتاب اور ان کے مذاہب کو بہت بُرا جانتے تھے مسلمانوں کی جماعت سے بالکل
الگ ہو گئے۔ اب کوئی منافق ظاہر طور پر بھی شامل ہونے کو گوارا نہ کر سکا۔ اور خاص
کے میں بجز خالص مخلص اصحابِ ریا ان جان نثار کے اور کوئی پیرو نہ بنا۔ اس تدبیر سے
ایک اور عظیم فائدہ یہ ہوا کہ بانی کو اپنے مشن کی ترقی اور خالص پیروں کا اندازہ معلوم
ہو گیا۔ اور آئندہ کے واسطے مستعد و فاداروں اور غدار منافقوں میں امتیاز کلی ہو گیا۔
پھر جب مینے میں آپ تشریف لے گئے جہاں بکثرت یہود رہتے تھے اور جو
اول اول باغراض مختلفہ آپ تشریف آوری سے خوش ہوئے اور آپ کے تابعین میں
خوب بل جل گئے۔ پھر آخر اپنی اسیدوں کے برخلاف دیکھ کر خفیہ خفیہ ضرار و افساد میں
ریشہ دوانی کرنے لگے۔ تب آنحضرت نے ربانی الہامی ہدایت سے جو ایسے تاریک
وقتوں میں اپنے پاک نبیوں کو کشائش کی راہ دکھائی ہر اصلی قدیمی ابراہیمؑ
کے بیت الشہ کھیرت نمازمین توجہ کی اس سے خالص نصارا اور غدار یہودیوں میں
امتیاز کی راہ نکل آئی۔ قرآن بھی اسی مطلب کا اشارہ کرتا ہے۔

پتہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسی ہی تدبیر سے کام لے۔

پس گواہد امین سمت قبلہ کسی نصحت کے لیے معین کی گئی ہو۔ اور مادۃ اللہ نے
اوسمین کوئی راز مرکوز رکھا ہو۔ مگر انتہا میں بھی یادگار کے طور پر اور اس امر کے نشان اور
یاد آوری کے لیے کہ یہ کامل مذہب یہ توحید کا آفتاب۔ دسی پاک زمین سے نمودار ہو۔
وہ خداوندی حکمت بھال رکھی تھی۔ ورنہ اہل اسلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا سے تعالیٰ
کی ذات مکان اور جہت کی قید سے مستزید ہے۔ اور غصہ ہی و کوئی صفات سے اسے
اور مستزاد ہے۔ کوئی جہت نہیں جس میں وہ مقید ہو۔ کوئی خاص مکان نہیں جس میں مخصوص
وہ رہتا ہو۔ اسی مطلب کی طرف قرآن کریم اشارہ کرتا ہے اور معترض کے اعتراض کو اپنے
علم بیدیت سے پہلے ہی رد کر دیتا ہے۔

وَاللَّهُ أَمْسَقُ وَمَغْرِبٌ فَأَيْنَمَا تَوَلَّى فَاجْهَدْ وَجْهَ اللَّهِ سَيِّئَةٌ سَوَاءٌ بَقَرُهُ كَوَعٌ ۝ ۱۴

پھر اور زیادہ مقصود حقیقی کی رہنمائی اور فرمائے۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوْثِقُوا وُجُوهَكُمْ قَبْلَ امْتِشَاقِ وَالسَّعْيِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَسَّكَتِ وَالْكِتَابِ وَالشَّيْئِينَ، وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى
وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ، وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَ
آتَى الزَّكَاةَ، وَمُمِيتٌ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا، وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا، وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ٥

پہلے و جس وقت کہ یہ سب کچھ ہو گیا تو اس کے بعد ہی توحید پر توجہ دینا۔

[illegible]

ان آیات سے صاف بتا دیا کہ سمت قبلہ کی جانب توجہ کرنا قنود بالذات اور ہم نہیں ہے۔ اصلی اور ابدی نیکیاں اور آسمانی نزاۃ میں جمع ہونے والی خوبیاں ہی ہیں جو ان آیات میں مذکور ہوئیں۔

ایک اور لطیف بات قابل غور ہے کہ آغا ناما میں جبکہ مسلمان رو قبلہ کھڑا ہوتا ہے یہ آیت پڑھتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ ۚ لَا يَأْخُذُهُ سِنٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ - رُكُوْع ۹۶۔

اور یہ آیت اَنْ صَلَّوْا عَلٰی وَنُسَلِّیْ عَلٰی وَصَلَّیْ اللّٰهُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۚ وَبِذٰلِکَ اٰمَرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ - سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ - رُكُوْع ۲۰۔

اس آیت کا افتتاح میں پڑھنا خوب آشکار کرتا ہے کہ اہل اسلام کا بالطنی رخ اور قلبی توجہ کدھر ہے۔ کعبہ حقیقی اور قبلہ تحقیقی انھوں نے کس چیز کو ٹھہرا رکھا ہے۔

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ فضائل اسلام میں سے ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ اسلام کے معابد ہاتھ سے نہیں بنائے جاتے۔ اور خدا کی خدائی میں ہر مقام پر اس کی عبادت ہو سکتی ہے۔ "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا وُجُوْہُکُمْ فَوَجْہُ اللّٰهِ - سُوْرَةُ بَقَرہ رُكُوْع ۲۶۔ جس مقام پر خدا کی عبادت کی جاوے وہی مقام مقدس ہے۔ اور اسی کو سجدہ سمجھ لیجیے۔ مسلمان چاہے سفر میں ہو چاہے حضر میں جب نماز کا وقت آتا ہے چند مختصر اور پر جوش فقرات میں اپنے خالق سے اپنے دل کا عرض حال کر لیتا ہے اور اس کی نماز اتنی طولانی نہیں ہوتی کہ اس کا جی گھبرا جائے۔ اور

۱۔ میں نے اپنا منہ کیا اور اس کی طرف منہ بنائے آسمان و زمین ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شریک کو منہ والا۔ ۲۔ ۳۔ میری نماز و قربانی اور میرا اور میرا منہ کی طرف ہو کر میں اس کا شریک نہ ہوں بلکہ میری ہی عبادت ہے۔ ۴۔ ۵۔ جس جگہ تم منہ کر دو وہاں ہی منہ ہو۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔

نماز میں جو کچھ نہ پڑھتا ہے اور سکا مضمون یہ ہوتا رہا کہ اپنی عجز و خاکسائی کا اظہار۔ اور خدا کا
عالم کی عظمت اور جلال کا اقرار اور اس کے فضل و رحمت پر توکل جیسا کہ کیا بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
عبادت خدا کا نہ اکیسا کوٹ کوٹ کے بھرا ہے۔

انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہوگی۔ آیا صرف اعمالِ حسنہ کے سبب یا کسی شفیع کی شفاعت سے یا اعمالِ حسنہ و شفاعتِ شفیع کے اجتماع سے۔

جواب۔ مخلوق کی نجات کا مدار ایسا تھا کہ دو دو نہیں۔ جو پادریوں نے بیان

جواب۔ مخلوق کی نجات کا ہر ایسا ثواب درجہ و درجہ میں جو پادریوں نے بیان کیا۔ کیا نہ ان اوروں سے محمد و مریمؑ۔ یہ ان جید بستی کے کامرہی مخلوق کے خیال اور وہم موقوف ہیں۔ نہ ہاتھ کی نجات قیامت کے روز بعض بارہی اعمال کے فضل و کرم سے ہوگی اور نہ ان کے دم اور غویب غازی سے ہم نجات پائیں گے اگر اعمال وغیرہ سے نجات ہو تو فضل کچھ ہی نہیں۔ نہ ان یقین رکھنے کے فضل و کرم خداوندی سے نجات ہو۔ اور اگر فضل و کرم اسلام میں نجات کا باعث ہو۔ دیکھو سورہ دُخان۔ انہیں اہل جنت کے انعامات کا ذکر ہوتے ہوئے بتایا کہ جنتین جنانے والے دوزخ سے اللہ کے فضل سے بچے۔
وَقَدْ هَمُّوا عَذَابَ الْحَجِيمِ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ۔ سب پارہ ۲۵۔ سورہ دُخان۔ رکوع ۳۔

اور عورتیں بھی۔

سَيَقُولُ اِنْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّيْ وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ الْاَرْضُ عُدَّتْ
بِلَدُنِّىْ اَمَنُوْا بِاَسْمِىْ وَرُسُلِىْ ذَرِكُمْ فَضْلُ اللّٰهِ لَوْ يَشَاءُ وَالتَّائِدُوْنَ لَفَضْلُ
الْعَظِيْمِ سِيَّارَهٗ ٢٤ - سُوْرَةُ حٰدِيْدٍ - رُكُوْعٌ ٢٤ -

سید شمس الدین محمد بن عبد اللہ زبیدی علیہ السلام

سُورَةُ الْاَنْعَامِ : اَلْاَنْعَامُ : دَرَسَتِ غُلَبَاتِ تَوْبَةِ رَبِّكَ ۱۲۔

۳۳ دھڑو پٹہ بوی جانی بد عرف و بخت و بکا چیدا اور جیسے پھیلو تو سوں زمین کا بھی گئی اور ان کے واسطے جو یقین مانے شر پڑ
اد کے رہو نہ پر پڑائی شئی ہو دیسے و بکو جیسو پاپ ہے در شر فتن بڑ کر ۱۱۔

وَمَا يَطْعَمُهُمْ إِلَّا مِنْهُ وَرَسُولُكَ مُسْتَقِيمٌ ۝ تَعْمَلُ لَكَ الْفُلُوكَ مِمَّنْ تَحْمِلُ الْوِثْقَ الْبِشْرَ ۝
 لَسْتَ بِرَبِّهِمْ ۝ وَتَحْمِلُ الْوِثْقَ الْبِشْرَ ۝ وَتَحْمِلُ الْوِثْقَ الْبِشْرَ ۝ وَتَحْمِلُ الْوِثْقَ الْبِشْرَ ۝
 سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

قرآن بیان کرتا ہے گناہ میں قسم کے ہوتے ہیں۔ اول شرک۔ دوم کبار و سونما
 کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہے کہ وہ ہرگز بدین تو بیعت ہوگا اور سکی نہرا شکستنی
 رَنَّا اللَّهُ لَا يَعْزِفُ عَنْ يَدَيْهِ وَيَعْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝
 تجلیا بھی بائیکہ بڑی بشارت اور شیر ہو فرماتی ہے۔ متی ۱۲ باب ۳۱۔ رن کے خلاف
 کما انہ سبب ہوگا۔

دوسری قسم سونا ہوگی وہ کبار اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہیں۔ ۱۱۔
 یا عبادی کبار سے اوپر۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک کبیرہ اور بڑے گناہ کی ابتدا میں
 چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیرہ سے کم ہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا۔
 ضرور ہے کہ ارتکاب زنا سے پہلے وہ اس نظر بازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب
 تک نوبت پہنچی۔ یا ابتدا ہو وہ بائیں سنیں جنکا باعث اس بدکاری کے ارتکاب تک
 اس زنا کنندہ کی نوبت پہنچی۔ ایسے ہی ان باتوں کا ارتکاب جنکے وسیلے سے اسکو وہ
 شخص ملا جس سے زانی نے زنا کیا۔ اور بالکل ظاہر ہے کہ ان ابتدائی کارروائیوں کی

۱۵۔ اور جو کہ چلتے ہیں حکم میں اللہ کے اور رسول کے سوا۔ دیکھئے کہ اللہ نے نوازانی اور صدق اور شہید اور
 نیک نیت اور خوب عبادت کی نعمت۔ فضل جو اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ میں جو خبر رہنے والا۔ ۱۲۔

۱۶۔ اللہ نہیں بخشا کہ اسکا شرک ٹھہر جائے اور اس سے نیچے بخشا ہو۔ ۱۲۔
 ۱۷۔ قرآن مجید کی تہذیب و تہذیب بر خلاف قرین و نجس کی فراط و تفریط کے ٹھیک انسان کی حالت امید و ہم کے مناسب ہے۔ بحسب
 قدرت اسکی جنت میں مرکوز ہو گیا ہے عجیب یہ قرآن کی جو مین عبادی آئی آنا انفق و الزحی و زکاء آئی عبادی انفق
 اَعَدَّتْ الْآلِیْمُ۔ سبب ۲۵۔ سورۃ حجۃ۔ رکوع ۲۲۔ تر جملہ۔ خبر سادہ میرے بد و ن کو کہ میں مسئل
 سنتے والا مہربان ہوں اور یہ بھی کہ میری ماروی دیکھ کی مار ہے۔ ۱۲۔

بڑائی زناں بڑائی سے ضرور کی پڑے۔ ایسے کہا بڑا اور بڑے گناہوں کی نسبت قرآن کریم
اقرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوا الْبَايِعَ مَا تُنْفُونَ عَنْهُ مُكْفَرًا عَنكُمُ سِيئَاتِكُمْ سِبَّارَہٗ سَوَّۃً سَارِکُوۡہٗ۔

یہ معنی ہیں بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے تم لوگ منع کیے گئے۔ اگر ان بڑے
گناہوں سے بچ رہو تو انکے مبادی اور انکے حصول کی ابتدائی کارروائی نہ ہوں ان
بڑے گناہوں سے بچ رہنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے۔

مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جماع کرنا چاہا جو اس کے نکاح میں نہیں۔ اور اس

عورت کے بلانے پر کسی کو ترغیب دی یا کچھ مال خرچ کیا اور اسے خالی مکان میں لایا
اور اسے دیکھا۔ بلکہ اس کا بوسہ بھی لے لیا۔ لیکن جب وہ دونوں برضا و رغبت بڑی
کے مرتکب ہوئے تو اور کوئی چیز۔ وہ اور بیکاری کی مانع وہاں نہ رہی۔ اور اس پر

کارروائی کا آخری نتیجہ بھی ظاہر ہوا تھا کہ اس زانی کے ایمان نے آکر اسے زنا سے
روک دیا۔ اب یہ شخص بائیکہ مال خرچ کر چکا ہے۔ یا ثانی کی رضامندی پا چکا۔ صرف یا
کے باعث ہاں صرف ایمان ہی کے باعث اور خدا کے خوف سے باہمہ وسعت وقت

اس بڑی بڑائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا۔ اور اس کا مرتکب نہوا۔ تو صرف اسی جناب سے
اوسکی ابتدائی کارروایاں جو حقیقت میں مبادی گناہ اور گناہ کی محرک تھیں۔ معاف
ہو جائیں گی۔ کیونکہ اس کا ایمان بڑا تھا جس نے آخری حالت میں خدا کے فضل سے
دستگیری کی۔

اور تیسری قسم گناہ کی صنایع میں جیسا ذکر کیا میں ضمناً آگیا۔

۱۔ اگر تم بچتے رہو بڑی چیزوں سے جو نیکوئیوں میں تو ہم اندر دیکھتے جسے تعصیب تمہاری ہے۔

ناظرین۔ نجات صرف رحم اور فضل سے ہے۔ اور رحم اور فضل کا مستحق ایماندار ہے۔
 رَحْمَةُ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ سید پارہ ۸۔ سورۃ اعراف۔ رکوع ۷۔

اور ایمان کے پھل نیک اعمال میں۔ پس کل اعمال یا اکثر اعمال اگر عمدہ میں تو معلوم ہوا کہ
 دن عمدہ اعمال کے حامل کا ایمان بڑا اور قوی تھا۔ جب ایمان بڑا اور قوی ہوا تو بہت
 بڑے فضل کا جاذب ہو گا۔ اور اگر نیک اعمال کے ساتھ تیسری قسم کے چھوٹے بد اعمال یا
 چھوٹے بڑے و دونوں قسم کے بڑے اعمال مل گئے تو ظاہر ہو کہ ایسے شخص کے ایمان میں
 یہ مقابل کچھ کفر بھی ہے۔ جس کے بد ثمرات یہ معاصی چھوٹے اور بڑے ہیں۔ کیونکہ ایمان کا
 پھل تو یہ بد اعمال ہونہیں سکتے۔ پھر لامحالہ کفر سے یہ ثمرات ہونگے۔ گو وہ چھوٹا ہی کفر ہوں نہ ہو
 اور کفر فضل کا جاذب نہیں۔ بلکہ فضل کو روکتا ہے جیسے اندھیری کو ٹھہری کی دیوار میں اور
 سورج کی روشنی کو روکتی ہیں۔

پس ایسے شخص میں ضرورت اور نجات کے اسباب اور فضل کے کھینچنے اور لینے
 کے ذریعے۔ دو نرخ میں جانے کے اسباب اور بہشت و نجات میں جانے کی روک تھام۔
 یہاں نیکی۔ اسلئے ایک میزان کی ضرورت پڑی۔ مگر یہ میزان دکانداروں کی ترازو سے
 ریلوے والوں کی ماپ تول سے نہ ملتی تھی۔ دیکھو مموئل باب ۳۔ یہ ترازو خدا کے
 بدل اور قدوسیت کی ترازو ہے۔ نیک اعمال کی زیادتی میں ایمان کی قوت ظاہر ہو
 اسلئے وہ ایمان بڑے فضل کا لینے والا ہوا۔ اور مساوات اور کمی کی صورت میں
 آن کی اس میں بھری آیت سے

اٰخِرُوْنَ اَعْلَوْا۟ اَبَدًا تُوْبُهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخِرًا سَيِّئًا فَحَسْبِيَ اللّٰهُ لَا يُوْبِعُنِيْ عَمَلِيْ

۱۔ بیک ہر انداز کی نزدیک و دور نیکی والوں سے۔

۲۔ اور جیسے لوگوں نے ایمان یا اپنا گناہ یا ایک کام نیک اور دوسرا بد نہ سمجھا کر سے انکو ۱۰۔

ان الله غفور رحيم - سیارہ ۱۱ - سورۃ توبہ - رکوع ۱۲ -

امید ہے کہ خداوندی رحم اور کثرتِ غصب پر بخت لیجاوے۔ اور اس کا فضل بچائے۔ اٹاہی
فضل کبھی کسی شفیع کو اپنے پونچنے کے لیے ذریعہ بنا لیتا ہے۔ اہل سلام میں بے اذن
شفاعت ثابت نہیں اور جب اذن سے شفاعت ہوگی تو وہ شفاعت حقیقت میں
فضل ہو گیا۔ یہی فضل نجات کا باعث ہے۔ اور اس بالا اذن شفاعت کا ثبوت جسے خدا
کے رحم اور فضل نے گواہی دے چکا ہے کے لیے تحریر کی قرآن میں یہ ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ ذَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
لَوْ جَدُّ وَاللَّهُ تَوَّابٌ رَحِيمٌ - سیارہ - ۵ - سورۃ نسا - رکوع ۹ -

یا درگم۔ یہ نیک اعمال کثرت سے نہیں ہوتے۔ اور ایمانی قوت کا قوی ہونا ایمان
 نہیں ہوتا۔ و سوقت بڑے فضل کو یہ چھوٹا ایمان نہیں پہنچ سکتا۔ اور فضل لینے کے
 سبب دین کمزوری ہوتی ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ کا رحم اور کرم چھوٹے سے ایمان کے
 ساتھ کسی شفیق کی شفاعت اور داعیوں کی دعا قبول دیتا ہے۔ اور اسی کمزور ایمان کو اس
 ذریعے سے قوت دیکر فضل کے رائق بنا دیتا ہے۔ بلکہ عزت ایمان ہی ابھی نہ اسے
 پہچانے کے لیے اس فضل کو لے لیتا ہے۔ جسکے ساتھ انسان دوزخ کی ابدی نہ اسے
 پہنچ جاوے۔ پادری صاحب پولوس بھی کیا کہتا ہے۔ پھر اگر فضل سے ہر تو اعمال سے
 نہیں۔ نہیں تو فضل فضل نہ رہے گا۔

۱۔ ایک مہینے وار مہمان پر

۱۵۔ بیشک قدر بخشنے والے خدا جان بزرگ۔
 ۱۶۔ درن و درون جھوٹ پنہا برائی کا گڑبہ سے یا اس بھرا شکر کے بخشواتے اور استوائ و ناکور سول اللہ کہ پاتے معاف کرنا ادا اور
 ۱۷۔ عمار۔ ایمان۔ گناہ۔ ثواب۔ فضل۔ ان سب مصطلحات کی نسبت حکیم نے طور پر چار انبیاء کو کیوں نمونہ اور عیسائی مفہیم
 اور مذاہب سے بالکل الگ کیوں نمونہ۔ لیکن ہر حال ان مصطلحات کا طلاق مخیضین ہی کے مذاق کے موافق ہم کیے جاتے
 ہیں۔ کیونکہ ہماری اس کتاب کا موضوع و مضمون بھی یہی ہے۔ ۱۲۔

اور اگر اعمال سے ہو تو پھر فضل کچھ نہیں۔ نہیں تو عمل عمل نہ رہے گا۔ نامہ رومیان باب ۱
 پادری صاحبان آپ کو عمدہ جدیدین دکھلا دیا کہ آپ کا یہ سوال کہ نجات اعمال سے ہو یا
 شفاعت سے کیسا کمزور ہے۔ نجات نہ اعمال سے ہو نہ شفاعت سے۔ نجات صرف خدا کے
 فضل سے ہے۔

ہاں اتنی بات رہی کہ خداوندی فضل کو کون چیر جذب کرنی ہو۔ اور کس کے
 ذریعے ہم محض فضل سے نجات پاسکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہو کہ ایمان فضل ربانی
 کو جذب کرتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ
 سید پارہ ۲۔ سورہ نسا۔ رکوع ۲۴۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور خداوند کریم فضل
 و رحمت میں داخل کر لیا۔

عمدہ جدید بھی یہی کہتا ہے۔ دیکھو نامہ رومیان باب ۳۔

کیونکہ ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے استہار ٹھہرتا ہے۔
 اور نامہ رومیان باب ۴ فرشتہ کیا کہتا ہے۔ یہی کہ ابراہام خا پر ایمان لایا۔ اور
 یہ اس کے لیے راستبازی گنا گیا۔

نجات اور فضل اور ایمان کی مثال بعینہ اسی ہے کہ ایک شخص جسکی آنکھیں بند
 ہیں ایک ایسے مکان میں جو بالکل بند ہو بیٹھا ہے۔ اور کہیں اس مکان میں روشنی
 آنے کا راستہ نہیں۔ اب اس شخص کو ایک نہایت عزیز اور پیارے دوست کا دروازہ

کھول دیا۔ تو وہ پورا اس کو مضبوط پکڑا۔ تو اس کو داخل کر لیا۔ یہی نہایت اور فضل میں ۱۲

مطلوب ہے۔ اور وہ دوست بھی اس مکان میں موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ روشنی کے
ہون اپنے دوست کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس دوست کے دیدار سے اس
طاب دیدار کے دل اور روح کو کوئی راحت نہیں مل سکتی۔ جب تک روشنی نہ آئے
اور دوست کا چہرہ نہ دکھلاوے۔ روشنی لینے کے مختلف ذریعے ہیں۔ یا تو اس
مکان میں روشندان نکالے۔ یا چراغ وغیرہ سے کام لے۔ غرض کوئی چیز روشنی
کی جاذب ہی نہیں تو روشنی دیدار لینے میں امداد نہ کرے گی۔ گو روشنی فی الحقیقتہ دیکھنے
کا آلہ ہے۔ جب روشندان یا چراغ وغیرہ سے روشنی لے تو دوست کے دیدار سے
وہ دیدار کا ظاہر آرام پا سکتا ہے۔ ایسا ہی دیدار اور دیدار سے آرام تو نجات ہے اور
وہ روشنی سے کہہ نہ سکتا ہے۔ ایمان ایک روشندان یا چراغ ہے۔ جو فضل کی
روشنی کو کھینچتا ہے۔ آیات کو اس روشنی کا جاذب قرآن نے بھی کہا ہے۔
اللَّهُ نُورٌ وَالنُّورُ سِیَّارَةٌ ۝۲۰

سورة نمر: ٢٠-٢١

پس بہت بڑا ایمان بڑھتا ہے۔ اوسے قدر وہ بڑے فضل کو جذب کرتا ہے۔
اور اوستہ حاصل کرتا ہے۔ جیسے جب قدر روشنہ ان اور قلیل بڑا ہوگا اوسے قدر زیادہ
روشنی کو کھینچے گا۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب ایمان فضل کو بلاتا ہے اور فضل سے
نجات ہر ترسناک چیز بوسے۔ کیا اعمال لغو اور بیکار ہونگے۔ تو معلوم ہوا کہ سائل نے
ایمان اور اعمال نیک کا تعلق نہیں سوچا۔ کیونکہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک دوسرے
کو لازم و ملزوم ہے۔ سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہے۔ اور اچھے بیج کا ضرور ہاں۔

۱۲۔ قدح دہا سے دہتر ایمان و امن کا بھگتا ہوا دھواں نکلا اور دھواں سے اور جا لے میں ۱۲

چشت کا نہ ورا چہابی پھل ہوتا ہے۔

یولوس نامہ رومیان ۶ باب ۱۵ میں صاف فرماتے ہیں کہ تم فضل کے اختیارات میں ہو۔ پس تو کیا ہم گناہ کیا کریں۔ اس لیے کہ ہم شریعت کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ فضل کے اختیار میں ہیں ایسا نہ ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جسکی تابعداری میں تم اپنے آپ کو غلام کے مانند سوچتے ہو۔ اوسے کے غلام ہو جسکی تابعداری کرتے ہو۔ خواہ گناہ کی جسکا انجام موت ہے۔ خواہ فرمان برداری کی جسکا پھل راستبازی ہے۔ بھلا کچھ شک ہو کہ درخت اپنے پھلوں سے ہی چھایا جاتا ہے۔ بالکل سچ ہے کہ سچا ایمان اچھے اور نیک اعمال کا باعث ہے۔ اور کفر اقسام بدکاریوں کا ثمر۔ انسان کی کمزوریاں کبھی اسے کفر کے باعث فضل کے لینے میں بد نصیب کر کے گناہ کا مرتکب بناتی ہیں۔

اور غفلت کی حالت میں شیطان کڑوے سچ ہوتا ہے۔ متی ۱۲ باب ۲۵۔

اسوائے عادل خدا کی ذات بابرکات نے اسکی تدبیر فرمائی۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ سیپارہ سورہ اعراف رکوع ۶
وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَسْلَوْنَ فِيهَا بَغْيًا وَحَسَابًا۔ سیپارہ ۲۲۔ سورہ مؤمن۔ رکوع ۵۔

کیا معنی کہ جب ایک انسان بد اور نیک اعمال دونوں قسم کے عملوں کا مرتکب ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اوسمیں ایمان اور اوسکے مقابل کے سچے ہوئے گئے نہیں۔ اس لیے میزان کی ضرورت ہوئی۔ تاکہ عدل کی صفت پوری ہو۔ پس جسکے نیک اعمال بڑھ گئے عدل اور رحم اور کا شفیع ہوا۔ اور فضل و کرم سے ایسے شخص کا بیڑا پار ہو گیا۔ سچ ہے پھل اور

سلاہ سو جنگی توپیں ہماری پیریں سو دیباہیں جہاں بھلا ہوا۔ ۱۲۔
سلاہ دو جنگی ہر جہاں دو دھڑ دھڑاوت اور وہ یقین کھتا ہو وہ وہ جہاں بھلا ہو۔ ۱۳۔

چنگے کو طبیب کی نہرت زمین بتی ۵ باب ۱۲۔ اور جسکے اعمال نیک اور بد ٹھٹھے
زمین تو اسکے لئے بھی رحم اور کرم کا پلہ اُمید ہے کہ فضل سے بھاری ہو جاوے

سوال

اگر شفیع کی نہرت ہر تو اسکے شرائط اور وجہ خصوصیت کیا ہے

جواب

شفیع کے شرائط وہی جانے جسے شفیع بنانا ہو۔ یعنی خدا جسکے رحم اور کرم اور فضل نے
شفیع بنایا ہو اَلَا جہان جہان شفاعت کا ثبوت ہو وہاں وہاں قرآن لے وہ شرائط
بتلے دیئے ہیں غور کرو انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت اسی کے رحم اور فضل سے ہے۔ اور
دوس کے ذن و ربا زت سے۔ دیکھو۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْتَفْخِرُونَ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔ سِیِّئَاتُ أَنْبِیَاءِ کَرِہ
وَلَا يَسْتَفْعُونَ إِلَّا إِلَىٰ مَنْ ارْتَضَىٰ۔ سِیِّئَاتُہ ۱۔ سورۃ انبیاء۔ رکوع ۲۔
وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ الشَّفَاعَةِ إِلَّا مَنْ شِئِدَ بِأَحَقِّ وَهُمْ
بِعَاقِبَتِهِ۔ سِیِّئَاتُہ ۲۵۔ سورۃ زخرف۔ رکوع ۷۔

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ
لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ۔ سِیِّئَاتُہ ۳۔ سورۃ مؤمن
وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ۔ سِیِّئَاتُہ ۲۵۔ سورۃ شوری۔ رکوع ۶۔ ۱۔

۱۔ میں وہ بندے ہیں جنکو تیری رحمت میں رہنے والے ہیں اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ ۱۲۔

۲۔ اور میں نے تمہیں بتا دیا کہ اسی جس سے وہ غلطی ہو۔ ۱۲۔

۳۔ اور میں نے تمہیں بتا دیا کہ جو لوگ تمہاری سزا کا شوق رکھتے ہیں وہ تمہاری سزا سے بچ جائیں گے۔ ۱۲۔
۴۔ اور میں نے تمہیں بتا دیا کہ جو لوگ تمہاری سزا سے بچ جائیں گے وہ تمہاری سزا سے بچ جائیں گے۔ ۱۲۔

۵۔ اور میں نے تمہیں بتا دیا کہ جو لوگ تمہاری سزا سے بچ جائیں گے وہ تمہاری سزا سے بچ جائیں گے۔ ۱۲۔

سوال

اگر نیک اعمال سے نجات ہو تو نیک اعمال سے کل اور نواہی کا بجالانا ضرور ہے یا بس قدر ہو سکین۔

جواب

صاحب نجات فضل سے اور فضل کو ایمان سے لے سکتا ہے۔ ایمان اچھے پھلون کا بیج ہے۔ اچھے بیج سے اچھے ہی پھل حاصل ہوتے ہیں۔ اگر ایمان بڑا اور قوی ہو تو ایمان نیک ہی ہونگے پس آپ کے اگر فکر کی گنجائش ہی کہاں ہے۔ سنو۔

نجات دو قسم کی ہے۔ ایک جہنم میں ہمیشہ رہنے سے بچے رہنا۔ وہ فضل سے ہے اور شہید ایمان ہو۔ اور فضل کو چاہے۔ بلکہ صحیح مسلم جیسی سچی انجیل شریف میں محمد رسول اللہ فرماتے ہیں۔ **بَغِيْرَ عَمَلٍ عَمَلٌ هُوَ كَخَيْرٍ قَدْ مَوَّهٌ**۔ یعنی جنت میں ایسے لوگ بھی جائیں گے جنہوں نے کوئی عمل اور خیر نہیں کیا۔

اور جن کبار گناہوں پر ابدی سزا کا ہونا بیان ہوا۔ وہ بیان بالکل راست ہے۔ وہ گناہ ایسے ہیں کہ ابدی سزا میں پھنساؤں۔ اللہ پر ایمان لانا، اور اسکی توحید پر ثابت قدم ہونا۔ اور جس بلا سے بد شرک میں مشرک پھنک کر تباہ ہوئے اس بلا سے الگ ہو جانا۔ بلکہ صرف ہم بھی ایسے فضل کے لائق کر دیتا ہے۔ کہ بڑے گناہ کے مرتکب کو وہ فضل ابدی جہنم سے نکال لاتا ہے۔ اور اس ابدی سزا کے موجب پر یہ فضل نجات کا موجب غالب آجاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے تھوڑی سی گرم چیز کھالی۔ وہ گرم چیز ضرور گرمی کرے گی۔ الا اگر اس کے ساتھ بت سی سرد چیز کھالی گئی تو ظاہر ہے کہ اس سردی سردی اس گرم کی گرمی کو باطل کر دیگی۔ اور دوسری قسم کی نجات ابدی نیک اعمال کی کثرت سے ہونگی

جو پختہ ایمان کا ثمرہ ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حاصل ہوگی۔

اِنَّ اَحْسَنَاتِ يٰذٰ هٰٓئِنَ السَّيِّئَاتِ۔ سیارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۱۰۔

اِنَّ تَحْتَبُوْا الْكَافِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ لَكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ۔ سیارہ ۵۔

سورہ نسا۔ رکوع ۶۔

اور بصورت کمی اعمال کے عفو الہی اور شفاعت شفیع خدا کے فضل سے ضعیف ایمان کے ساتھ مگر فضل بلکہ نجات کو حاصل کرینگے۔ قانون قدرت اور دنیا کے سباب اور موانع پر غور کرنے سے یہ بات بہت آسانی سے حل ہو سکتی ہے۔

شفاعت کبریٰ اور صغریٰ کی کیا تعریف ہے۔ شفاعت کبریٰ یا صغریٰ کا قرآن سے بہ نسبت محمد صاحب کے کیا ثبوت ملتا ہے۔ لفظی معنی لکھ کے آیت سے ثابت کریں تاویلین اور مرادی معنی مطلوب نہیں۔

جواب

پادری صاحب۔ آپ نے کتنا پر زور سوال کیا ہے۔ اور اعتراض میں کتنے پہلوؤں پر نگاہ رکھی ہے۔ اور جواب سے بزرگ خود روکا ہے۔ اگلا میں سچ کہتا ہوں یہ قرآن ہی وہ کتاب ہے جو ہر زمانے کے فلسفے میں اپنے آپ کو راستباز ثابت کرتی رہی اور ثابت کر رہی۔ جس قدر علوم دنیا میں ترقی پاویں گے یہ کتاب اونکے سچے اصولوں سے کبھی حق لغت نہ کریگی۔ اور اپنا صدق ظاہر کرنے کو بے تعصب محققوں کو اپنی راستی پر تائیدی۔ اگر حق طلبی و نظر اسی سوال کے جواب پر اکتفا کیجیے۔ اور سمجھیے ہم آپ کے تمام پہلوؤں کو دیکھ کر جواب دیتے ہیں۔ اور لفظی معنی لکھا آیتیں دکھلائے ہیں

۱۔ جہت نبیان دور رفتی ہیں ہزار ہوں کو ۱۱۔

۲۔ کہہ رہے تھے کہ بری چیزوں سے جو تم کو منع ہو میں تو ہر وقت روینگے تم سے تعصبات تمہاری ۱۲۔

درد و نون قسم کی شفاعتوں کا قرآن سے ثبوت دیتے ہیں۔ شفاعت کے معنی
سفا رَش۔ صغریٰ کے معنی چھوٹی اور کبریٰ کے معنی بڑی۔ شفاعت صغریٰ چھوٹی
سپارش۔ شفاعت کبریٰ بڑی سپارش۔ ہاں نہیں سپارش بڑی چھوٹا اور بڑا
بنا ایک نسبتی امر ہے۔ جیسے ایک اور تین۔ ایک تین سے چھوٹا اور تین ایک سے بڑا۔
اب قرآن سے ثبوت لیجیے۔ اور ثبوت بھی کیسا جہین یہ بات بھی ثابت ہو جائیگی
۱۔ دونوں قسم کی سفارش محمد صاحب کے حق میں ثابت ہے۔ پہلے چھوٹی سفارش۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
رَسُولُ اللَّهِ لَؤْيَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا حَسْبًا۔ سیپارہ ۵۔ سورۃ نسا۔ رکوع ۹۔

خُدَمِنَ مَوَالِهِمْ صَدَقَةٌ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ إِثْرُ
مَهْلُوكِكَ مَكْنُ لَكُمْ بِاللَّهِ تَسْمِيعٌ عَلَيْهِمُ۔ سیپارہ ۱۱۔ سورۃ توبہ۔ رکوع ۱۳۔

دیکھو بیان صرف منافقوں کے گروہ کی شفاعت کا تذکرہ ہے۔ ایسے یہ شفاعت
صغریٰ شفاعت ہوئی۔

اور کبریٰ شفاعت کا ذکر ان آیات شریفہ میں ہے۔ جنکے ذریعے آب بڑے جوش
عروش سے جھڑ صاحب کے گناہگار ہونے کا استدلال کرتے ہیں۔ وہ آیات
۱۔ قسم کی ہیں۔

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ سیپارہ ۲۴۔ سورۃ محمد
۵۔ اور ان لوگوں نے جو تبت اپنا بڑا کیا تھا۔ اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتے۔ انکو
وال توبت کو بتے معاف کرنے والا ہوتا ہے۔ ۱۲۔

۱۔ دیکھے ہاں میں سے زکوٰۃ کو انکو پاک کرے اوس سے اور تربیت اور دعا سے انکو اللہ تیری دعا
نکے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا ہے جانتا ہے۔ ۱۲۔

۲۔ اور بھائی، بھائی اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لیے ۱۲۔

آپ کے ان اعتراضات کا جواب کہ اس قسم کی آیات سے چھ صاحب کا گناہ ثابت ہوتا ثابت ہوتا ہی غریب آتا ہے۔

سوال

کوئی گنہگار گنہگار کو بہشت میں داخل نہیں کر سکتا۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب خود گنہگار ہیں۔ ایسے وہ اس لائق نہیں کہ وہ شفاعت صغریٰ اور کبریٰ کرنے کا اختیار پاویں۔ بلکہ صاف آشکارا ہے کہ وہ خود بھی نجات نہ پائیں گے۔

جواب

نجات اور بہشت میں پہنچنے کی راہ اور اس کا طریقہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ نجات فضل سے ہے اور فضل ایمان کے وسیلے سے مل سکتا ہے۔ اور ایمان نیک اعمال کا بیج ہے۔ الا آپ کا یہ فقرہ کہ گنہگار گنہگار کو بہشت میں نہیں پہنچا سکتا۔ کیا کوئی الہامی کلام یا عہد عتیق یا عہد جدید کا حکم ہے۔ کیا روح القدس سے نکلا۔ نہیں نہیں۔ بلکہ آپ کا خیال ہے۔ یا آپ کی عقل کی تجویز یہ فقرہ نہ تو کلام الہی ہے نہ روح القدس کی تحریر۔ اور آپ کے خیالات و ترجاویز سے واقعات نفس الامریہ کا ابطال محال ہے۔ آپ کو اگر اپنی عقل پر کچھ بھروسہ ہے تو اسے پہلے تثلیث کے مسئلے پر اور کفارے کے خیال پر پرکھ لیجئے۔ اور کچھ کارگری یا نہیں۔ پھر کتب اللہ میں سے مقدسہ کتب پر نظر کیجئے جنہیں صاف لکھا ہے کہ ابراہیم۔ ایوب۔ اور موسیٰ۔ اور ایلیا۔ اور سموئیل۔ و انیال۔ بائبل کے سب عیسائی اعتقاد کے موافق گنہگار ہیں۔ کیونکہ شفیع ہوئے۔ دیکھو یرمیاہ باب ۱ زبور ۹۹ باب ۶۔ ترقیل ۴ باب ۱۴۔ پیدائش ۱۸ باب ۲۳۔ خروج ۸ باب ۸ و ۳۰۔ ۴۴ باب ۱۸ و ۱۹۔

شفاست ایک قسم کی دوا ہے اور دوا کا موثر ہونا کل مذاہب تائیدیہ میں مسلم اور
عاکہ کے یسے یا دوا کی قبولیت کے لیے سنا ہون سے پاک ہونا ہرگز نہ گزشتہ زمین

سوال

لفظی معانی قرآن سے ثابت کرو۔ خدا کے بدل و رحم میں بھی فرق نہ آئے۔
اور گنہگار بے سزا پائے بہشت کا جاودانی آرام پائے۔ قرآن کی لفظوں سے خدا
کا قدوس رحیم و عادل ہونا ثابت کرو۔

الزامی جواب

متی ۲۱ باب ۲۲-۲۴- مسیح سے کاتبوں اور بزرگوں نے پوچھا۔ "تو کس اختیار
سے یہ کرتا ہے۔ اور کسے تجھے یہ اختیار دیا۔ مسیح نے کہا میں بھی تم سے ایک بات پوچھتا
ہوں اگر وہ مجھے کہو تو میں بھی تم سے کہوں گا۔

سو میں بھی بطور مسیح تم سے پوچھتا ہوں۔ بتاؤ۔ شیطان بھی گنہگار ہے۔ یہود
سکریوطی بھی جس نے مسیح کو پکڑوایا گنہگار ہے۔ اور کافا جس نے مسیح کے قتل کا فتویٰ دیا
گنہگار ہے۔ اب بتائیے بے سزا پائے بہشت میں کیونکر داخل ہونگے۔ تمام بت پرست
لوہین اور تمام منکرین مسیح کیا بے سزا جنتی ہیں۔

جس دو المقتد نے دوزخ میں ابراہیم سے عصی کی کہ عاذر کو بھیج پانی سے
سیری زبان ٹھنڈی کرے۔ (لوقا ۱۱ باب ۲۲-۲۴)۔ کیا وہ گنہگار بے سزا پائے
ودانی آرام میں داخل ہوا۔

اب آپ لوگ ان تمام مثالوں میں اپنی انجیل سے سکے معنی بشارت میں۔ رحم
مدل کو جمع کر دین۔ شیطان کی نجات کا ذریعہ انجیل سے نکال دین۔

اگر صرف رحم و سطر ج باعث نجات ہو کہ اعمال یا ایمان ہو۔ اور بدکار نجات پاوے
تو حقیقی موعی۔ بقول معتضض مسیح موعون موابد ریون کو کیون منادی کی فکر ہو۔

اور ہم مسلمان تو غریبی نجات پاویں گے کیونکہ بقول (توقا ۹ باب ۵۰) "جو مسیح
کے خلاف زمین گو مسیح کی پیروی زمین کرتا وہ مسیح کی طرف ہو۔"

ہم مسلمان تو شہرت مسیح کے پیچھے پیرومین۔ اور نمودل سے ملتے ہیں۔ اور اونکی
سب سے اعلیٰ اور آخری وصیت پر دل سے کار بند ہیں۔ جو یضاء باب امین مذکور ہو۔

مین صدق دل سے اصالتا اور تمام اہل سلام کی طرف سے وکالتا اقرار کرتا ہوں
کہ خدا اکیلا سچا خدا ہو۔ اور مسیح مسیح جیسے اسنے رسول کو کے بھیجا و اعطا نجات اور تپا رسول

ہو۔ اور آخر میں نہ روت صلوات و سلام اوس مبارک فخر المصلین بادی کو جس نے
آخری زمانے میں مین کی نبوت کی صلی اور واقعی تعلیم کو پھر دنیا میں پھیلا یا۔ اور مسیح کی

خالص اور پاک تعلیم کو تمام نف و شر کے شائبوں اور اونکی خلاف منشا آمیزشوں سے
نہیہ اگر کے نہ روت موعون مخدوق کو ابدی نجات کی رہ تپائی۔ اور ربی صفائی سے فرمایا

قُولُوا مَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا نَزَّلَ اِلَيْنَا مِنْ رَّبِّهِمْ۔ سُبْحَانَ سُوَّةِ بَقَرَةٍ
قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَدْ اَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ

وَلَا شَرِكَ لَهُ شَيْئًا وَكَانَتْ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ۔ سُبْحَانَ ۳۔
سورة آل عمران۔ رکوع ۷۔

صل و رحم یہ دو لفظ انصراری کی گفتگو کا ستر یہ ہیں۔ ہم حیران مین کہ ان لفظ

۱۔ کہ موعون یقین کیا اللہ پر اور جو اور تپا ہم اور جو اور تپا ۱۱۔ ۱۲۔
۲۔ ہم نے کتاب و احادیث ایک سیدھی بات پر مایہ تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کو اور شریک نہ
۳۔ موعون مین اسکا کسی چیز کو اور تپا ۱۱۔ ۱۲۔ آپس مین ایک ایک کو رب سواسے اللہ کے ۱۱۔

معلوم ان کو کون سے کیا بھائی کیا مدد یونین قائم ہوتا تو خدا سے قدوس
ایک نورت کے بیٹے کی سیدھے حسن کے اور پھر وہیں اسے نکل کے مصلوب و
میعون ہو تب لوگ نجات پائیں لا اِلهَ اِلَّا اللهُ لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔
کبرت کلمۃ تخریج من افواهہم ان یقولون لا الذینا۔ سبھا۔ سو کھفت کو
اس موقع پر مجھے ایک بچپ واقعہ یاد آیا جس کا بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہو گا
ایک پادری صاحب رحم و عدل کی منادی کر رہے تھے وہاں ایک سلیم الفطرت
ترنیدار نکلا اوسنے پادری صاحب سے عرض کیا۔ میں نہا پ غریب آدمی ہوں
اتنا اثاثہ بھی نہیں جس سے رات کو میرے بچے پیٹ بھر کھاؤں۔ اور میری والدہ
کثیرہ اور ہر سال میرے بیان ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور میرے پڑوس میں ایک
ذلیلہ بڑا مغر ز مالدار ہے۔ مگر بالکل لا ولد ہے۔ اب پادری صاحب ہمارے دیکھتے دیکھتے
دنیا ہی میں خدا کا عدل و رحم جمع کر دکھلائے۔ اگر بیان جمع نہیں تو قیامت میں
کیسے ثابت ہو کہ جمع کر لگا۔

پادری صاحب نے جھنجھلا کر کہا اونا دان کیا تو خدا کا بھید پاسکتا ہے کیا تو سمندر کو
چلو سے ناپتا ہے۔ اسپر زمیندار بولا پس اونا دان ہمیں کیسے کتا ہے کہ جمع کا بھید بتلاؤ
کیا تو سمندر کو چلو سے نپاتا ہے۔

حقیقی جواب خدا کے رحم و عدل اور اوسکی قدوسی کے بیان سے کام نہ لے کر
مالا مال ہے۔ سنو۔

ہو ان حزن و حزن

اسے پادری نے بتا دیا تھا کہ سب موت پر ہی جتے ہیں ۔
کے وہ ہر سال ہر سال ۔

هو الله الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام - سيپاره ۲۸-

سورة حشر: ركوع ۳-

نَبِيُّ عِدِّي أَنِّي أَرَا الْغَفُورَ الرَّحِيمَ - سَيِّمَارَه ۴۷ سورَةُ حَجَرٍ رُكُوعٌ ۶۰ -

فَلْيَعْبَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ
اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ - سَبَّحًا ٢٢ - سُوْرَةُ زَمَرْ كُوْث

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط سِيَّارَهُ ۙ سُوْرَةُ اعراف - ركو ۱۹۶-

يَعْبَادِ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمْ يَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ سِيعَارَهُ ۲۵ سورة زخرف روم

کتاب رجبکم علی نفسہ الرحمۃ السیپارہ سورۃ نعام رکوع ۱۰۰

تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقٌ وَعْدٌ لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَتِهِ ۚ سَيَّئِسُوا فِي الْغَامِ رَبُّكَ

مَا بَدَّلُ نَفْسِي وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ لِلْعَبِيدِ - سیارہ ۲۰ سورہ قاف زکوٰۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَرَبُّ النَّاسِ - سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَرَبُّ النَّاسِ - سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَرَبُّ النَّاسِ -

وَلَا يَغْيِرُ مَا يُقَوْمُ حَتَّى يُغْيِرُ مَا بَأْتِ فِيهِمْ سُبْحًا ۝ ١٣ سُوْرَةُ رَعْدُ رُكُوْعٌ ١

اِنَّكَ بِضَلَامٍ لِّلْحَبِيدِ - سِيَار ۲۲ - سُوْرَةُ خُمَسُوْد - رَكُوْع ۲۶ -

لے، وہ دھڑکے، مہدی کی نہیں دہکی۔ وہ بادشاہ مہدی کی کفایت چنگا،

۱۳۔ حیدرآباد سے ہونے والی سفر کی تاریخ ۱۲۔

اور مری مہر شامل ہے۔ جہیز ۱۲۔

۵۰ اے بند و میرے ذریعہ ختم ہوا آج۔

۱۰۰

۵۹: ہستی نہیں ہوتا میرے پاس زمین فلک و آسمان

۱۵۰

۱۰۲۔ رتیرا یا ایسا نہیں کہ شکر لیسے مندوں پر ۱۰۲۔

قانون قدرت کو ٹھیکہ دینا کہ وہ قدوس اپنے فعل سے ن موجد و دست مین کیسا
صفاتی نمونہ بتا رہا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جتنا محدودہ تو زمین قدرت کا اتباع کرتا ہے اور اپنے
قوی سے اونکی تربیل و زینت کے سبب اتنا شے کے موافق کام لیتا ہے دتے ہی
زیادہ فائدے اور تشیع اور مانتا ہے اور دتے ثمرات شخصی محنت اور ذاتی بہت سے
حاصل ہونے والے ہیں تو شخصی محنت ہی اونکی تکمیل کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اگر
قومی کوشش و مشق سعی و کسب حصول کا سبب ہے۔ تو شخصی محنت و بان کار زمین
ہو سکتی ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قانون قدرت کے اون خفی اسباب سے
جسکا علم سر دست علی العموم ہو کون کون حاصل نہیں کیا انسان کو آرام و راحت حاصل
ہو جاتی ہے۔ جسے قدرت کے اسرار سے نا آشنا اور کتاب اللہ سے ناواقف لوگ اتفاقی
بات کہتے ہیں۔

اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی اعمال کے ثمرات تدبیر جاتے ہیں۔ اور کبھی نہایت جلد
کویا عمل کے تابع اور لازم ہوتے ہیں۔ غرض ہر چیز کا ایک اندازہ اور تقدیر ہے جس سے
استمرار ہو تفاوت ممکن نہیں۔

ایسا ہی حال شرعی قانون کے وعید و وعد یعنی اخروی آلام و نعم کا ہے۔
بحسب مراتب و درجات کوئی فرد بشر اونکے نتائج سے محروم اور غیر محفوظ رہ نہیں سکتا۔
شخصی عبادت اور شخصی نیکیوں کے ثمرات۔ قومی عبادت و قومی نیکیوں کے
انتایج اور وہی فیضان الہی پر غور کرو اور شخصی نیکوئیوں بدکاریوں و قومی نیکوئیوں و قومی
پر نکاہ و دروازہ کوئی بادشاہ ہے۔ کوئی دولت مند۔ کوئی میعادوی قیدی۔ کوئی دائم محبت

کوئی بزرگوار نہایت شایع مال نہ بخاہاں ایسا ہی سب ممکنات قدرت قیامت
سے ان کے لیے فی القامت لہذا ہر نعمت میں سے شمار کوئی عاقل و متین کوئی خدا کی
خداوندی کے لیے نہ ہوتی ہے۔ کوئی دولت و ثروت نہ ہوتی کہ کوئی عاقل و متین اس سے
مناہت کرے۔

بارہندہ سے تعالیٰ سوا کے بھی عادل و زیم ہے۔ پھر کوئی آرام میں ہے۔ کوئی
آرام میں ایسا ہی آخرت میں بھی کوئی بہشت میں کوئی دوزخ میں۔ پھر بھی خداوندی
قدوس و زیم و عادل رہے گا۔

تعالیٰ عدل و زیم کی عجیب نظیہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مخلوق کو آرام کا محتاج بنایا
اور اس کے قوی میں اون کی تربیت کے بموجب مختلف تعلقات اور جذبات اور گونا گوں
میلان اور تعلقات رکھ دیے۔ اور پھر اس عالم میں اسباب و آلات بھی اور اسکی قوی کے
تعلقات کے مناسب پیدا کر دیے۔

اگر کوئی شخص عدا یا سہوا قانون قدرت کی خلاف ورزی کے سبب سے کسی مرض
و علت میں گرفتار ہو۔ اور عدل نے اسے ماخوذ کیا۔ تو معارضہ نے ہزاروں لاکھوں
دوا میں اس کے لیے ہمہ پونجا دین۔ اور فضل سے اسے اسے اسے نجات دیکر
پھر اصلی صحت کا مزہ چکھا دیا۔

ایسا ہی ایک بدکار قانون شرع کی خلاف ورزی میں اپنی عافیت تباہ کر چکا
اور قریب تھا کہ دارالعدالت میں پہونچا کر ابدی عذاب میں مبتلا ہو۔ رحمہم اللہ نے اسے
سچی توبہ و نجات جو حقیقہ محرک جسم و اس کے لیے مہیا کر دی۔ اگر اسے خصوصاً
سے سچی توبہ کی اور بڑی تصریح سے اپنے خالق کی طرف رجوع کی تو اس کی توبہ قبول

سارے گناہوں کے دفتر و دعوؤں پر۔ ایسے اور اسی لیے ہم کہتے ہیں اور شاہد ہے
کہتے ہیں کہ فضل کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے کبھی بند نہیں ہوا۔

مگر جس طرح روشنی اور اس کے انوار فی حد ذاتہ روشنی بخش ہیں الا اگر کوئی تاریک جھوپڑ
میں گھسا ہوا ہو اور اسے روشنی نہ پہنچے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ روشنی نور بخش
نہیں ہے۔ نہیں وہ فی ذاتہ نور ہے اور اسی لیے نور بخش ہے۔ مگر اسے حاصل کرنا چاہیے۔
اور روشنی بنے اور اس کے انوار منظر بننے کے لیے جمیع سامان کی ضرورت پڑتی ہے
مثلاً اندھیری کوٹھری سے باہر اور اس کے خطوط شعاعی کے محیط میں موجود ہونا۔ ایسا
ہی آخرت کے نور اور اس کے سامان کے حصول کے لیے یہاں فضل اور نجات کے
سامان کی ضرورت ہے۔ اور وہ سامان با قرب فضل اور مقناطیس رحم تپا ایمان ہے۔
جسے قرآن بیان کرتا ہے۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أُولَئِكَ لَهُمُ الظُّلُمَاتُ يُخْرِجُهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ۔ سیارہ ۳۔

سورہ بقرہ۔ رکوع ۶۔ ۳۲۔

پس جو شخص ولایت الہیہ کو اختیار کرے اور تپا ایمان باری تعالیٰ کے ساتھ رکھے
یقیناً فضل و رکاء دیکھ ہوگا۔ یہ جس طرح درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور بیج کی
خوبی اپنے ثمر سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ جس طرح جسے اند تپا ایمان ہوگا۔ اور جس کے دل میں ایمان
پاک بار آور درخت نے جو بکری ہوگی کہ محالہ اسے پھل یعنی اعمال و افعال بھیجے
سکے۔ اور جس کا ایمان ناقص ہے اس کے اعمال بھی ناقص ہونگے۔ جسکی مثال قرآن سطر ۱۲

سُورَةُ هُودٍ ۱۲۔ لَا تَنْفَعُ الْإِيمَانَ إِلَّا بِأَعْمَالٍ۔ اور جو مسکرتین اس کے رتبہ ہیں
بہشت میں لگاتے ہیں، وہ لگاتے ہیں کہ ایمان کے بغیر ہرگز نہ جہنم میں آئے۔

بیان سہرنا ہے۔

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

سید پارہ ۱۲ - سورۃ ابراہیم - رکوع ۲۶ -

یہی سچی تعلیم اور یہی اعلیٰ معنی کا عدل و رحم و انصاف ہے جسے قرآن عظیم اور فرقان حمید تعلیم کرتا ہے نہ یہ کہ ایک شخص کے مصلوب و مقتول و ملعون ہونے سے (کوئی کیون نہ) انسان کی نجات ہو اور عدل و رحم کی تکمیل جسکی کوئی نظیر عالم امر و مشاہد سے مین پائی نہیں جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کفارہ مسیح کے اعتقاد نے جسکی تسلیم کل اخلاقی نیکیوں اور قواعد فطرت کے اصلی مقتضیات کی راسخ کاٹ ڈالتی ہے۔ ان فرضی و اختراع مقدرات ذہنی پر رضامندی کو مجبور کر رکھا ہے اور اسکو اولاً ایک عقیدہ مسلمہ اور اصول موضوعہ کے طور پر فرض کر کے پھر ایسے ناشدنی امور کا بیڑا اڑھایا ہے کہ فلاں صورت میں عدل و رحم جمع ہو سکتا ہے۔ اور فلاں صورت میں نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس یہ لوگ ان الفاظ کا موضوع اصلی اور مفہوم حقیقی سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اور اپنے ذہنی و فرضی اختراعات کو قانون قدرت کی محک پر کسے کی کبھی کوشش نہیں کی۔

مسئلہ تقدیر

پادری صاحب کے اعتراض کا خلاصہ

مسلمان گناہ کو ایک خفیف سی حرکت اور وہ بھی خدا کی کرائی جانتے ہیں مسلمان گناہ کو خدا کا فعل اور اسی کے مجبور کرنے سے سرزد ہوا ہوا یقین رکھے گناہ کرنے

۱۔ ایک نرس ایک بات سہری جیسے ایک درخت شتر اور اسکی جڑ مضبوط ہے اور ٹھنی آسمان میں ۱۱

نہایت ہی

مسئلہ تہ یہ مسئلہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

جواب

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ایسا سمست کر رہا ہے کہ اس

تہ کو ترقی کی ہی امید نہیں ہوسکتی

ہر توبہ یوں ہے کہ اسلام تقدیر کا مضمون کہہ ہی سمجھتے ہیں۔ اور اکثر جب مجھے مین تو غلط سمجھتے ہیں اس عدم فہم کا بھاری باعث قرآن مجید کی آیات پر بحالت مجموعی غور و زائر۔ الگ الگ ایک ایک آیت سے کچھ کا کچھ استدلال کر لیا ہے۔ اور یہ بات اس مضمون میں ہم دکھلا دیں گے۔

دو قسم کے لوگ آجکل معترض کے خطاب سے سرفراز ہیں۔ اصحاب معقول یا منقول۔ اصحاب معقول سے ہمارے برادر وہ لوگ مراد ہیں جو کسی ایک کتاب کے لسانی آسمانی کتابوں سے قائل نہیں۔ وہ لوگ تو ہماری کتاب کے موضوع اور منشا سے خارج ہیں۔ اب اہل منقول کہتے۔ از انجملہ اہل کتاب اس وقت ہمارے مخاطب ہیں۔ وہ یا وہ اور ہم آسمانی کتابوں کے ماننے اور ان کتابوں کے طرز عبارات و طریق ادراک طالب کے اعتقاد کرنے میں مساوی ہیں۔ اگر ایک فریق کی کتاب میں کوئی بیان مجاز یا اصل ایسی ہو جو اصحاب معقول کے نزدیک بظاہر محل اعتراض ہو۔ گو نفس الامری میں نہ ہو اور دوسرے فریق کی کتاب میں بھی ویسا ہی یا اس کے قریب پایا جائے۔ یقیناً اطمینان دلاتا ہو اور نقل گواہی دیتی ہو کہ ہر دو فریق میں سے کوئی ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرے گا۔ کیونکہ اعتراض کی زد (اگر وہ اعتراض ہو) دونوں پر پڑتی ہے۔ بلکہ دونوں سے اس کے ٹیفنس اور دفاع میں متحد زور لگانے کی درخواست ہی جاوے گی۔

آپ ہم عیسائی قوم کے دتیرے کو اس مادے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ عقلمند با حیا قوم کس مسلک پر چلتی ہے۔ بہت۔ ضد۔ تعصب۔ بیجا حملہ۔ متہورانہ۔ زور۔ اچانک۔ یہ سب چیزیں انکی صورت حال میں ہمیں دکھلائی دیتی ہیں۔ فیک

یا تو یہ لوگ اپنی مسلم الہامی کتابوں کا بالاستقصا تفحص نہیں کرتے۔ یا عمدہ حق کا حق کرنے پر کمر باندھ کر ملے ہو جاتے ہیں۔

خدا کے لیے کوئی حق کا طالب اس بے خوف دلیہ قوم سے پوچھے۔ کہ الہامی کتابوں کا یا ملہم شخصوں کا کچھ پاس بھی ان لوگوں کو ہے۔ کس طرح ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ بیباکانہ قرآن مجید کے اوس مسالہ کو تیرا اعتراض نہ بناوین جو بالسوۃ تورات انجیل میں بھی موجود ہے۔ کاش یہ لوگ سوچتے اور سمجھتے کہ عبری اور عربی زبان کا طریق اداسے مطالب خصوصاً مادہ الہام میں بہت ہی متشابہ ہے۔ بلکہ بہت نزدیک ہے کہ متحد ہو جاوے۔ پھر قرآن پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے بیان ٹھوکیے۔ یقیناً صبح کی تاریک رات میں ہواسے نفس کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کے جہالت اپنے ہی گھروں پر آپ شیخون مار رہے ہیں۔

ہم بڑی جرأت سے قرآن کے اصول و مسائل کو یہ قوم و فریقہ کے رو بہ ملک حق ثابت کرنے کو طیار میں کیونکہ ہمارا کامل عقائد و مذہب صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے جسے کسی نام معقول و منقول یا حوالہ سفر و محقق کے اعتراض کا کچھ بھی خطر نہیں۔ ہمارا ان قرآن کی ہر آیت کی صداقت کے اثبات میں وسیع و وسیع مضمون لکھنے کو ہم آمادہ ہیں۔ مگر اس مضمون کی تفصیل و بسط میں استعداد و زحمات ہم کو ارا نہ کرینگے کیونکہ بات واضح ہے۔ ہمارا ایک نامہ اور مست خواب قوم کی تہذیب اور اشعار کے لیے اول مرتبہ مابعد انبیاء سے اسی مضامین کی آئینہ پیش کر رہے ہیں۔ پھر قرآن کریم کی آیات کو کھل کر تصور و ترجمہ کر دیتے۔ اور آیات کی تفسیق بھی بیان کر دین گے۔

عہد یقی اور پدید اور مسلمانہ تقدیر

۱۔ خروج۔ ۱۴ باب ۲۱۔ اور خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ جب تو مصر میں داخل ہوئے
دیکھ سب معجزات برین نے تیرے ہاتھ میں رکے بن فرعون کے آگے دکھلائیو
مگر میں اس کے دل کو سخت کر دوں گا کہ وہ ان لوگوں کو جانے نہ دے گا۔
۲۔ خروج۔ ۷ باب ۳۔ اور اس نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔ کہ اس نے انکی
جیسا خداوند نے کہا تھا نہ سنی۔

۳۔ خروج۔ ۱۰ باب ۲۰۔ پر خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔
۴۔ استثنا۔ ۲ باب ۲۹ و ۳۔ حیوان کے بادشاہ سیحون نے حکویمان۔
نذر نہ دیا کیونکہ خداوند تیرے خدا نے اور سکا مزاج کر دیا۔ اور اس کے انکو متہ
تا کہ اسے تیرے ہاتھ میں دیوے نہیں آج ہے۔

۵۔ استثنا۔ ۲۹ باب ۴۔ لیکن خداوند نے تھوڑے دل جو سمجھے اور دے انکھین
جو دیکھیں اور دے کان جوشیں۔ آج تک نہیں دیے۔

۶۔ یثوب۔ ۱۱ باب ۲۰۔ کیونکہ یہ خداوند کی طرف سے تھا کہ ان کے دل سخت ہوئے
تھے۔ تاکہ وہ جنگ کے لیے اسرائیل کا مقابلہ کریں۔ تاکہ وہ انکو حرم کرے۔ تاکہ وہ
مورد رحم کے نہ رہیں۔ بلکہ وہ انکو نیست و نابود کر دیوے۔

۷۔ زبور۔ ۱۰۵۔ ۲۵۔ اس نے ان کے دل کو پھیرا۔ کہ وہ اس کے لوگوں سے
عداوت کرنے لگے۔ اور اس کے بندوں سے دعا بازی۔

۸۔ سلاطین۔ ۲۲ باب ۲۱ و ۲۲۔ جھوٹی روح بہ ترغیب کو آئی

۹۔ ۲۸۔ زبور۔ اس نے ایک تقدیر مقرر کی جو بل نہیں بکتی۔

۱۰۔ یسعیاہ ۶ باب ۹۔ اور او سنے فرمایا کہ جا اور اون لوگوں کو کہہ کہ تم سنا کرو
پر سمجھو نہیں۔ تم دیکھا کرو پر پوچھو نہیں۔

۱۱۔ خرقیل۔ ۱۵ باب ۶۔ ایلے خداوند ہواہ یون کتاب کہ حسب طرح تاک کی لکڑی
بن کے اور درخون کی بنیبت کہ جسے مین نے آگ کے لیے ایندھن ٹھہرایا، سیطرت
مین نے یروشلم کے باشندوں کو ٹھہرایا۔
ہان۔ مین نے اپنا منہ انکے برخلاف ثابت کیا۔

۱۲۔ امثال۔ ۱۶ باب ۴۔ خدا نے ہر ایک چیز اپنے لیے بنائی۔ ہان ٹھہراؤ
کو بھی او سنے برے دن کے لیے بنایا۔

۱۳ باب ۱۷۔ یسعیاہ۔ ۱۷۔ اے تو نے کیوں گمراہ کیا۔ اور ہمارے دل سخت بنائے۔
۱۳۔ صفینا۔ ۲ باب ۱۰۔ تم عقل پکڑو اور تامل کرو۔ اے ناپسند قوم۔ اس کے
آگے کہ تقدیر الہی۔ یسعیاہ۔ ۴۵ باب ۵۔ سلامتی کو بنانا اور ملبا کو پیدا کرتا ہوں۔
الی آخر کہاں سے کہی۔

۱۴۔ یسعیاہ۔ ۲۹ باب ۹۔ ٹھہراؤ اور تعجب کرو عیش و عشرت کرد اور اندھے
ہو جاؤ۔ دے ست مین پر دے نہیں۔ دے لڑکھڑاتے مین پر نشے نہیں۔
کہ خداوند نے تم پر انکھنے والی روح کو ڈھالا۔ اور تمہاری آنکھیں جو کہ بنی مین بنی
۱۵۔ ۲ صوفیل۔ ۱ باب ۱۔ ۲۴ مین ہر۔ بعد اسکے خداوند کا غصہ بنی اسرائیل
پر بھڑکا۔ کہ اسنے داؤد کے دل مین ڈالا۔ جو بنی اسرائیل اور بنی یسودا کو گئے۔ (پھر
اس گئے پر کیسا برا نتیجہ داؤد اور اسکی رعایا پر گذرا۔)

۱۶۔ ۱ باب ۱۔ لاکن مین نے یعقوب کو پیارا اور عیسو سے دشمنی رکھی۔

۱۷- القضاة - ۹ باب ۲۳- تب خدا نے ابی ملک اور سکرمے کو لون کے دروازے
روئے فساد کو بھیجا۔

۱۸- ۲ باب ۲- نامہ تسلو- نیکون کی آیت ۱۱ میں ہے۔ ایلے خدا انکے پاس تاثیر
کرنے والی دنیا کو بھیجے گا۔ یہاں تک کہ وہ جھوٹ کو سچ جاننے لگے
۱۹- مرقس - ۴ باب ۲۵- وصتی ۱۳ باب ۱۲- ایلے کہ جسکے پاس کچھ ہوا
دیا جائیگا۔ اور جسکے پاس کچھ نہیں اوس سے وہ بھی جو اوسکے پاس ہے لے لیا
جائے گا۔

۲۰- یوحنا - ۲ باب ۲۴- کوئی شخص مجھ سے پاس نہیں سکتا۔ مگر جس حال کہ باب
جسے مجھے بھیجا ہوا ہے کھینچ لاوے۔ اعمال ۱۴ باب ۴۸-
۲۱- اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لیے طیار کیے گئے تھے۔ ایمان لائے۔
۲۲- نامہ رومیان - ۱ باب ۲۴- اوساٹے خدا نے بھی اونکے دلون کی
خواہش پر اونھیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔

نامہ رومیان ۹ باب - بلکہ رقبہ بھی جب ایک سے یعنی ہمارے باب اضمحاق
سے عالم ہوئی تب ہی اوس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔ خطوط و خطا
میں لکھا۔ اور جب بنو زلر کے پیدا ہوئے اور زینک و بد کے فاعل تھے۔ تاکہ جننے
میں خدا کا ارادہ جو کاموں پر نہیں۔ بلکہ بنانے والے پر موقوف ہو قائم رہے۔
جیسا لکھا ہے کہ میں نے یعقوب سے بہت کچھ اور عیسو سے عداوت۔ پس کہ
کیا کہیں۔ کیا خدا کے بیان بے انصافی ہے۔ ایسا نہوے کہ وہ موسیٰ سے کتاب ہے
میں جیسے رحم کیا چاہتا ہوں اور سپر رحم کروں گا۔ اور سپر مہر کرنی چاہتا ہوں اور سپر مہر کروں گا۔

اپس یہ نہ چاہئے واسے پر نہ دوڑنے والے پر بلکہ خدا سے رحم پر موقوف ہے۔ کیونکہ
کتاب میں وہ فرعون سے کہتا ہے کہ میں نے اسے تجھے برا کیا ہے کہ تجھ پر اپنی قدرت
نما ہر کردن اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہووے۔ پس وہ جبر چاہتا ہے رحم
کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔ پس تو یہ مجھے کہیگا۔ پھر وہ کیون الزام دیتا ہے کہ
وہ ارادے کا مقابلہ کیا۔ اگر آدمی تو کون ہے جو خدا سے ٹکرا کر تباہ کیا کارگیری
کارگیری کو کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجھے کیون ایسا بنایا۔ کیا کھار کا مٹی پر اختیار نہیں کہ وہ
ایک ہی لونہ سے زمین سے ایک برتن عزت کا اور دوسرا بے عزتی کا بناوے۔ اگر خدا
اس ارادے سے اپنے غنٹے کو تباہ کرے۔ در قدرت کو دکھاوے۔ تھر کے برتنوں
کی خرابی کرنے کے لئے اس سے نہایت بد شمت کی اور اپنے بے نہایت بھلاں کو
رحم سے برتنوں پر جو اسے شمت کے لئے آگے میار کیے تھے ظاہر کیا تو کیا ہوا۔ (قلتی
۲ باب ۱۲۔ انسی۔ ۱ باب ۲۔

۲۳۔ قسط آٹھ۔ ۱۰۔ باب ۹۔ اور نے مہین بچایا۔ اور پاک بلا ہٹ سے بلایا
نہ ہمارے کاموں کے سبب سے بلکہ اپنے ارادے ہی اور اس نعمت سے جو مسیح
میں کے واسطے ازل میں مہین دہلی

لوقا۔ ۸ باب ۱۰۔ اور نے کہ کہ خدائی باد شابت کا بھید جاننا تمہیں دیا گیا ہے۔
پر ورون کو تمہیں میں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں۔ اور سنتے ہوئے نہ سمجھیں۔
۲۴۔ متی۔ ۱۰ باب ۲۹۔ کیا پیسے کو دو چڑیاں نہیں بکھتیں۔ اور اونہیں سے
ایک بھی تمہارے باپ کی بے مرضی زمین پر نہیں کرتی۔ تب خدا نے سر کی چھوڑ دیا
کہ آسمان کی فوج کو پوجیں۔ ۷ باب ۲۲۔ اعمال۔

۲۵- متی- ۱۱ باب- ۲۵ و ۲۶- تیری ستائش کرتا ہوں کہ تو نے ان باتوں کو عالموں اور دانائوں سے چھپایا۔ اور بچوں پر ظاہر کیا۔ ہاں اے باپ کہ یونہی تجھے پسند آیا۔

۲۶- متی- ۱۳ باب ۱۱- اس نے جواب دیکے اور انھیں کہا ایلے کہ تمہیں آسمان کی بادشاہت کے بھیدوں کی سمجھ دی گئی ہے پر انھیں دی گئی ہے۔
۲۷- متی- ۱۸ باب- ۷- کہ ٹھوکر دین کا آنا تو ضرور ہے۔ پر افسوس آدمی پر جس کے سبب ٹھوکر آوے۔

۲۸- ۱- قرنتی- ۱۱ باب- ۱۹- آیت- اور تاکہ کامل غیر کامل ظاہر ہوں۔
استثنا ۱۳- باب- ۳- دیو حنا ۳ باب- ۱۰- یوداہ کا خط- ۱- باب- ۴- کیرن کہ بعضے شخص چہلی سے گھسے جو آگ سے قدیم زمانے میں اس سزا کے حکم کے واسطے لکھے گئے تھے۔ وہ بے دین ہیں اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل کرتے ہیں۔ اور خدا کا جو اکیلا مالک ہے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکا کرتی ہے۔

حقیقی جواب مسئلہ تقدیر پر مختصراً

تقدیر کے معنی سبغت عربیہ اور محاورہ قرآن کے کسی چیز کا اندازہ اور مقدار ٹھہرانا
ہیں۔ دیکھو آیات مرقومہ الذیل۔

وَمَا خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءًى تَقْدِيرًا - سببارہ ۱۸ سورۃ فرقان رکوع ۱-
إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ - سببارہ ۲۰ سورۃ قمر - رکوع ۲-
وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ - سببارہ ۱۳ سورۃ رعد - رکوع ۲-

۱- اور بنانی ہر چیز پر ٹھیک کیا و سکو آپ کر- ۱۲- ۱۲- سے ہر چیز پر بالی سے ٹھہر کر- ۱۲-
۱۲- اور ہر چیز کی ہوا کے پاس گنتی ۱۲-

خداے تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو موجودات سے ایک خلقت (پنچد) اور انداز پر بنایا ہے۔ اور جیسا اسکی ترکیب اور میات کذالی کا مقتضا ہو لا بد ویسے افعال اور آثار اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ گویا جیسے اس کے مقدمات ہونگے لامحالہ ویسا نتیجہ اس سے ظہور پذیر ہوگا۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص اون خدائی حدود کو توڑ سکے۔ اور اون اصلی خواص کو جو قدرت نے کسی چیز میں خلق کیے ہیں بدون ان اسباب کے جنکو خالق نے بمقتضائے فطرت اون کا سبب مبطل قرار دیا ہو کوئی شخص کسی اور طریق پر باطل کر دے۔ سلسلہ کائنات کے خالق کا کلام اس مطلب مقام میں فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ سِیَّارہ ۲۲۔ سورۃ فاطر کو ۵۶۔
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝ سِیَّارہ ۲۲۔ سورۃ فاطر کو ۵۶۔

مثلاً توحید اور عبادت اور طاعت اور اتفاق اور صحیح کوشش اور خستی کو جن ثمرات اور پھلوں کا درخت بنایا ہے۔ ممکن نہیں کہ وہی پھل اور وہی ثمرات شرک اور ترک عبادت اور بغاوت اور باہمی نفاق اور تفرق اور غلط کوشش اور سستی سے حاصل ہو سکیں۔ جن باتوں کے لیے تریاق کا استعمال ہوتا ہے۔ اون باتوں کے لیے زہر مارے کا حکم لکنا دشوار کیا محال ہے۔

عندم از گندم بروید جو ز جو + گناہ اور جرائم کے ارتکاب سے نیکی اور فرمان برداری کے انعامات کو طلب کرنا بے ریب تقدیر اور خدائی انداز سے کے خلاف ہے۔ اور نیکی اور فرمان برداری پر دوزخ میں جانے کا یقین بے شبہ رحیم اور کریم عادل ذات پاک

ہم کا لازم قائم کرتا ہے۔ قرآن کتاب ہے۔
 فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ لَكُمْ مَنَافِعَ فَاسْأَلْهُ لِيَسْتَوُونَ سِيَّارَ ۲ سورۃ بحدہ ۲۰
 ثُمَّ لِيَجْعَلَ الْمُتَّقِينَ كَاتِبًا سِيَّارَ ۲۲ - سورۃ ص - رکوع ۲۶ -
 اسلام تقدیر کے سلسلے پر یقین دلا کر اہل اسلام کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ بڑے
 کاموں کے نزدیک مت جاؤ۔ بڑے بیج بڑا پھل لاتے ہیں۔ آرام و آسودگی کے سامان
 مہیا کرو۔ بیدل مت ہو کیونکہ ہر ایک چیز کا اندازہ خدا کی درگاہ سے معین ہو چکا ہے۔
 نقصان کے اندازے والی چیزیں نافع نہ ہوں گی۔ اور منافع کی شہر اشیاؤ کھون کی موجب
 نہ ہوں گی۔ ہر ایک چیز اپنی فطرت پر ضرور قائم ہے۔ اور تمہارا فعل وجوہا وہی نتیجہ دیکھا جاوے گی
 ترکیب کا مقتضای ہے۔

وَمِنْ آيَاتِ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ
 الْقَيُّومُ سِيَّارَ ۲۱ - سورۃ روم - رکوع ۲۶ -
 وَأَنَّ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ سِيَّارَ ۲۴ - سورۃ
 نجم - رکوع ۳ -

بالتفصیل سنئے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے۔ یا یون کہو قرآن نے بندوں کو ان کے کسبوں
 اور اعمال اور افعال کا کاسب اور عامل و فاعل فرمایا ہے۔ دیکھو کاسب و کسب کا ثبوت
 (۱) وَلَوْ يَرَىٰ اِذَا خَذَ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا سِيَّارَ ۲۲ سورۃ فاطر - رکوع ۵ -

۱۔ ایک بوجہ ایمان پر ہر آدمی کے جوئے حکم پر نہیں رہے ہوتے۔
 ۲۔ کیا تم کہیں گے کہ وہ لوگوں کو برابر دیکھتے ہو گئے۔
 ۳۔ یہی ترش اندہ کی چیز تھانگوں کو جو ہر تانین اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ حال۔
 ۴۔ اور یہ کہ آدمی کو وہی حق جو کہا اور یہ راوی کمالی و سکھان نور۔
 ۵۔ اور اگر کہہ کر۔ اللہ لوگوں کو وہی کمالی یہ حال۔

۲۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا نَسَبَتْ۔ سیارہ ۳۔ سورۃ بقرہ۔ رکوع ۲۔
 ۳۔ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ لُثْمًا ثُمَّ رَدَّهَا بِرِيءًا فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا
 وَإِنَّمَا صُنِيَئًا۔ سیارہ ۵۔ سورۃ نسا۔ رکوع ۱۶۔

اور عامل ہونے اور عمل کا ثبوت

۱۔ وَمَنْ يَحْمِلْ سَوْءًا وَيُظْلِمْ نَفْسَهُ۔ سیارہ ۵۔ سورۃ نسا۔ رکوع ۱۶۔
 ۲۔ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ۔ سیارہ ۲۱۔ سورۃ سجدہ۔ رکوع ۶۔
 ۳۔ لِيُثْلَ هَذَا أَفَلْيَعْمَلُ لِنَعَامٍ لَوْنَ۔ سیارہ ۲۳۔ سورۃ صافات۔ رکوع ۲۹۔

اور عامل ہونے کا ثبوت

۱۔ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔ سیارہ ۲۸۔ سورۃ ممتحنہ۔ رکوع ۱۰۔
 ۲۔ هَلْ عَسَاوَمَا فَعَلْتُمْ يَوْسُفَ وَآخِيهِ۔ سیارہ ۲۔ سورۃ یوسف۔ رکوع ۱۰۔
 ۳۔ فَعَلْتُمْ إِذَا قَالُوا مِنَ الضَّالِّينَ۔ سیارہ ۱۹۔ سورۃ شعرا۔ رکوع ۲۶۔
 بلکہ خالق بھی کہا اور جہان فرما! وَتَخْلُقُونَ فِیْهِ سیارہ ۲۰۔ سورۃ عنکبوت۔ رکوع ۱۰۔
 اور مختلف افعال کی نسبت بندہ ان کی طرف تفران میں آتا ہے۔ وہ علیہ موجود ہوتا ہے۔
 فَمَنْ تَبِعَ هَدَايَ۔ سیارہ ۵۔ سورۃ بقرہ۔ رکوع ۲۔
 قَدْ صَلَّوْا مِنْ قَبْلُ وَأَنُذِرُكَ نَزِيرًا۔ سیارہ ۱۰۔ سورۃ مائدہ۔ رکوع ۱۰۔

۱۔ اس میں وہ خود کہا اور وہی پر ہرگز سے تو کیا
 ۲۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۳۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۴۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۵۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۶۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۷۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۸۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۹۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا
 ۱۰۔ اس میں وہ خود کہا اس کے تقصیر یا ان پر ہرگز سے تو کیا

وَأَن اٰهْلَهُ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ مَا يُوْحٰى رَبِّكَ سِيَّارَةً ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

پھر اتنی ہی بات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ تجاہے بڑے اعمال اور قبیح
اعمال کے سبب سے تکرار و تکرار

۱۔ اِنَّ اِلٰهَ لَا يُغْنِيْكُمْ عَنْهُ مَا تَعْمَلُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ مَا رَاقِبُهُمْ سِيَّارَةً ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۲۔ صَرِيْبٌ عَلَيْهِمُ الدَّرِكَةُ وَاسْلٰكٌ وَبَرٌّ ۝۲۰۹ صَبَّحْتُ مِنْ اِلٰهٍ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِآيٰتِ اِلٰهِ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۳۔ فَنِيْفٌ اِذَا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ ۝۲۰۸ قَدْ مَتَّ يَدُ بَهُمْ ۝۲۰۹ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۴۔ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۵۔ وَلِلّٰهِ اَرْكَسُهُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۶۔ وَاَحْذَرُوْهُمَ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۷۔ وَلَئِكَ مَا وُجِّهَ النَّاسُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۸۔ فَبِمَا نَقْصَرْتُمْ مِّمَّنْ يَشَاقِقُهُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۹۔ سَيُصِيبُ الَّذِيْنَ اٰجَرُوْا صَغَارًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

يَمْكُرُوْنَ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۰۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۱۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۲۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۳۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۴۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۵۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

۱۶۔ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّوْنَ اِلٰهَ اِلٰهِيْكُمْ ۝۲۰۸ سَبَّحُوْهُ رُكُوْعًا ۝۲۰۹

مسلمان ایک خفیف حرکت اور وہ بھی نہ دیکھتا ہے۔ مگر گناہ میں پیاں ہیں۔ وہ تو
 کوئی بات کچھ بھی راست ہے۔

میں ان آیات کا مفصل ذکر کروں گا جس کے معانی نہ سمجھنے سے عربی لغت یا قرآنی حقائق
 سے بے بہرہ لوگوں نے یہ غلط خیال کیا ہے۔ کہ قرآن جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ اور انسان کو جس
 حیوانوں سے صرف دو ہی باتوں میں امتیاز حاصل ہے۔ کہ انسان غیر محدود ترقی کی استطاعت
 رکھتا ہے۔ اور حیوانات محدود و عروج کی۔ انسان کسی ترقی دوسرے سے بنی نوع یا بنی جنس کو
 کما سکتا ہے۔ اور حیوان امین عاجز ہے۔

لیکن ان آیات کے بیان سے پہلے اس امر کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ شیطان
 کو مذہب اسلام میں ایسا اختیار حاصل نہیں کہ وہ آدمیوں کو خواہ مخواہ گمراہ کر دے یا گناہ
 کرنے پر مجبور کر دے۔

شیطان چاہا تو اسے موجود خاک و جبر عن انسان مانو۔ چاہا تو اسے انسانی قوت
 پر کسی بڑے شریک کو کہو۔ چاہے اسی شریک کو کہو جسکی خوشامد اور ڈر سے آدمی کسی
 وقت معاصی کا مرتکب ہوتا ہے۔ غرض شیطان کو یہ اختیار نہیں کہ انسان کی اس
 استطاعت اور قدرت کو جس کے باعث انسان نیک و بد کا فاعل اور عامل اور کاسب
 کہا گیا سلب کر دے۔

اس اہل اسلام سطح اس قوت مارہ یا ساکن میں نہیں پہنچتا۔ انسان کو کہیں میں پلنی والی یا قوت میں کی تعریف و تحقیر کے لیے
 برتر عقلا کے نزدیک محل عزت و حق نہیں۔ انا انجیلی شیطان کا جو مذہب کے مقابل میں رفاہ و طبع مانا گیا ہے۔ قہر سے تنگ کر اور جلیوت و
 سے عنت مجبور کر اپنے بندوں کے بچانے کے لیے اسے پھانسی لٹا دیا۔ اور پھر بھی وہ دین دریدہ و شیر داعی ذات کے پیچھے ہی لگا۔
 وریکڑین روح القدس کے دل خوش کن و مدد سے خدا کے بیٹوں کو اس کے ہاتھوں سے چھوڑنا چاہے۔ وہ زبردست جھٹکا
 بنے مسیح کو ایک بیٹے پر چڑھا کر کل نیا دکھا دی دو ہالاک چنے پھر سے قصور سے مجیب کھیلے۔ عیسائیوں کو لکھنے کے قانون کے
 و حق ثبوت دینا ضرور ہے۔ قرآن کو مبارکی ہو کہ ان مصیبت سے پاک اور باطل پاک ہو۔ ان ایوب کی کتاب کا پہلا دوسرا باب
 انضر و در مطالعہ فرمائیے اور انصاف اور ایمان سے سوچ کر قرآن پر اعتراض کیجیے۔

بلکہ ہدایت اور ضلالت کی نسبت قرآن نے صاف بتایا ہے کہ وہ کلف انسان کی وسعت اور استطاعت میں ہے۔ دیکھو آیات ذیل۔

مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفَرْ۔ سیپارہ ۵۔ سورۃ کہف۔ رکوع ۲۶۔
وَرَأَىٰ مَا تَكْمُلُونَ فَمِئْتًا مِنْهُمْ لَمَنْ هَدَىٰ۔ سیپارہ ۱۳۔ سورۃ سجدہ۔ رکوع ۲۶۔
لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا ذِكْرًا وَنَسَحَهَا۔ سیپارہ ۲۔ سورۃ بقرہ۔ رکوع ۲۰۶۔

اب ہم ان آیات کو کلمتے میں جنہیں گرا دکنندون کا ذکر ہے۔ ان پر غور کرو۔
يُرِيدُ سَيِّئَاتُكَ أَنْ يُضْلِكَهُم۔ سیپارہ ۵۔ سورۃ نسا۔ رکوع ۹۶۔
وَزَيْنٌ لَّهُمْ شَيْطَانٌ عَمَّ نَصْرُهُ۔ سیپارہ ۱۹۔ سورۃ نمل۔ رکوع ۲۶۔

ان آیات مذکورہ میں شیطان کی ترغیب ثابت ہے اور یہ ظاہر امر ہے۔ شیطان کا انسان کو مجبور کرنا ثابت نہیں۔

وَأَعْلَوْكُمْ تَبَاعُوثُمْ وَأَهْوَأَكُمْ وَأَصْلُكُمْ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ وَغَيْرِ هُدًى
مِّنَ اللَّهِ۔ سیپارہ ۲۰۔ سورۃ قصص۔ رکوع ۵۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ۔ سیپارہ ۲۳۔ سورۃ ص۔ رکوع ۲۶۔
وَمَا أَتَىٰ نَفْسًا إِلَّا النَّفْسُ لَأَمَّا رَاةً بِالسَّوْءِ۔ سیپارہ ۳۔ سورۃ یوسف۔ رکوع ۴۔

۱۔ جو وہی چاہے، اسے اور جو وہی چاہے نہ مانے ۱۱

۲۔ جو شر سے دھمکتے ہوئے، انکو رہائی پر اور کونہ سے نہ مانے ۱۱

۳۔ اور حقیقت میں وہ کسی شخص کو گمراہ و سلی غمیش ہے ۱۱

۴۔ چاہتا ہے نیکان کو دھوکہ دے ۱۱

۵۔ اور جیسے وہ چاہے وہی اور نشان لے، دیکھے کام ۱۱

۶۔ زبان لے کر کہے ہیں پس اپنی خوشی کے اور اوج بھانوں جو چاہے اپنی خواہش پر بن راہ جائے اللہ کے ۱۱

۷۔ اور نہ چلے گی کیا اور پھر جو چاہے اسے اللہ کی راہ سے ۱۱

۸۔ اور میں ایک نہیں کرتا اپنے ہی کو ہی تو کھانا ہے رانی ۱۱

ان آیات میں اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت انسانی خاص قوی کی طرف ہے۔
وَبَرِيْدُ الدِّينِ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا سَبَّحْتُمْ لَكُمْ
وَمَا اضَلُّنَاكَ اِلَّا الْجَحْرُمُونَ - سیارہ ۱۹ - سورۃ شعرا - رکوع ۵ -

لَا تَنْتَهِ اَنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ - سیارہ ۲۹ - سورۃ فوس - رکوع ۲ -

ان آیات میں اضلال کی نسبت شر اور بدکار لوگوں کی طرف ہے۔

- ۱ - وَكَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِمَنْ يَشَاءُ الْمُشْرِكَينَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاءُ لَهُمْ سَيِّئًا مِّنْ نِّعَامِ
- ۲ - وَكَذٰلِكَ اُخْرِجْنَاهُمْ لِنُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ - سیارہ ۳۰ - سورۃ اعراف - رکوع ۶
- ۳ - وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَآءُهُمُ الطَّاغُوتُ - سیارہ ۳۵ - سورۃ بقرہ - رکوع ۶۲
- ۴ - وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَانَنَا فَاضَلُّوْنَا السَّبِيْلَ - سیارہ ۲۲ -

سورۃ احزاب - رکوع ۸ -

- ۵ - فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا سَيِّئًا مِّنْ ذِكْرِ
- ۶ - يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اَوَلَا اَنْتُمْ لَكُمْ مِّنْ دِيْنٍ -

سیارہ ۲۲ - سورۃ سبا - رکوع ۳ -

۱ اور جو لوگ گئے ہیں اپنے مزدوں کے پیچھے دے چاہتے ہیں کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور ۱۲ -

۲ اور ہم کو راہ سے بھلایا ان لشکروں نے ۱۲

۳ اگر تو چھوڑے تو یقیناً بکا دین تیرے بندوں کو ۱۲

۴ اور اسطرح بھلی دکھائی ہے بہت مشرکین کو اور اداری اور ان کے شرکیوں نے ۱۲

۵ کہ بچھلون نے پہلوں کو رب ہمارے بھکوا انھوں نے گمراہ کیا ۱۲

۶ اور دے منکر میں دے رفیق میں شیطان ۱۲

۷ اور کہیں گے اسے رب منے کہانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انھوں نے بکا دیا بکوراہ سے ۱۲

۸ پھر کہیں گے کہ زور بڑائی والوں کو ہم تھے تمہارے پیچھے ۱۲

۹ کہتے ہیں بھوکہ اور سمجھتا بڑائی کرنے والوں کو تم نہ تھے تو ہم ایسا خدا پرست تھے ۱۲

وَيَوْمَ يَقَعُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلْبِسُنِي خُذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا
يَا وَيْلَتَى يَلْبِسُنِي لَهُ خُذْتُ فَلَا خَلِيلًا۔ سیپارہ ۱۹۔ سورۃ فرقان۔ رکوع ۲۶۔

قانون فطرت پر غور کرنے سے یہ سب نملال کے اسباب ظاہر و باہر ہیں۔ اب
شیطانی طاقت کے محدود ہونے کی دلیل قرآن سے سنو۔

رَبِّ عِبَادِيَ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ۔ سیپارہ ۱۲۔ سورۃ حجر۔ رکوع ۳۶۔
رَبِّ الشَّيْطَانِ لَكُمْ عَذُوبٌ خِذُّوهُ عَذُوبًا إِنَّ شَايِدًا عَمَّا حِزْبِهِ لَيَكُونُ تُؤَامِنُ أَصْحَابُ
السَّعِيرِ۔ سیپارہ ۲۰۵۔ سورۃ فاطر۔ رکوع ۲۰۔

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْ كُنَّا لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ۔
سورۃ سبا۔ رکوع ۳۶۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوا لَوْ كُنَّا لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ
بَعْدَ إِذْ جَاءَهُمْ بِلَ كُنَّا مُؤْمِنِينَ۔ سیپارہ ۲۲۔ سورۃ سبا۔ رکوع ۲۶۔
معلوم ہو گیا شیطان کی طاقت بہرگز ہرگز مجبور نہیں کرتی۔ ہم طوعاً و کرہاً
کی طرف پہنچتے چلے جاویں۔

اب میں اون آیات کریمہ کا ذکر کرتا ہوں جن سے پادری صاحبوں یا اور منافقوں
اسدِ اہل کیا ہے کہ انسان مجبور ہے۔ یہ مجبور کا لفظ عربی ہے۔ تمام قرآن اور کسی حدیث میں
اسکا ثبوت نہیں۔ اور نہ یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ خدا کو کیا ضرور ہے کہ کسی کو مجبور کرے۔

سُنَّاتِ کَافِہ کا کیا ہے؟ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔
یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔
یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔
یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔

پہلی آیت

خَتَمْنَا لَهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ سِيَّارَةٌ

سورۃ بقرہ: رکوع ۶-۱-

سوال جب خدائی مہر دون پر لگ گئی تو بابت کیونکر ممکن ہوگی۔

جواب۔ اسی قرآن میں مہر کی وجہ اور جس لاکھ کی مہر اور اسکا پتہ اور اسکا سبب مرقوم ہے وہ سب اوروہ مہر وہ لاکھ ہزار وہ خدائی مہر خود اکھڑ جائیگی سنو۔

وَقُلُوبُهُمْ غُلْفٌ ۖ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ ۖ سِيَّارَةٌ ۖ تَوْرَةٌ ۖ نَسَارُ ۖ رُكُوعٌ ۖ ۲۶
كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ ۖ جَبَّارٌ ۖ سِيَّارَةٌ ۖ ۲۷ ۖ سُوْرَةُ مومن رُكُوعٌ ۖ ۲۸

کلا بکل ران علی قلوبہم ماکانوا یکسبون۔ سیراۃ سورۃ مطففین رُکوع ۱
دیکھو کفر اور تکبر اور بد اعمالی کے کسب مہر لگتی ہے۔ ان بُری باتوں کو چھوڑ دو مہر ہی ہوئی

دیکھو۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے قانون میں یہ بات رکھ دی ہے کہ جن قوی سے کام نہ لیا
جاوے وہ قوی بدتر ہے اور آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ قوی

جسے کام نہیں لیا گیا اسے بیکار اور معطل رہتے رہتے بالکل نکلنے ہو جاتے ہیں۔
اور اوپر صادق آتا ہے کہ اب ان قوی پر اور ان قوی کے رکھنے والوں پر نہ لگ گئی ہے

ہر ایک گناہ کا ترک دیکھ لے۔ جب وہ پہلے پہل کسی بُرائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس وقت
اُس کے ملکی قوی کیسے مضطرب ہوتے ہیں۔ پھر جیسے وہ ہر روز بُرائی کرتا جاتا ہے۔ ایسے آہستہ آہستہ

وہ اضطراب و حیا اور تامل جو پہلے دن اس پر کارواں تھا وہ بڑھتا رہتا ہے۔ تمہیں یہ عجیب

۱۔ تمہاری اندر سے دوں پر اور اس کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر یہ ہے ۱۱

۲۔ دماغ کے یہ ۱۲ سے دل پر اور اس کے کوئی نہیں پر اس سے مہر کی سنہ اور اس کے کھر کے ۱

۳۔ اس طرح مہر کرتا ہے نہ ہر دل پر اور اس کے کھر کے ۱۱

۴۔ کوئی نہیں پر نہ لگ کر لیا ہے اس کے دلوں پر جو دے کھاتے تھے۔ ۱۱

اور انکار یوں ہی انسانی نچر اور فطرت اور اس کے مادی سے کی ہوئی پر نور و شہیر اور بذات
 آدمی کو ایک ناصح فصیح نہیں کہتا بلکہ نقل پہنچے پڑے۔ اس کا کان ہرے ہو گئے۔ انکی سمجھ
 پر تاسے لگ گئے کیا ان مجازوں سے حقیقت مراد ہوتی ہے

دوسری آیت

فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۚ سِپارہ ۸۔ سورۃ اعراف۔ رکوع ۳۔

اس کا جواب خود اسی آیت کے آگے موجود ہے

اِنَّهُمْ اَتَّخَذُوا الشَّيَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۚ

سِپارہ ۸۔ سورۃ اعراف۔ رکوع ۳۔

جب شیطان کی محبت چھوڑ دی جاوے تو یہ سزا اور ٹھہ جاتی ہے۔

تیسری آیت

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی کَثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ سِپارہ ۲۲۔ سورۃ یٰسین۔ رکوع ۱۔

اس کا جواب خود قرآن کرم دے چکا ہے۔

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ سِپارہ

سورۃ مؤمن۔ رکوع ۱۔

وَفَرِیقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۚ اِنَّهُمْ اَتَّخَذُوا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ ۚ سِپارہ ۸۔

سورۃ اعراف۔ رکوع ۳۔

۱۔ کیا فرق ہے کورہ دی و ایک فرقے پر محمدی مری ۱۲

۲۔ انھوں نے بڑے شیطان کو اپنی مدد چاہا۔ دیکھتے ہیں کہ سے راہ پر ہیں ۱۲

۳۔ ثابت ہو چکی ہے بات اور بتوں پر سو سے نہ مایوس گئے ۱۲

۴۔ اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی مشورہ پر کہ یہ ہیں دوزخ والے ۱۲

۵۔ اور ایک دہرے پر محمدی مری و انھوں نے بڑے شیطان کو رفیق ۱۲

وَوَفَّعَ الْفُلَ عَلَيْهِمْ بِمَا طَلَبُوا فَهَرَا يَنْطِقُونَ - سیپارہ ۲۰ - شونمل - رکوع ۲۰ -
 قوال اور گلے کئے منی وہ لازمی معین منرا اور مذاہب کے جو کتب نون قدرت مال
 بہ کا نتیجہ ہوا کرتا ہے انھیں امور کو ہماری زبان میں اس قسم کے ماورت میں ادا کیا
 جاتا ہے ان کے لئے معین ہو چکا ان کے لئے لکھا گیا۔ وغیرہ وغیرہ ان امور مشاہدہ
 کا کون انکا کر سکتا ہے۔

چوتھی آیت

فَمِنْ شَاءَ ذِكْرُهُ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ سِيَّارَةً سُوَّةَ مَذَرٍ - رکوع ۲۰
 مِلْنِ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَفِيقُوا وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ -
 سیپارہ ۳۰ - سورۃ کورت رکوع ۱ -

جواب - معبود کو موجود کرنا خدا کا کام ہے مخلوق میں جان حیوان اور انسان کے
 دل میں کسی ارادے اور مشیت کا پیدا کر دینا بیشک باری تعالیٰ کا کام ہے۔ الّا ہر
 ایک منصف جانتا ہے کہ صرف مشیت اور ارادے کے وجود سے کسی فعل کا وجود
 ضروری اور لازمی امر نہیں۔ یقیناً قواسم فطری کا خلق اور عطا کرنا جنہر ہر گونہ افعال
 کا وجود و ظہور مترتب یا متفرع ہو سکتا ہے خالق ہی کا کام ہے۔ اس لطیف ہمت کے سمجھنے
 کے لیے دیکھو اس امر کے اظہار کرنے کو کہ قواسم طبعی اور کائنات سے کوئی وجود
 امر خلق میں شریک نہیں سب اشیا کی علت اعلیٰ میں ہی ہوں۔ باری تعالیٰ سب افعال کو
 بلکہ دن افعال کو بھی جو ہم معائنے اور مشاہدے کے طور پر انسان اور حیوان سے سرزد

۱۰ اور پہلی و نہایت اس واسطے کہ انھوں نے شہادت کی۔ سو سے کچھ نہیں ہوتے ۱۱

۱۲ پھر جو کوئی چاہے وہ سے یاد کرے اور وہ سے یاد بھی کریں کہ چاہے اللہ ۱۳

۱۴ جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے اور تم بھی چاہو کہ چاہے اللہ جان کا عذاب ۱۵

دیکھتے ہیں۔ اپنی طرف نسبت کرتا ہے۔ کہیں قرآن میں فرماتا ہے۔ ہوا باء ولون کو پانک
 ماتی ہے۔ کہیں فرماتا ہے ہم باء ولون کو پانکے ہیں۔ ہم ہی گایون اور بھیسون کے تھنوں
 میں دودھ بناتے ہیں۔ ہم ہی ناج بوتے ہیں۔ ہم ہی کھیت اور گاتے ہیں۔ اور مال
 کے بعد سب نسبتیں جو ظاہر امتضاد الطرفین میں بالکل صحیح اور حقیقہ بالکل صحت میں

پانچویں آیت

وَقَيْضَنَا لَهُمْ قَرْنَاءَ فَرَزَيْنَا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ حُكْمُ
 الْقَوْلِ فِي أُمُومٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا
 خَسِرِينَ۔ سیپارہ ۲۲۔ سورۃ فصلت۔ رکوع ۳۔

اس آیت کے اشکال کو خود قرآن نے حل کر دیا ہے۔ اور ہم نشینوں کے باعث
 تعین اور وجہ تقرر کو بتلادیا ہے۔

وَمَنْ يَعْشِ عَنْ ذِكْرِ النَّحْلِ فَنَقِصْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ كَافِرٌ۔ سیپارہ ۲۵۔
 سورۃ زخرف۔ رکوع ۲۔

اب غائب ہے کہ ذکر الہی کے چھوڑ دینے کے سبب سے شیطان نے اوپر تسلط پایا ہے

چھٹی آیت

وَكُلُوا مِمَّا آتَاكُمْ مَوْلَاكُمْ۔ سیپارہ ۷۔ سورۃ النعام۔ رکوع ۱۳۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُم مَّا فَعَلُوا۔ سیپارہ ۸۔ سورۃ النعام۔ رکوع ۱۴۔

اور گادی بننے اور پھینائی ہوا انھوں نے صلا دے یا ذکر جو، دنگے آگے اور اونگے پیچھے اور ٹھیک چڑی اور ہر بات

مگر سب فرقوں میں جو ہو چکے ہیں اونسے آگے ہون کے اور آدمیوں کے دے تھے ٹوٹے درے ۱۱

۱۲ اور جو کوئی تمہیں جہاد سے رخصت کی یا سے ہم دیر نہیں کریں ایک شیطان پھر وہ ہے اور سکا ساتھی ۱۱

۱۲ اور اگر تیرا رب چاہتا تو نہ کام کر سکتے ۱۲۔

۱۳ اور اگر تیرا رب چاہتا تو نہ کام کر سکتے ۱۳۔

یہ جملہ شہر طینہ بکھری۔ اور اس کا مطلب صاف ہے۔ کہ اگر ہم چاہتے تو ایسا کر سکتے ہیں
 باری تعالیٰ نے علیٰ ہر موم لوگوں کو ہدایت محض اور ضلالت محض پر مجبور نہیں کیا
 اور نہ حکمت ایزدی اس امر کی متقاضی ہو سکتی تھی۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں۔ کہ
 اگر ہم چاہتے تو وہ شرک نہ کرتے۔ یعنی ان کو ہدایت محض پر مجبور و مخلوق کر دیتے۔
 رہا یہ امر کہ کیوں ایسا نہ کیا یہ جدا جگہ پر بحث ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہم خوب فیصلہ
 کر سکتے ہیں۔ مگر یہ امر باری اصل بحث سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ سب باتیں مخاطبین کے مسلمات
 سے ہیں۔ حان آریہ کے جواب میں اس وجہ کو بنے مفضل لکھا ہے۔ اور کچھ اشارہ
 آگے آتا ہے۔

ساتویں آیت

تَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ لَا مَلَأَتْ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ سیارہ

سورۃ ہود۔ رکوع ۱۰۔

لَا مَلَأَتْ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَتَّبِعُكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔ سیپا سوہ ص۔ رکوع
 پس اوپر کی آیت کی تفسیر نہایت صاف ہے۔ اور اللہ اس اور الجنہ پر الف لام
 عہد دہنی ہے۔ جسکی تشریح اس آیت نے شیطان اور اس کے تابعین سے کر دی
 کہ وہ سب کون لوگ ہیں۔

آٹھویں آیت

يُضِلُّ بِكَتَبٍ أَوْ يَهْدِي بِهِ كِتَابٌ أَوْ مَا يَضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ۔ سیپا سورۃ بقرہ۔ رکوع

۱۔ ہوا ہو، کلمہ تیرے بکاکہ البتہ بھرونگا دوزخ جن سے اور آدمیوں سے اٹھے ۱۲

۲۔ مجھ کو بھڑا دوزخ تھے اور جو انہیں تیری راہ پلے اون سے مارے ۱۶

۳۔ گمراہ کرتا جو اس سے بہتر ہے اور گمراہ کرتا جو اس سے بدتر ہے اور گمراہ کرتا جو اس سے بدتر ہے ۱۱

کیسا صاف شلب ہو کہ فاسق ہی اس کتاب کو پڑھ کر گمراہ ہوتے ہیں۔ وہ نہ
سومنون کے لیے نفا اور راحت۔ درنور ہے۔

نون آیت

أَتْرِبُّهُ قَوْمٌ تَهْتَدُوا مِّنْ أَصْلٍ اللَّهُ وَمِنْ يُضِلُّ اللَّهُ فَلَئِنَّ تَجِدَهُ سَيِّئًا
سیپارہ - ۵ - سورۃ نسا - رکوع ۱۲ -

یہ آیت اپنے ماقبل دراپنے مابعد کے ساتھ ملائے سے صاف ظاہر کرتی ہے
کہ منافقون کے حق میں ہر اور صریح اہل نفاق کے حق میں وارد ہر منافق اپنے
کیے پر گمراہ ہوئے۔

وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا - سیپارہ ۵ - سورۃ نسا - رکوع ۱۲

مَذْبُذِبَيْنَ بَيْنَ ذَلِكُمْ كَالَّذِي هُوَ كَالَّذِي هُوَ كَالَّذِي هُوَ كَالَّذِي هُوَ كَالَّذِي هُوَ
فَلَئِنَّ تَجِدَهُ سَيِّئًا - سیپارہ ۵ - سورۃ نسا - رکوع ۲۰

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا تَمَكَّرُوا وَآمَنُوا تَمَكَّرُوا وَآمَنُوا تَمَكَّرُوا وَآمَنُوا تَمَكَّرُوا
لَهُمْ وَلَا يَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا - سیپارہ ۵ - سورۃ نسا - رکوع ۲۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَاطَّاعُوا أَوْلِيَاءَهُمْ لَئِنَّ اللَّهَ لَيَغْفِرُ لَهُمْ وَلَا يَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا
إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا - سیپارہ ۶ - سورۃ نسا - رکوع ۲

۱۔ کیا تم چاہو کہ وہ جو کہو ایک تہے اور جبکہ وہ نہ سے پھر تو نہ یا وہے اوکے واسطے کون رہے

۲۔ اور انہیں وہ نہ دیا وہ نہ ہا من پر

۳۔ لیکن دونوں کے بیچ، حرمین، دینی دین اور ملی وطن اور جبکہ تمہارے تہہ تو نہ یا وہے اوکے واسطے نہ

۴۔ جو لوگ مسلمان ہوں پھر شکر ہوں پھر مسلمان ہوں پھر شکر ہوں پھر شکر ہوں پھر شکر ہوں پھر شکر ہوں
نہیں اور نہ ان کو دیو سے ۱۲۵

۵۔ جو لوگ شکر ہوں اور حق پکار کھار کز نہ نشہ، میں ان کو اور نہ دیکھو ملائے رہ گمراہ افق کی پوسہ زمین

دسویں آیت

وَيَذَرُ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَا يَزَلُ لَيْكٌ مِّنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَالْقِيَاسُ بِهِم
الْبَعْدَ أَوْ قَوْلَ الْغَضَاءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ سِيبَا ٦٥ - سُوْرَةُ مَائِدَةِ ٥ - رُكُوْعُهُ ٥ -

تشریح و توضیح

لَذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ
ثُمَّ سَوَّيْنَا لَهُمْ السَّبِيلَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَبَّحُوا سُورَةَ مَائِدَةِ رُكُوعًا
يعني القاسے عداوت اور ازدیاد بغیان اور کفر کی علت قبول جانا اور نصیحت کا
اور توڑنا، اس عہد کا جو چند دن سے باندھا۔

• کیسا صاف علت و معلول اور سبب و مسبب کا سلسلہ ہر اور غور کرنے پر کچھ بھی اشکال نہیں رہتا۔

گیارھویں آیت

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ سُبَّارَهُ ۝ - سورة اعراف - رکوع ۲۳۶ -

بارہویں آیت

فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ - سِمْپاره ۲۲ - سورۃ فاطر - رکوع ۲۶ -

تشریح و توضیح

قرآن نے ان دو گروہوں کی تفصیل فرمادی۔

۱۰۔ دوسرے جو کچھ وہ بڑے بڑے لوگوں نے چاہی اور شہر اتر اور نکلا ہے ڈال بھی ہو نہیں سکتی اور ہر قیامت کے دن تک
۱۱۔ وہ جو کچھ میں اپنے تئیں اضماری اور شے بھی یہ قاتل نے عہد اور نکلا چہرہ ہوں گے ایک ٹرہ لپٹا اور جس میں سے جو ان کو کی
۱۲۔ میں پر تہ تادی اور شے آپس میں ہمسایہ اور کینی قیامت کے دن تک ۱۲

حکومت کو سزا دے، اسے کوئی فیصلہ نہ دینے والا ۱۲

میرزا محمد باقر بن میرزا حسن، در محفل، بحر حکیم عیادت.

اول گروہ جنکو خدا سے تقائے نے گمراہ کیا۔

لَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَظْلَمُوا أَلَيْسَ اللَّهُ بِغَفِيرٍ لَّهُمْ وَلَا يَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا سِوَا

سورۃ نسا۔ رکوع ۲۳۔

كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۚ وَالَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ
سُلْطَانٍ أَتَتْهُمْ كِبَرٌ مَّقْتَضٍ عَنِ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى

كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ سِیَّارہ ۲۴۔ سورۃ مومن۔ رکوع ۲۶۔

جَعَلْنَا آيَاتِكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا سِیَّارہ ۵۵۔

سورۃ بنی اسرائیل۔ رکوع ۵۔

یعنی کفر قلم اسراف ارباب اللہ کی آیات میں مجاہدہ آخرت پر ایمان نہ لانا یہ سب
سامان ضلالت کے ہیں۔

اور دوسری قسم نہدین۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَعْتَصَمُوا بِهِ فسيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ
وَيَهْدِيَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ سِیَّارہ ۶۔ سورۃ نسا۔ رکوع ۲۴۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ مَجْزِي
السَّلَامِ وَخُرَجَهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَيَهْدِيَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ سِیَّارہ ۱۰۵۔

۱۔ نہدین اس بیت کا ترجمہ کیا

۲۔ اس طرح ہلکا ہوا اور دیکھو جو یارانی والا شک کرنا اسے جگہ سے بن اسد کی باتوں میں بغیر خدا کے جو یونہی دیکھو مری میری

۳۔ اللہ کے بیان اور بات واروں کے بیان اس طرح مہر زمانہ سد ہر ذل یہ دور اسے سرکش کے

۴۔ کراہت میں ہم جگہ میں سے اور دن و رات کے جو ہیں اللہ کے پیچھے جتنا ایک پروردگار کا

۵۔ سو تو نہیں اللہ اللہ پروردگار کو صراطِ مستقیم پر لے گا اور یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے

۶۔ تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیاں کرنی میں سے اللہ راہ پر تہذیب کوئی تابع ہوا دیکھی رضا کا یاد

۷۔ کی ماہ پروردگار کو لکھنا ہوا مجھوں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور دیکھو جتنا آغری سیدھی راہ ۱۰۵۔

اپنے آپ کو مجبور کہنے والوں کو کیسے کیسے سخت جواب دیے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ مجبور سمجھنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔ میرے ایک دوست فرماتے ہیں لھذا مکتوب آتجہن ما قبل کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ افسوس! انھوں نے نہایت لطیف بات نہ سمجھی۔ باری تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر ہم مجبور کرنے کو ہوتے اور خواہ مخواہ کسی کو ایک طرف لگانا چاہتے تو ہماری ذات بابرکات کسی کو گمراہ نہ بناتی۔ جیسا جاہل اور جھوٹے شخص کا خیال ہے۔ ہم مجبور کرتے تو سب کو خواہ مخواہ ہدایت پر چلنے کے لیے پیدا کر دیتے اور جیسے تندرست آنکھ کو دیکھنے کے لیے پیدا کیا ہے ایسے وہ دیکھتی ہوئی نہیں سکتی۔ اور کانوں کو سننے کے لیے بنایا ہے اور وہ دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے ہی اگر تمام لوگ ہدایت کے لیے بنائے جاتے تو سب نیک ہی ہوتے اور اگر تمام کفر کے لیے بنائے جاتے تو سارے کافر ہو جاتے۔ الّا جس حالت میں ہماری ذات بابرکات نے سب کو خواہ مخواہ ہدایت یا بھولنے پر مجبور نہیں کیا تو کیا یہ بات صحیح ہو سکتی ہے کہ بننے اور شر کو تم کو مشرک بننے میں مجبور کیا ہے۔ نہیں یہ بات غلط ہے۔ غرض نہ اللہ تعالیٰ نے علی العموم لوگوں کو ہدایت پر مجبور کیا ہے ورنہ شرک پر۔ اوسے جبر کرنے کی کیا حاجت۔ وہ برائی کرنا چاہے اور پھر جبر کرادے۔ دیکھو ہلو کوئی زور سے بڑے کام پر لجا رہا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہلو وسعت اور قدرت دی ہے۔ اور تکلیفات شرعیہ پر ہمیں کہا ہے کہ لا یكلف اللہ نفساً الا وُسْعہا۔ اور فرمایا ہے۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ۔ سیپارہ ۱۵۔ سورۃ کہف۔ رکوع ۲۶۔

وَأَمَّا شُودُ فَهَذَا يَنْهَوْنَ فَاسْتَجِبُوا أَلْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ۔ سیپارہ ۲۲۔ سورۃ حجر سجدہ ۲۶۔

۱۔ شوریٰ چاہتے تھے اور جو ہوں چاہتے تھے ۱۲۔
۲۔ یہ تھے جو پہلے "شود" تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت رکھا اور ان سے رہنا سوچنے سے ۱۲۔

ملکہ شہری طاقت اور استطاعت عقلی طاقت اور استطاعت سے معنی وسیع ہر دیکھو
 لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا كَلًّا وَسَعَهَا سَيَّارَهُ ۲ - سورۃ بقرہ - رکوع ۲۶ -
 وَبِذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حُجَّتُ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا - شیخا سورۃ عمران - رکوع ۱۰
 فَسَبِّحْهُ لَئِيْلَى - سیارہ ۳ - سورۃ لیل - رکوع ۱۶ -

ج

کل دنیا کی ترقی کا مدار قومی اجتماع پر ہے۔ تمام مذاہب بلا و مین جب تہذیب شروع
 ہوئی اور وقت بھی یہی کلب انجمن بنیں حضور علیہ السلام کے دین میں اللہ تعالیٰ
 نے قومی اجتماع کے عجیب و غریب سامان تجویز فرمائے۔ اور ایسے روحانی محرک اور مین
 رکھے جسکے باعث ان انجمنوں کے برسم ہونے کا خطرہ نہ رہا۔
 اہل محلہ کے روزانہ اجتماع کے لیے پانچ وقت کی جماعت کو واجب کیا۔ رات کو سب
 لوگ اپنے گھروں میں سوئے ہیں۔ شبینہ واقعات میں اگر سہرہ کی ضرورت ہو تو
 علیٰ رضیاح نماز فجر کی جماعت میں یہ امر حاصل ہو۔ اب بازار کی آمد و رفت شروع ہوئی مختلف
 معاملات خارجہ پیش آئے تو دوپہر کے بعد جماعت کا وقت آگیا۔ عصر روزانہ اوقات
 کا اختتام ہوا اور ابھی اہل تجارت و حرفہ غالب عمرات میں گھر نہیں پونچے عین وقت
 کے معاملات پر اگر سہرہ کی ضرورت ہو تو عصر کی جماعت کا عمدہ موقع ہو۔ شام کو
 گھر پونچے وہاں کے نئے معاملات جو غیبت میں ہوئے اگر باعث اجتماع ہیں تو جماعت
 نماز شام اسکے لیے موزون ہے۔ ۱۰ و ۹ بجے رات کو الگ الگ ہونے کا وقت آگیا۔

۱۰ شبہ طیف نہیں دیتا کسی شخص کو گھر اور کسی گنجائش پر

۱۱ اور نہ قاتق ہر کوئی پرچ کرنا اس گھر کا جو کوئی پاؤں اس تک راہ

۱۲ تو سچ سچ پوچھا دیکھے ہم ادھر کو سال میں

مناسب ہر سب آپس میں لوداعی نشست کر لیں۔ اور یہی عشا کا وقت ہے۔ اس روز
 پانچ وقت کے اجتماع میں اگر تمام اہل بلاد کو تکلیف دیکھا دے تو ایک قسم کی تکلیف لایا
 دے۔ اس لئے تمام شہر کے اہل ملازم کیوسٹے بنتے ہیں ایک دن جمعے کا اس اجتماع کے لیے
 تجویز ہوا۔ مگر اس اجتماع کے لیے غلط صحت کے سامان کے واسطے نہانا۔ پڑے ہونا
 جعفری ایک ضروری امر تھا بنا برن اسکا وقت قریب نصف النہار تجویز کیا گیا۔ اور زمین
 موٹنی والی تشدید بہت میں کام کرنے والے کو جلا دیا جائے۔ مالمگیر مذہب میں جبکہ
 نام اسلام ہو مناسب نہ سمجھی۔ زیادہ دیر تک اجتماع کو مغل صحت خیال کر کے اصل نماز
 سے اس نماز کو ختم کر دیا گیا۔ اور ایک خطیب راہبیکر کو حکم دیا گیا کہ ضروریات پر
 کھڑے ہو کر پچھڑے اور بعد ختم نماز جمعہ کے حکم دے چلے جاؤ۔ اور پھر موناؤ۔ قصبات
 و دیات کے اجتماع کے لیے عید کی نماز تجویز ہوئی۔ چونکہ یہ جلسہ بجاری اور سال میں
 کل دو دفعہ ہوتا تھا۔ اور زمین لوگوں کی کثرت تھی۔ اسلئے تبدیل لباس اور غطر و خوشبو
 لگانا بیسے جمعے میں حکم تھا زمین بھی رہا۔ اور زیادہ تر اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا عید کا
 جلسہ شہر سے باہر میدان میں ہوتا کہ فرش ایر (تازہ ہوا) کی روک نہ رہے۔ چونکہ
 میدان محل انجمن ٹھہرا اور غالب عمرات میں دھوپ کا خوف ہوا۔ اسلئے ابتدا سے رونم
 عید کا وقت ٹھہرایا گیا۔

عید میں روحانی محرک دورکت کی نازری۔ اور بعد نماز کے ضروری باتون
 پر پڑے۔ جب خطبہ کہتے ہیں۔

نام قوتوں میں میلون کا رواج ہے۔ اور میلون کا ہونا عمدہ مصلح دنیوی پر مبنی اگر
 عمر بنو سب و تمام قوم کے پیش خائن توحید سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ کہیں غیر اللہ

کی پرستش و کہیں سرف دنیوی خیال و جوانی اور غیرانی ہو اور کو عظمت الہی سے
پچھتہ ہو گا نہین۔

اسلامی میلہ عید کا تمام دنیا کے میلون سے روحانیت میں بڑھا ہوا ہے۔

آج تمام اہل اسلام کے اجتماع کے لیے صدر مقام کی ضرورت تھی۔ تاکہ مختلف بلاد کے
بھائی اور اسلامی رشتے کے سلسلے میں یکساں باہم ملجاویں۔ مگر ایسے اجتماع کے لیے اول تو

اہل اہل اسلام کا اکٹھا ہونا اور امیر و فقیر کا جانا محال تھا۔ علاوہ برین فقر اور محتاجوں کے
جانے میں کوئی بڑے فائدے مترتب ہونے کی امید بھی نہیں ہو سکتی تھی اس لیے حکم ہوا۔

وَرَبُّهُ عَلَى النَّاسِ حِجْرُ الْبَيْتِ مِنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ سیپارہ ۲۔ د کو ۶۔

اور یہ بھی بڑا امر کے حق میں عیش و کبریٰ مہلک مراضا و ترقی کے دشمن میں دور و

دراز کا سفر کرنا۔ احباب اور اقارب کو چھوڑنا۔ سردی اور گرمی کی برداشت کرنا مختلف

بلاد کے علوم اور فنون اور اقسام مذاہب اور عادات پر واقف ہونا۔ شستگی اور نفس پروری

کا خوب استیصال کرنا۔

حج کے اعمال کہ و بڑائی کے سخت دشمن میں۔ زیب و زینت کو ترک کرنا۔ غربا کے ساتھ

لنگے سر کو سون پینا۔ دنیا داروں مستون عیاشوں کو کیسی کیسی ہمت بڑھانے کا موجب

غرض حج کیا ہر اسلامیوں کو تجربہ کار اور ہوشیار بنانا۔

بے ریب ایک ملک کے فوائد کو دوسرے ملک تک پہنچانے میں جیسی طاقت

اور لقمہ رکھ سکتے ہیں ویسی ملی اہموم غریب لوگ نہیں رکھ سکتے۔ ایسے صدر مقام کے

ایسے کوئی سامکان تجویز ہوتا۔ پس کہ مغلطہ سے کوئی مکان بہتر نہ تھا۔ کیونکہ ول تو وہاں

۱۔ دروازے اللہ کے وٹون پہنچ رہا۔ دوسرے کمرہ جو اسکے طرف دیکھے اور دیکھے

مبدأ اسلام تھا۔ دوم زمین ایسے لوگوں کی یادگار تھی جنکی سعی و کوشش سے سخت سے سخت بُت پرستی کا دنیا سے استیصال ہوا۔ اور خالص الٰہی توحید قائم ہوئی۔

تام ساعی جمیلہ اشاعت اسلام کے جن لوگوں سے سبزو ہوئے اور کا اصل مولد اوہی شہر تھا اگر کوئی چیز یادگار جو ش دلائل والی دنیا میں ہو سکتی ہو تو کتب سے بہتر کوئی ابھی نہیں۔ اہل اہل کے ساتھ جنہیں حج فریض و مہلن بدلہ ضرور تھا کہ اونکے نوکر چاکر بھی حج کرنے کو ساتھ جاوین۔ اور کچھ لوگ غائبان سے عشق کے مجبور کیے ہوئے بھی وہاں پہنچیں۔ ایسے اسلام نے بغیر کمال اتحی دہل اسلام تجویز فرمایا کہ سب لوگ سادہ دو چادر وں پر اکتفا کر کے ایسے و غریب یکساں سرے نکلے کرتے سے الگ سادہ وضع پر حاضر ہوں۔ تاکہ اونکی یکسانی اور اتحاد کامل درجے پر پونے۔

۱۔ اس حالت کا نام احرام ہے۔ کچھ عقلی حسن اسکاٹن چکے ہو کچھ اور سن لو۔ زیب و زینت کی پہلی سیرھی حجامت بنوانا بال کٹنا ہے۔ اور اسکی ان ایام میں ممانعت ہے۔ جو وضع کے پابند وں کو محال نظر آتی ہے۔ ورتب مقدسہ میں اس طرز کی نظیر موجود ہے۔ نذیر کے سر پر استراند چیرا جائے جب تک وہ دن جنہیں اونے اپنے آپ کو خداوند کے لیے نذریا کر گذر نہ جاوین۔ سر کے بال بڑھنے دے۔ گنتی ۶ باب ۵۔

۲۔ چہاں مسجد میں جکے وجود اور جسکی عظمت کا عنقریب ہم ثبوت دینگے ابراہیمی عبادت کی طرح ایک عبادت ہے جسے طواف کہتے ہیں۔ پروانہ وار چند بار الٰہی مسجد کے گرد گھومنا اس طواف کا ثبوت اگر دیکھنا روزہ ۲۶ کو دیکھو۔

۳۔ پھر صفا اور مروہ کے درمیان بیادگار نام اسماعیل باجرہ علیہا السلام چلنا۔ ہاجرہ کو جب ابراہیم نے بیان چھوڑا تو اوہ خون نے ابراہیم سے پوچھا تو ہمیں کس کے سپرد کرتا ہے

تو ابراہیم نے فرمایا خدا کے سپرد اور اسی کے حکم سے۔ تب باجرہ نے کہا جاؤ وہاں
 تعالیٰ ہکو صنائع نہ کرے گا۔ آخر پیاس کی شدت میں پانی کی جستجو میں جب یہاں دوڑیں تو
 خدا نے زمزم سے انکی امداد کی۔ اس قسم کی یادگارین اولاد ابراہیم میں مروج تھیں
 دیکھو پیدائش ۳۵ باب ۱۵۔ بلکہ یسوع نے بارہ تھہر جکا ذکر یسوع ۴ باب میں ہر دریا سے
 صرف یادگار کے لیے اٹھائے اور دریا کے باہر لا کر رکھے۔ پولاہلانے کی رسم جکا ذکر
 احبار ۲۳ باب میں عیسائی مانتے ہیں مسیح کے جی اٹھنے کی یادگار ہے

۴۰۔ پھر مہفات کے میدان میں جانا ایک ضروری فعل حج کا ہے جہاں نہ کوئی شہر نہ کوئی
 درخت صرف الہی یاد ہے اور اسی سے دعا۔ دیکھو موسیٰ بھی فرعون کو کہتے ہیں۔ خداوند
 اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ بیاہان میں میرے
 لیے عید کریں۔

۵۔ پھر خلق ہر جسکی وجہ یہ ہے بہت دنوں سر کھلا رہا۔ گرد و غبار پڑا۔ عام لوگوں کو
 سامان سر ہونے کا اس سے بہتر کیا کہ سر منڈا دین یا بالوں کو کٹوانا میں خلق کا رواج
 اور اسکا ثبوت مقدسہ کتب میں موجود ہے دیکھو ایوب ۱۔ باب ۲۰۔ تذر جماعت کے خیمے
 کے دروازے پر سر کی منت منڈا دے۔ گنتی ۶ باب ۱۸۔ بلکہ احبار ۴ باب ۵ میں تو چاہے
 ابرو کا صفایا مندرج ہے۔ متی ۸ باب ۴ میں اسکا جواز اور ان رسوم کا اتباع دیکھو۔
 قربانی۔ تذر کے پاس اگر کوئی ناگمان مر جاوے تو ایسی قربان یا کبوتر ایک خطا کی
 قربانی اور ایک سوختنی قربانی گذرانے۔ اور تذر قربانی بے عیب یکسالہ بڑہ ایک خطا کی
 قربانی دوسرا سوختنی قربانی کے لیے۔ اور فطیری روٹی چٹری ہوئی اور مہدی۔
 مہدی کے کلچے تیل سے چٹے ہوئے کاہن کو دے۔ گنتی ۶ باب ۱۰۔ اور دیکھو

پیدائش ۸ باب ۲ و ۱۲ باب ۸۔

گفتہ قربانی تاریخ باب ۵-۱۔ سلطین باب ۵-مین دیکھنے کے قابل ہیں
ان اتنی بات رہائی۔ مقدس کتب میں اجتماع کے لیے تربی اور ناقوس کی ادبی رسم جو
اسلام نے اسکے پہلے نہیں اذان کے لطیف کلمات۔ اور حج مین۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ رِنَ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَكَ
وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ -

توجہ الی القبلة سچ و رشک نہیں سجدہ پر لے درجے کا عجز اور نیاز تو یہ عمل ضرور
و کسی طرف واقع ہو۔ اور کوئی طرف ہو اس میں مخلوق کا ہونا ضروری ہے اس لیے شارع
نے نہ ایک جہت مقرر کر دی جہتیں کئی قائم کیں۔

آول یہ اشارہ کہ سب کو چاہیے ایک دل ہو کر مہم جو حقیقی کی عبادت کریں۔

فروم اہل سلام اور منافقین میں مابہ الامیاز ہو۔ اس وقت کے میں آپ بیت المقدس
 کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اور مدینہ میں جب تشریف لائے تو بعد چند مدت
 کے مکہ کی طرف توجہ فرمائی قرآن خود اس سر اور بھید سے آگاہ کرتا ہے جہاں فرمایا ہے۔
 وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنُعَلِّمَ سَبِيحَ لِرَسُولٍ مِمَّنْ يَتَّبِعُ
 عَلَىٰ عَقِبَيْهِ - سورۃ بقرہ - سیارہ ۲۔

سورہ ہدایت کے تحت امام مین فضل نہوا اور تمام دنیا کے اہل اسلام یک جہت رہیں۔
چهارم شعبے کی طرف توجہ نہایت اہمیت کا نشان اور ان کی اولاد کا معمول ہے
والمیو شیوع اور ساری ساری بی بی بزرگوں نے اپنے کپڑے بھاڑے اور خداوند کے عہد کے

۱۲
 ۱۳

جسکی نسبت احبار ۲۲ باب ۱۰ میں تکمیل سے پہنچ چکی اور منہ بیان کرتے ہیں۔

میں کتابوں میں ۲۱ باب ۲۲-۲۳ میں لکھا ہے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے آباد کیا ایک باغ کا تم بنایا (ایک شجر کا) مگر اونھوں نے نہ نافرمانی کی یہاں تک کہ اپنے آخری صلہ کا۔ (اکھوتے بیٹے) کو مار ڈالا۔ اسلئے خدا انکو نہ دیکھا کوئی کے پتھر سے جسے مہارون نے ناپسند

کیا۔ یہی مضمون یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶ میں ہے۔ اور دانیال ۲ باب ۲۴ میں ہے۔ یہودی غیر قوموں

کو بھی پتھر کتے تھے۔ اور ہمیشہ بنی اسرائیل کو یہ مہار قومیتہ جانتے تھے۔ الا وہ بنی اسرائیل

اسلئے کہ وہ اپڑھ قوم تھی تصویریں زبان میں بطور پیشین گوئی اور بشارات کے یسعیاہ

۲۸ باب ۱۶ اور ۲۱ باب ۲۲۔ اور دانیال ۲ باب ۲۴ والہ کلام کے میں اسطر سے

تحریر ہوا کہ بیت اللہ کے کونے پر ایک بن گھڑا پتھر نصب کیا گیا۔ جس کے ساتھ یہ بات

کی جاتی تھی کہ اسے صرف ہاتھ کھاتے جو بیت اور اقرار کا نشان ہے۔ مطلب یہ کہ اس کا

شہر میں وہ کونے کا پتھر ہو گا جس کے ہاتھ پر بیت کا سرور ہے۔ جو کوئی اس پر کھڑا ہو گا

جس پر یہ گرا اس سے پس ڈائیگا حسب بیان دانیال ۲ باب ۲۴ میں حال دیکھ لو۔

نادان کہتے ہیں سلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں۔ آریہ اور عیسائی بتائیں عبادت

کے کہتے ہیں۔ عبادت میں ششٹی۔ حمد اور تعریف۔ پرارتنا۔ یت دعا۔ اور پائنا

دھیان ضرور ہے۔ بتائیں سلمان کب اس پتھر کی تعریف اور اس سے دعا اور

دھیان کرتے ہیں اسلامی کسی عبادت میں اس پتھر کا ذکر بھی نہیں۔ بلکہ عبادت

اسلامیہ میں تو اس کا ذکر بھی نہیں۔ اسکی عبادت کیا ہوگی۔ اگر اسکو ہاتھ لگایا چوڑنا

عبادت ہے تو سب لوگ بیای ہوئی عورتوں کے عابد اور خدا کو سجدہ کرنے والے زمین

کے پر جاری ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ مقدس مقام میں تصویریں زبان کے اندر گفتگو

نبوت کی پاک محبت کو سنہ و پندرہاں گتے سے لکھا بلکہ شیخ نے ہی ۲۱ باب
۳۳ میں خود کہا کہ یہ مثال سنائی

تقریب و دعا پر ویت اللہ کا ثبوت

پیش ۲ باب ۶-۹-۱۰ ابراہیم نے خداوند کے لیے کنعان میں ایک قریب انگاہ
بنائی۔ اور وہاں سے وہ بیت ایل کے پورب ایک پھاڑ کے پائین
اپنا ڈیر لکھا کیا۔ بیت ایل اسکے بچہ اور ہی اسکے پورب تھا۔ اور وہاں وہ نے
خدا کے لیے ایک قریب انگاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا اور ابراہیم رفتہ رفتہ دھن کی طرف
کیا بیان میں بیت ایل کا تذکرہ ہے وہ نہ ورکھ ہی ہے کیونکہ کنعان عرب کے حدود میں
ہے اور لکھا ہے قریب انگاہ و بنا کے جب روانہ ہوا چھ ایک جگہ ڈیر لکھا یا۔ اور وہاں دوسرا
قریب انگاہ بنایا اور اسکے بچہ ایک بیت ایل کا بیان کیا جو بیت ایل سمندری بحریم سمند
دکھتے میں۔ اور وہاں فقط بیت ایل بحریم اور نیز آخر میں کہا ہے ابراہیم رفتہ رفتہ دھن پہنچا
و مسیح فرماتے ہیں کہ دھن کی ملکہ شہر سیانی شاہزادی تھی جو سلیمان کے پاس آئی۔ اور
سمت ظاہر کرتے بیت اللہ جسے کہتے ہیں کنعان سے دھن کی طرف واقع ہے۔ علاوہ بین
پیش ۲ باب ۲ میں ابراہیم کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دھن کی طرف پہلا اور سفر کرتا دھن کے
بیت ایل میں پہنچا۔ اور تراجم موجود ہیں جو فقرہ اسکے بعد لکھا ہے وہ تورات کا فقرہ نہیں
اور قومی روایات۔ مکی تواتر رسومات کا توفیق۔ ابراہیمی عبادات سے نشتہ کی رسم
تقریبانی وغیرہ مناسک میں اتنی و تمام اقوام عرب کا اس بات پر نسلاً بعد نسل تفاق
احسان گواہی دیتا ہے کہ ابراہیم کو اس مسجد سے تعلق ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں۔
پھر کوئی امر قانون قدرت میں اور کوئی ضروری اور یہی علم میں اس عقائد سے

پھرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

یسعیا۔ ۶۰ باب ۶۔ اوشنیاں کثرت سے تجھے آگے چھپا لیں گی۔ میان اور حیفہ کی جوان اوشنیاں وے سب جو سب کے مین آویں گے۔ ۷۔ قیدار (پہر آئیل) کی ساری بھین تیرے پاس جمع ہوگی بیٹا رہے سمعیل کے منڈ سے تیری خدمت میں حاضر ہونگے۔ وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جاویں گے۔ اور مین اپنی شوکت کے کمر کو بزرگی دوں گا۔ یہ کون مین جو بدلی کی طرح اوڑتے آتے مین اور کبوتر کے مانند اپنی کابک کی طرف۔ یقیناً بحری مالک تیری راہ تکمیں گے۔ اور ترسیس کے جہاز پہلے آویں گے۔ ۱۰۔ اجنبیوں کے بیٹے بھی تیری دیوار اوشنیاں گے اور انکے بادشاہ تیری خدمتگداری کریں گے۔ اگرچہ مین نے اپنے قہر سے تجھے مارا پر اپنی مہربانیوں سے تجھے رحم کر دیں گا۔ اور تیری پھاٹک میں نت کھلی رہیں گی۔ وے دن آ بھی بند نہ ہوگی۔

۱۴۔ بان وہ سب جنہوں نے تیری تحقیر کی تیرے پاؤں پڑیں گے اور وہ خدا کا شہر اسرائیل کے قدوس کا صیہون (سنگلاخ زمین) تیرا نام رکھیں گے۔ اوسکے بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھے نفرت ہوئی۔ الی آخر۔

یسعیا ۵۴ باب ۱۔ اری بانج تو جو نہیں جانتی تھی (سکے اور قوم قریش مین کوئی نبی اور رسول نہوایلے اوسے بانج کہا) خوشی سے ملکا تو جو حاملہ ہوئی تھی وہ بد کر کے گا۔ اور خوشی سے چلا۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے۔ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد و ختم والی کی اولاد سے زیادہ مین۔ (اہل سلام یہود سے زیادہ مین۔ اور یسائی مجوس اور موجودیرو شلم سے الگ ہوئے تھے مین۔ وہ عابری یرو شلم کی اولاد ہی نہیں)

اپنے جتنے کو بڑا دے ہاں مسکن کے پردے پھیلا۔ در بے دست کر۔ اپنی دوریان
 اٹھی اور اپنی سچیں مضبوط کر اسے کہ تو داہنی اور بائیں طرف بڑھیں گی۔ اور تیری نسل
 قوموں کی وارث ہوگی۔ اور او جڑ شہرون کو بسا دیگی۔ ست ڈر کہ تو پھر پشیمان نہوگی۔
 تو ست طہر کہ تو پھر سوا نہوگی۔ تو اپنی جوانی کے ننگ بھول جائیگی۔ اور اپنی بیوگی
 کی عار پھر نہ یاد کریگی کیونکہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے۔ اور کا نام رب الافواج ہے۔ اور تیرا
 نجات دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ ساری زمین کا خدا کہلائیگا۔ کیونکہ تیرا خدا
 کہتا ہے خداوند نے تجھے جو طلاق کی ہوئی اور دل آزرہ عورت سے ہے۔ اور جوانی میں
 کی ایک جورو کے مانند جو رو کی گئی ہو پھر بلایا ہے۔ لاکن اب میں بہت سی مہربانیاں کے
 ساتھ تجھے سمیٹ لوں گا شدت قہر کے حال میں میں نے اپنا منہ تجھے ایک خط چھپایا
 پر اب میں ابدی عنایت سے تجھے رحم کروں گا۔ خداوند تیرا بچانے والا یون فرمایا ہے۔ میرے
 آگے یہ فوج کے پانی کا سامنا ہے۔ جس طرح میں نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر فوج کا
 طوفان کبھی نہ آئیگا۔ اس طرح اب میں نے قسم کھائی کہ میں تجھے کبھی آزرہ نہ ہوں گا۔
 عرض یسعیاہ ۵۴ باب میں دور تک مضمون ہے۔ یسعیاہ ۶۰۔ ۶۱۔ اوٹھ روشن ہو تیری
 روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھے طلوع کیا۔ دیکھ تاریکی زمین پر چھا گئی اور تیری
 قوموں پر بھی تاریکی نے اثر کیا۔ لاکن خداوند تجھے طالع ہوگا۔ اور اس کا جلال تجھے نمود
 ہوگا اور قومیں اور بڑے بادشاہ تیری روشنی اور تیرے طلوع کی بجلی میں حلین گے
 انتہی مختصر ہے۔

ہم یقینی طور پر کہتے ہیں یہ سب کچھ کی تعریف ہے۔ اگر نہیں تو بتاؤ مدیان اور غیفہ اور
 ساکی اور مثنیان کہاں جمع ہوتی ہیں۔ قیدار کی بھینہ ہیں۔ اور بنیٹا کے منہ سے کس طرح

پر اُٹھائے جاتے ہیں۔ جب ہی میں جس چیز کی زیادہ تعریف کرنا مطلوب ہوتا ہے اور اسے لکھ کر
خود کر کے تبصر کرتے ہیں۔ اگر لکھ کر خود دیکھو خلیل ۱۲ باب الی آخر۔

انشاء احکام یا تمیل اور احکام کا چارہ ہونا

اَمَّا قَوْلُ یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمُنَافِقِیْنَ اَسْأَلُكَ عَنْ شَیْءٍ عَظِیْمٍ
مباحث میں سوال انصاف بھی نہ اندھونہ تا تو یہ قسمیہ بلکہ علم ہوتا ہے کیونکہ یاد رہی ہے اس
دراوٹے شکر پر دو آریں یہ کتے میں کہ انشخ کے نام سے منی میں لکھ کر
سی وقت دیا گیا یا علی کا یہ یہ میرا وہیں دوسرے وقت شمس ۱۲ باب
پہلے حکم یا کار سے دوسرے دوسرے حکم یا کار سے میں آیا تو پتہ کرو وقت دوسرے
جاری کر دیا یا اپنے کام کو ترک کر کے دوسرے کام شروع کر دیا۔

انشخ کے ان منی سے نہ اندھونہ کے کمال ملی اور تقویٰ کو تقویٰ بت ہوتا
ہو۔ اور ان وقت اکثر اسے برادران ملدوان متہ منی حاجوان کا مذمت میں
ممنوع کر دیا کہ اسلامی شریعت میں ہر ایسے انشخ کے قابل نہیں۔ اور بین مقدمات
ذات پاک میں شمس ۱۲ باب اولیٰ اور ہول نفرتیں کر کے میں۔ ہم شمس ۱۲ باب
کے زمانے میں نہ کو علم یا تجربہ کرنا پھر دوسرے وقت زیادہ ہوا۔ چ کے زمانے
میں اور زیادہ اور نبی عربی کے دور دورے میں اور بھی زیادہ ہو گیا تو یہ
توبہ توبہ۔ پس جھکا رہا ہوا۔

آخر دوم۔ منشی متعصبان مدعی علم کہتے ہیں۔ قرآن میں لکھا ہے کہ زبور کے آئے سے
توریت اور انجیل سے زبور اور قرآن سے انجیل منسوخ ہو گئی۔ اور انکی خدمت میں گذشت
ہو کہ قرآن میں یہ بات نہیں ملتی۔ زبور تو مناجات کی کتاب ہے۔ اور انکو انشخ سے کہا تعلق

علوم نہیں ہو سکتا یہ دھوکا مقرر جس کو کہان سے ہوا کیونکہ قرآن پانچ یا تین ہزار
 تین سو اسی کے معنی میں بنتین ہرے اور باطل کرنے کے ہیں قرآن میں تین سو
 قَبْلُ اللَّهِ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ - سیارہ ۱۷ - سورۃ بقرہ رکوع ۷ -

اور قرآن توریت اور انجیل کی نسبت فرماتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ سَلِمُوا
 بِالَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا
 عَلَيْهِ شُهَدَاءً فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَكْفُرُوا بِالْآيَاتِ تَنَادَفُوا
 وَمَنْ لَوْ يَحْكُمُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ سُبْحَانَ مَا دُرُوعُ
 یہ تو توریت کی نسبت اِثرا دہوا۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مَصَدَّقًا لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْ تَوْرَةٍ
 وَأَنْبِيَاءِهِ إِلَّا تَجْعَلِ فِيهِ هُدًى وَنُورًا وَمُصَدِّقًا لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْ تَوْرَةٍ
 وَهُدًى وَنُورًا وَمُؤِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلِيَحْكُمَ أَهْلُ الْأَنْبِيَاءِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
 هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ سُبْحَانَ مَا دُرُوعُ
 یہ قرآن انجیل کی نسبت ہے۔ بیان (آثار) اور (صدق) کا مفہوم قابلِ توجہ

۱۔ پس مرقون کر دیا ہر اس کے آقا و شہادت ۱۲۔

۲۔ خدا و رب بنے ہی بھیجی توریت اور میں مریت اور نورانی۔ اس پر خدا ربی اور درویش اور مہربان دیکھا کرتی
 ہے۔ اس نے کہ خدا کی کتاب کے محافظ بنائے گئے اور اس کی خبر دے رہے تھے بھیجی سے درویشوں سے
 انبیاء کو دنیا کے لئے لادریغ نہاد۔ جو لوگ خدا کے آقا سے مومن بن گئے وہ ہر مومن ۲۔

۳۔ دیکھا اسی میں بھیجا ہے وہ میں کے قدموں پر عیسے مہربان کا بیٹا سچ بتایا تو بت کوہ اس کے سے تھی، اور اس کی
 جتنی انجیل میں مریت اور دوسری اور سچائی یہ تھی حریٹ اور درویشوں اور پتھر درویشوں کو اور پتھر
 کہ حکم کریں انجیل نے اور پھر اس نے آقا اور میں اور جو کوئی حکم کرے اس کے آقا سے ہر مومن لوگ میں نے حکم ۱۲۔

اب ایک اور آیت شاکر آپ سے داد چاہتا ہوں اور خدا سے اجر۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ تَوْنِهِمْ
وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝

سیارہ ۲ - سورۃ مائدہ - رکوع ۹۶ -

دیکھو قرآن نے کس قدر توریت و انجیل کی محنت سرائی کی ہے۔ اور غور کرو غور۔ غور
اور سنو ہاں سنو۔ پھر سنو۔ کس قدر یہودی اور عیسائی مذہب والوں کو آزادی دی ہے۔ کیسے
کھانا کھاتا ہے فی الذین کا ظہار کیا ہے۔ سوچو یہ برکت مدنی ہے۔ کمی نہیں۔ اور ان آیات کو
منسوخ نہیں کیا

ہم نے ان آیات کو لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ قرآن نے توریت اور انجیل کو منسوخ نہیں کیا
بلکہ ہدایت اور نور رکھ کر یہود اور نصاریٰ کو اوپر مل کی تاکید کی ہے۔
بھلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آیات منسوخ کرنے کو آئی ہیں۔

اگر موسم۔ کچھ شک نہیں کہ حسب اختلاف اوقات اور باختلاف بلاد اور باختلاف
اقوام مشترک قانون میں خصوصیات کا لگانا ضروری ہوتا ہے۔

مثلاً کپڑا پہننا تمام بلاد مذہب کا ایک ضروری قانون ہے۔ الا موسم گرما اور بلاد گرم کے لیے
کسی طرح کا۔ اور موسم سرما اور بلاد سرد کے لیے کسی دوسری طرح کا ضروری ہے۔ کچھ
میں کام کرنے والے مزدور کے لیے ایک قسم کا۔ اور بادشاہوں کے لیے جشن جلوس
کے دن کے واسطے اور قسم کا۔

سارے اور اگر وہ قائم رکھیں توریت اور انجیل کو اور جو اوپر ان کو ان کے رب کی طرف سے تو کیا دین اپنے ادھر سے اور پانچ
کے شیخ سے کچھ لوگ ان میں سے اور بہت ان کے بڑے کام کر رہے ہیں ۱۱
سورۃ بقرہ ۲۵۰ - رکوع ۲۵ - ترجمہ - زور نہیں دین کی بات میں ۱۲

مصلحان قوم یا مقتنات شرع پر نگاہ کرو۔ جب بنیامین آدمی تھوڑے جب انکی بلاد
 دور دست میں آمدورفت کم ہوگی۔ جب لوگوں کی تہذیب بتدائے سن طفولیت میں تھی۔
 اور وقت کے قوانین اور پھر جب کثرت ہوگئی۔ باہمی تعلقات بڑھ گئے تہذیب کو نشوونما ہونے لگا
 تو اس وقت کے قوانین۔ یہ مصلحان قوم یا مقتنات دین برابر بیان کر سکتے اور اسے قائم
 پونچھا سکتے تھے۔ بلکہ غریب و مسکین بے دست و پا مقتنات مصلح اور قوی و زور آور عرب و اب و اب
 مصلح و مقتنات کے قوانین برابر نہیں ہو سکتے پس یہی وجہ ہے کہ یہ شرائع انبیاء میں اور مصلحان حکما میں
 کچھ باہم تغیر موجود ہے۔ اور اصول سب کے ایک میں خصوصیات عارضہ میں اختلاف ہے۔
 ایک ہی قوم میں مختلف اوقات پر مختلف احکام شرعیہ ہوتے رہے۔ ہم ذیل میں نظائر بیان
 کریں گے۔ الایسائی اسے تکمیل کہتے ہیں۔ نسخ نہیں کہتے۔ میں مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں
 حقیقت میں اختلاف تکمیل ہے۔ قرآن بھی آخر میں فرماتا ہے۔

الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاقْتَضَتْ عَلَيْكُمْ نَفْسِي۔ سپارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱
 پس تم کو کیا ضرور ہے کہ تغیر اور تبدیل اور نسخ کہو بلکہ تم بھی تکمیل کہا کرو۔ ایسا یونکی خدمت میں بھی
 عرض ہے کہ حسب لغت عرب یا اصطلاح اگر مسلمان ان تغیرات کو نسخ کہیں تو یہ معنی تکمیل ہے تم کیونکہ مانتے ہو
 امر چھارم۔ تعجب ہے حسب کتب مقدسہ شرعیہ خدا کے افعال احکام میں بڑا تغیر و تبدیل ہوتا رہا
 اور عیسائی مقدسوں نے اس تغیر کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے نادانی سے
 پہلا حکم یا کام کیا۔ الا وہاں تاویلین کرنے کو شروع ہو جاتے ہیں۔ اور قرآن میں ایسا ایک لفظ
 بھی نہیں اور وہاں اعتراض۔ ہمارے تعصب تیرا استیانتاں ہو۔ سنو خدا نے انسان کو بنایا اور
 بڑھایا۔ پیدائش ۲ باب الا ۶ باب پیدائش میں لکھا ہے۔ آیت ۶۔

۱۔ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پہلے یا اور نہایت دلگیر ہوا۔ پیدائش ۶ باب ۶۔

۲۔ آج سچا اور اسے چکا نکلو دین تمہارا اور پورا کیا میں نے پھر احسان اپنا ۲۔

۲۔ تب خداوند نے اس بری سے جو پاپا تھا اپنے کوٹنے کے پتھریا۔ خرچ ۳۲ باب ۱۲۔
 ۳۔ تو بھی سمویل ساول کی بابت غم کھاتا رہا۔ اور خداوند بھی پتھریا کہ ایسے ساول کو بنی اسرائیل کا
 بادشاہ کیا۔ ۱۔ سمویل ۱۰ باب ۲۔ (خدا نے ساول کو سچ کیا پھر وہ مرد ہوا ایسے پتھریا)۔
 بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہونے کو تھا کہ انھوں نے عاجزی کی۔ اسپر کتب مقدسہ میں لکھا ہے
 تب نہ کا جی اسرائیل کی پریشانی سے غمگین ہوا۔ قاضی ۱۰ باب ۱۶۔
 اسپر طرہ جسمی ختنہ برائیم کی ولادین ابری رسم تھی۔ پیدائش ۱۷ باب ۱۲۔ اور حضرت مسیح
 نے بھی ختنہ کرایا۔ ۲ باب ۲۱ لوقا۔ مگر ۱۱ باب ۱۷ اعمال میں منسوخ کیا گیا۔ بلکہ پولوس نامہ گلتیان کے
 ۵ باب اور ۶ میں کیساتھ ذکر کیا اور کس زور سے ختنے کی ممانعت کرتا ہے۔ اور اعمال سے معلوم
 ہوتا ہے اسکے ابطال پر پہلے کیٹی ہوئی اور پولوس فرماتے ہیں اگر تم ختنہ کرو تو تمکو مسیح سے
 کچھ فائدہ نہیں جس نے ختنہ کرایا اسے شریعت پر عمل واجب ہے۔ اور جسے شریعت سے
 استبازی چاہی اسے مسیح سے جدا کی ہوئی۔ نامہ گلتی۔ ۵ باب۔
 قربانیان توریت کے لحاظ سے ایسی سات تھیں شریعت عیسوی نے بالکل اوتھما دین اور کھدایا
 مسیح کے مرنے سے پہلے کام توریت کی نسبت منسوخ کینچ کیا۔ حالانکہ متی ۲۳ باب میں
 حکام یہودیوں کی تمیل کی تاک تھی دیمود ۱۱ باب ۱۷۔ امانین کہ ہر کہ ہننے سنا کہ لوگ
 تھیں کہتے ہیں کہ ختنہ کرو شریعت پر چلو۔ ایسے روح القدس اور ہننے بہتر بنانا۔ ان خندوری
 باتوں کے ساتھ تمپر اور بوجھ نہ ڈالیں۔ تم بتوں کے چڑباوے اور لہو۔ درگاہوں کی چیز اور چڑباوے
 سے پرہیز کرو۔ (بس عرملاری کے بدلے اصل لفظ سوزی) درودہ سیاق کے مناسب
 پھر پولوس نے اسپر عاشیہ چڑبایا اور حواریوں نے جس قدر خدا بند ہی تھی او سپر آزادی بخشی
 ۱۴ باب ۱۴۔ رومیان مجھے یسوع سے معلوم ہوا اور میں نے یقین کر کے جانا کہ کوئی اسپر

ناپاک نہیں۔ لاکن جو اسے ناپاک جانتا ہوا اسکے لیے ناپاک ہے۔ پھر تعجب آتا ہے کہ کاشی
 کہیں اسی میں آگئی۔ شاید اس واسطے شریعت عیسوی میں حد نہیں۔ نامہ عبرانیان ۷ باب ۱
 آیت میں لکھا ہے۔ پس۔ گلا قانون اس لیے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اور ٹھہ گیا کیونکہ شریعت کچھ کامل نہ کیا۔
 (صاف شیخ کا اقرار ہے) نامہ گلتیان ۲ باب ۱۱ میں ہے کہ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستہ باز
 نہیں ٹھہرتا کیونکہ زندگی ایمان سے ہے پر شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں۔ بلکہ جسے اس پر عمل کیا
 سو اسی ہی سے جیے گا۔ مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی منت سے چھوڑا یا (ایمان کے
 معنی بھی آگے سمجھلو) ۲ باب ۲۳۔ نامہ گلتیان لاکن ایمان کے آنے سے پیشتر ہم شریعت
 کے بند میں تھے۔ اور اس بات تک جو ظاہر ہونے والا تھا گھیرے میں رہے۔ پس شریعت مسیح تک پہنچا
 کو ہماری استاد ٹھہری۔ تاکہ ہم ایمان سے راستہ باز گئے جاوین۔ پر حبیب ایمان آچکا تو ہم پھر استاد کے
 تحت میں نہیں رہتے۔ ۲۔ باب ۲۱ گلتی۔ راستہ بازی اگر شریعت سے ملتی تو مسیح عیسیٰ ۲ باب ۱۵
 نامہ افسیانیان۔ مسیح نے اپنا جسم دے کے دشمنی یعنی شریعت کے حکموں اور رسموں کو کھودیا۔
 ۷۔ باب ۱۲ اور ۱۸ نامہ عبرانیان۔ جب کلمات بدلی تو شریعت بھی ضرور بدل گئی۔ اور آیت ۱۸ میں
 شریعت بے فائدہ ۴ باب ۱۳ آخر قبل میں ہے کہ تو کھانا گوہ سے پکا کر کھائے گا پھر جب ہزارہ کی تو
 فرمایا اچھا گوہ سے پکا کر کھائیو۔ ۱۰ باب ۵ متی ان بارہوں کو یسوع نے بھی اور انھیں حکم دیکے گا
 کہ غیر قوموں کی طہارت مت جاؤ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل مت ہو۔ بلکہ خصوصاً اسرائیل کے
 گھر کی کھوئی ہوئی بیٹروں کے پاس جاؤ۔ آیت ۱۰ میں راستے کے لیے نہ جھولے نہ دو کرتے نہ جوتیاں
 نہ لائٹھی لو۔ کیونکہ مزدور اپنی خوراک کے لائق ہے۔ متی ۱۵ باب ۲۴۔ اسے جواب دے کے کہا کہ
 میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بیٹیوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ لاکن ۱۶ باب ۵
 میں ہے کہ تمام جہان میں جاؤ اور تمام مخلوق کو انجیل سناؤ اور لو ۲۲ باب ۷

اجازت دیدی۔ مٹی ۲۲ باب ۱ میں ہے۔ جو کچھ فریسی اور فقہی جو موسیٰ کی گدھی پر بیٹھے ہیں تمکو کبیر
 اور حکم کریں وہ یاد کرو۔ اور وہی کام کرو۔ اور بالکل ظاہر ہے کہ وہ توریت پر عمل کرنا بتلاتے۔ ۱۱۔
 گذرا حواریوں اور پولوس نے مسوخ کر دیا۔ بلکہ شریعت پر چلنے والا جہنمی ہوا۔ مگلتی ۴ باب ۴ نہایت عجیب
 بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یوحنا ۱۶ باب ۲۵ یہ باتیں میں نے تمہیلو نہیں کہی ہیں پر وہ وقت آتا ہے میں تمہیں
 تمہیلو نہیں پھر نہ کہوں گا۔ بلکہ باب کی صاف خبر پھر تمہیں دے دوں گا۔ یوحنا ۱۶ باب ۱۲۔ میری اور بت سی
 باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔ دیکھو تبدل وقت سے تبدل احکام کیسے
 ثابت ہوتا ہے۔ مسیح کہتے ہیں اب تو تمہیل میں بات کرتا ہوں مگر اور وقت پر صاف کہوں گا اور فرماؤں
 میں کئی ایک باتیں تم سے کہنا چاہتا ہوں مگر ابھی تمکو برداشت نہیں معلوم ہوا مدت کے بعد جب لوگ قابل
 برداشت بنائیں گے مسیح اور قسم کی باتیں لوگوں سے کہیں گے۔ ابراہیم نے اپنی سوتیلی بہن سے نکاح کیا
 جسکی اولاد سے تمام انبیاء ہی اسرائیل پیدا ہوئے۔ پیدائش ۲۰ باب ۱۲۔ موسیٰ نے ایسے نکاح کو باطل
 حرام کیا دیکھو ۱۸ باب ۲۰ و ۹۔ باب ۱۴۔ احبار۔ و استثناء ۲ باب ۲۲۔ آدم کے وقت حلال چرند
 پرند کا خون اور چربی حلال تھی۔ پیدائش ۱۔ باب ۳۰ و ۹ باب ۳۔ نوح کے وقت خون حرام
 ہوا۔ استثناء ۴ باب ۹۔ و اشعیا ۱۱ باب ۴ و ۸۔ طلاق دنیا اور طلاق نامہ لکھ دینا موسیٰ کے وقت
 جائز تھا۔ استثناء ۲ باب ۲۔ مسیح نے یا تو مطلق طلاق کو منع کیا۔ مرقس ۱۱ باب ۱۱۔ یا بجز الزام نہ
 منع فرمایا۔ ۵ باب ۳۱ مٹی اور وہ یہ بتائی کہ تمہاری سخت مزاجی سے طلاق جائز ہوا تھا یعقوب کے
 حقیقی دو بہنوں سے ایک کے جتنے نکاح کیا۔ ۲۹ باب ۲۸ پیدائش موسیٰ نے اس جمع کو حرام فرمایا۔
 بنی اسرائیل سے عہد جدید باندھا دیا تھا ۳۱ باب ۳۱۔ وہ جدید شریعت بقول پولوس ہی زائد شریعت
 توریت کے کل احکام اوٹھا دیے گئے۔ باب ۱۵۔ عبرانیان جو سوکا گوشت اور مکروہ چیزیں اور جو ہا کہیں وہ سب
 ۱۵۔ ابعساہ۔ اور طیس ۱۵ باب ۵ میں سب کچھ پاک کر دیا۔ تمہیں

شکر و احسان خداوند و باب وصلوۃ و سلام بر نبی شافع یوم الحساب کہ کتاب مستطاب
فصل الخطاب بحسن صحت و اہتمام تام باہ ربیب المرعوب شمسۃ ۱۳۵۵ ہجری نبوی سے
در مطبع مجتبائی واقع دہلی علیہ طبع پوشیدہ باعث مسرت شایقین و ناظرین گردید

قطعہ تاریخ طبع از ستارچ طبع عالی عالم نامی و فاضل گرامی جناب
مولانا مولوی محمد عبدالعلی صاحب راسی مخلص آسی و امیر ربیب لانا

اور فیضان احمد و آئے جسکا جی چاہے
جلیپا چل بسی تثلیث کی توحید سے کوسون
اسی میں ہر احد اور حمد اور تفضیل اور وحدان
بنام ایزد و نام نامی اس احمد کا محمد بھی
ہر حامد نام اور بھی ہر حمید اس مبد کل کا
کہان آیا جزا و سکے مع میں مدوح کل عالم
اور سیک فضل کئی ہر ہر اک جزئی میں عالم
دلیل الہی وانی سے اور کا فضل کل الکل
ہر ہے جہانے جنت میں تو آئے دین احمد میں

یہ بحر فیض ہر غوطے لگائے جسکا جی چاہے
احد کی وحدت اس احمد میں پائے جسکا جی چاہے
کہان یہ صوف عینی میں دکھائے جسکا جی چاہے
کوئی محمود اور ایسا بتائے جسکا جی چاہے
ہو ماخذ ایک شوق اتنے لگائے جسکا جی چاہے
جو آیا ہو تو نام اور کا بتائے جسکا جی چاہے
قصیدہ ہر یہ کھینچے مٹائے جسکا جی چاہے
مد تل ہر ہر کا یا بنائے جسکا جی چاہے
نہ آئے آتش و دوزخ میں جائے جسکا جی چاہے

۱۔ یعنی احمد میں اگر ہم ساقط کرو تو احد ہو جائے اور الف ساقط کرو تو احد بن جائے اور ہر ہی بصفت مقلوب بعض مع نہیں ہو جائے اور الف
ہم کو حال کہ تو دو صیغے میں صیغہ فعل تفضیل مذکر و صیغہ وحدان مکاتبت نفس تکلم فافہم و ابندہ ائیم محمد عبدالحکیم کاتب کتاب ہذا -
۲۔ جو قیاس کہ مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو اور وحدہ اوسط اولی سلب اور علت حکم کی نفس لامر و دہن میں واقع
ہو یا جسمین علت سے معلول کی طرف دلیل لاتے ہیں و مگر دلیل ہی اور بالعکس ایک دلیل ہی کہتے ہیں ۱۲۷

اعلان

مجلد
فصل
رابع

اس کتاب مستطاب فصل الخطاب
لا حصہ اول جناب مصنف صاحب کی فرمائش سے
مطبع مجتہائی دہلی میں بصرف زر کثیر چھپکر تمام ہوا اور حق تالیف
اسکا مطبع ہذا میں محفوظ ہے پس لازم ہو کہ کوئی صاحب بدون اجازت
جناب مصنف صاحب کے اس کتاب کو نہ چھاپیں ورنہ بار کتاب
جرم حق تلفی حفظ کتاب کے مانوڑ ہو کر نقصان او ٹھانیگے
لہذا اطلایا یہ اعلان آخر کتاب میں درج کیا گیا۔

محمد عبدالاحد وکیل ملک مطبع مجتہائی
واقع شہر دہلی

عبدالاحد وکیل ملک
مطبع مجتہائی
دہلی
۱۱۸۶
۲